اسلام میں
انتخابِ زوج
(اہمیت و طریق)
ملک عبدالرؤف سہروردی
اورینٹل پبلی کیشنز

اسلامی معاشرت میں انتخاب زوج
پر مشتمل ایک تحقیقی اور مدلل کتاب

مؤلفہ

ملک عبدالرؤف سہروردی

اورینٹل پبلی کیشنز
دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور فون 042-7213578

کتاب بہترین ساتھی
ہماری کتابیں، بہترین ساتھی

اہتمام اشاعت

سید اویس علی سہروردی

اسلام میں انتخاب زوج

بار اوّل: جنوری ۲۰۰۷ء

حروف چینی و صفحہ بندی: گرافک ان، 042-6363009

ناشر: اورینٹل پبلی کیشنز

طابع: حاجی حنیف اینڈ سنز

قیمت: =/150

اورینٹل پبلی کیشنز

تجمل ٹاور، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور فون: 042-6363009

خوبصورت کتب کی اشاعت کیلئے رابطہ

ORIENTAL PUBLICATIONS

35 - Royal Park, Lahore, PAKISTAN

Tel 042-6363009 awais@oriental-publications.com

grafixnn@hotmail.com, ahuloom@yahoo.com

رب هب لي من لدنك ذرية طيبة انك سميع الدعا
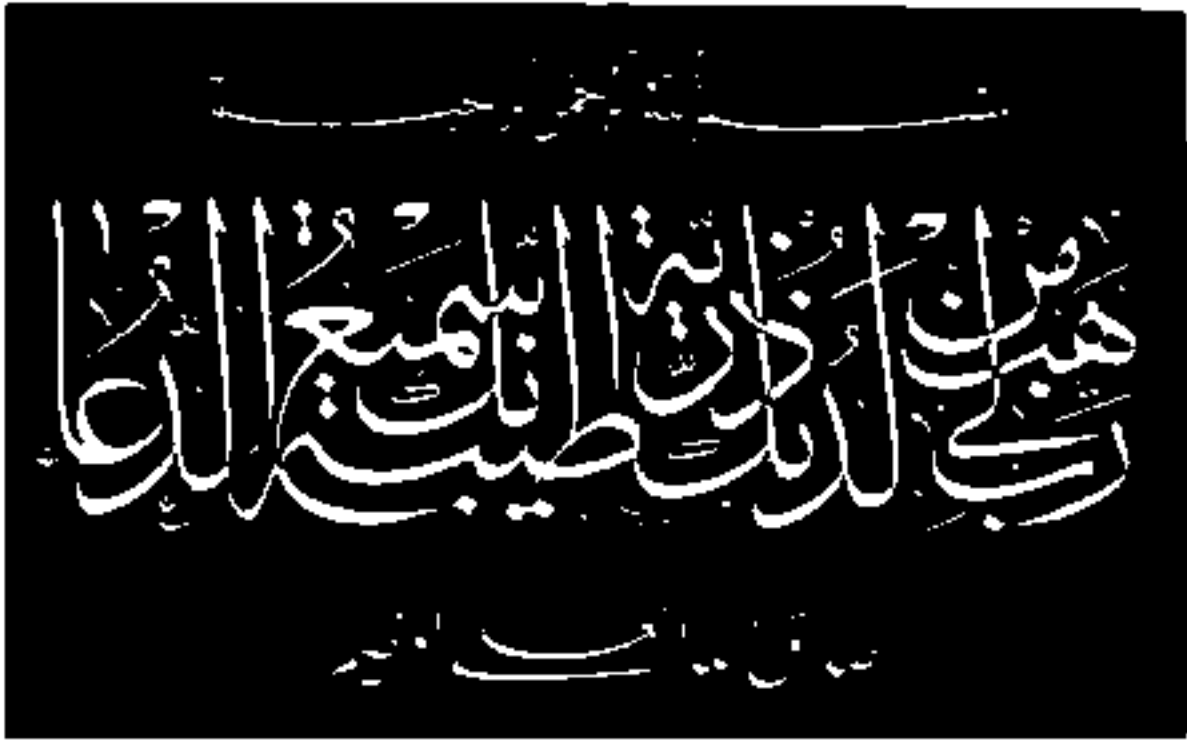
انتساب

میری یہ ادنیٰ سی کوشش خالصتاً اللہ جل جلالہٗ

اور ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے ہے

میں اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی چھوٹی بہن مرحومہ ''شازیہ پروین'' کے نام کرتا

ہوں اس دعا کے ساتھ کہ

خدائے بزرگ و برتر اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے

ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس

نصیب کرے

فہرس

	دیباچہ	۱۳
باب اول	اسلام سے قبل بنت حوا کا ازدواجی مقام	۱۷
باب دوئم	بنت حوا پر اسلام کا ازدواجی احسان	۲۶
باب سوئم	تعلق زوجیت اور منشاء خداوندی	۴۱
باب چہارم	مذہب اسلام میں انتخاب زوج کی رغبت	۵۹
باب پنجم	انتخاب زوج میں والدین کی اہمیت	۶۳
۵-۱	انتخاب زوج میں ماں کا کردار	۶۵
۵-۲	انتخاب زوج میں والد کا کردار	۷۱
باب ششم	منشاء خداوندی کی مخالفت والے ازواج	۷۴
باب ہفتم	انتخاب زوج	۸۱
۷-۱	شرط دینداری	۸۵
۷-۲	شرط حسب ونسب	۹۵
۷-۳	شرط باکرہ	۱۰۱
۷-۴	شرط بقائے نسل	۱۰۳

باب ہشتم	انتخاب زوج کا عصری رجحان اور اس سے پیدا ہونے والی خرابیاں	۱۰۶
باب نہم	عورت کے دائرہ کار کا پیدا ہونے والے بچے پر اثرات	۱۲۱
باب دہم	انتخاب زوج کا عصری رجحان	۱۳۷
باب گیارہ	اصلاح اولاد	۱۴۴
باب بارہ	غلط انتخاب زوج کے اثرات	۱۵۵
۱۲-۱	غلط انتخاب زوج کے اثرات	۱۵۸
۱۲-۲	نفسیاتی اثرات	۱۶۱
۱۲-۳	معاشرتی نقصانات	۱۶۲
	خلاصہ بحث	۱۶۳
	کتابیات	۱۶۶

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ
خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ انسان فطرتاً آزاد پیدا ہوا ہے اور یہ آزادی اس کے ہر ارادی اور غیر ارادی فعل سے ظاہر ہوتی ہے لیکن انسان اس امر کو فراموش نہیں کرسکتا کہ حقیقی فرائض کو ادا کرنا نظام تمدن کا اصلی عنصر ہے۔ بنی نوع انسان کی حقیقی ذمہ داری بقائے نسل اور مقصد زندگی عبادت الٰہیہ ہے۔ اس کار خیر میں مرد اور عورت اپنی اپنی اہلیت و صلاحیت کے مطابق ذمہ دار ہیں۔ عورت کو اللہ رب العزت نے

جس غرض کے لئے مخلوق کیا ہے وہ غرض نوع انسانی کی تکثیر اور اس کی حفاظت و تربیت ہے۔ یوں مرد و عورت کے درمیان رشتہ ازدواج سے خاندانی نظام وجود میں آتا ہے۔

عصر حاضر میں مغربی تہذیب نے خانہ داری کے معاملات میں عورت کے دائرہ کار میں جو تبدیلی کی ہے اس نے گھرانے اور کنبے کی شاندار عمارت کو منہدم کر کے معاشرت کی بندشیں بالکل توڑ پھینکی ہیں ۔ اس حالت نے بیوی کو شوہر اور اولاد کو ان کے رشتہ داروں سے چھین کر ایک ایسی خاص نوعیت اختیار کر لی ہے جس کا نتیجہ بجز سوا اس کے کچھ نہیں کہ عورت کی اخلاقی حالت ابتر ہو جائے ۔ عورت جس کا حقیقی وظیفہ نوع انسانی کی تکثیر اور حفاظت و تربیت ہے۔ آج دفتروں ، کارخانوں اور مختلف اداروں میں دھکے کھاتی پھرتی ہے۔ اب گھر گھر نہیں رہے اولاد کو تربیت نہیں ملتی ۔ آج عورت کی وہ حالت نہیں رہی کہ وہ خوش مزاج بیوی اور مرد کی محبوب مانی جائے بلکہ اب وہ محنت و مشقت برداشت کرنے میں مرد کے مدمقابل حریف بن گئی ہے۔

مذہب اسلام کی خوبی یہ ہے کہ خاندانی نظام میں عورت کو گھر کی مالکہ بنایا گیا ہے وہ شوہر کے گھر کی نگران ہے ۔ اسلام کی یہ شان اعتدال ہے کہ جو صنفی تعلق دائرہ ازدواج کے باہر حرام ہے اور قابل نفرت ہے وہی دائرہ ازدواج کے اندر نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور کار ثواب ہے۔ اسلام رشتہ ازدواج کو جوڑنے کا حکم دیتا ہے ۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا عمل جسے مذہب اسلام کار ثواب قرار دیتا ہے محض انسانی تمدن قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے ۔ ہرگز ایسا نہیں کیونکہ اگر محض بقائے نسل ہی رکھنا مقصود ہو تو حرام کاری اور زنا کاری سے بھی یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے ۔ لیکن اسلام تو ایسی نسل چاہتا ہے جو حلال

طریقے سے حاصل کی گئی ہو۔ جو خداوند قدوس کو "رب" تسلیم کرے، اپنا مقصد زندگی پہچانے اور اپنے مقصد تخلیق کو پہچانے۔

عصر حاضر میں تصویر کا رخ بالکل اس کے الٹ ہے۔ معاشرے میں نیکی اور بدی کا تصور ختم ہوتا جا رہا ہے۔ آج مسلم معاشرت بگڑتی چلی جا رہی ہے۔ مسلم نسل شیطانیت کے دوراہے پر رواں دواں ہے تو اس کا ذمہ دار کیا محض مغربی تہذیب کو ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتے مسلم معاشروں میں بڑھتی ہوئی مغربی تقلید اپنی جگہ، میڈیا کی تیز اور آسان رسائی اپنی جگہ، سوال یہ پیدا ہوتا ہے اسلام جو تا قیامت کا مذہب ہے اس کا معاشرتی نظام اس قدر نحیف اور کمزور ہے کہ اپنی نسل کو بھی اسلامی اقدار پر قائم نہیں رکھ سکتا؟ ہرگز ایسا نہیں ہماری نگاہ میں ان سب خرافات کی جڑ انتخاب زوج کا غلط چناؤ ہے۔ آج مسلم امہ اگر تنزلی کا شکار ہے، بزدلی کا شکار ہے۔ جذبہ جہاد کا فقدان ہے تو صرف اور صرف انتخاب زوج کے غلط چناؤ کی وجہ سے ہے۔ تاریخ عالم شاہد ہے، جب جب ازدواج کا غلط چناؤ ہوا وہ قوم صفحۂ ہستی سے مٹ گئی یا زوال کا شکار ہوگئی۔

عصر حاضر میں مسلم معاشروں میں نوجوان نسل کی بے راہ روی کی بازگشت ہر ایک کو سنائی دیتی ہے لیکن اس کے اسباب پر کسی کی نظر نہیں جاتی۔ آج ہر صاحب اولاد فکرمند ہے کہ ان کے مرنے کے بعد ان کی اولاد کا کیا ہوگا؟ لیکن کیا کسی صاحب اولاد نے یہ سوچا ہے کہ ان کی اولاد کے مرنے کے بعد ان کا کیا ہوگا؟ یقیناً یہ معاشرتی بگاڑ نوجوان نسل کا تخلیق کردہ نہیں ہے اس کے پیچھے یقیناً مضبوط ہاتھوں کی طاقت ہے اور وہ طاقت والدین کی ہے۔ آج ہر صاحب اولاد اپنی اولاد کا رشتہ دنیاوی معیارات کے مطابق کرنے کا خواہاں ہے۔ ان کا یہ عمل نا صرف شریعت محمدی ﷺ کی خلاف ورزی ہے بلکہ دنیا

کے امن وسلامتی کے لئے خطرے کا باعث ہے۔انہیں خطرات سے عام قاری کو آگاہ کرنے کے لئے میں نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق عصری رجحان کا تجزیہ کیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو سکے اسلاف کے زریں نقطہ نظر کو پیش کیا جائے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس سعی ناتمام کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔آمین

آخر میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کاوش کی تکمیل میں میرا بھرپور ساتھ دیا خاص کہ اہلیہ محترمہ، پیارے دوست فرحان، ظہیر (کیئر آف کمپیوٹر ویلی) اور استاد محترم قبلہ سید اویس علی سہروردی صاحب کا جنھوں نے میری ہر قسم کی مدد کی۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ''اے باری تعالیٰ ان کے جان و مال میں خیر کثیر برکت عطا فرما'' آمین۔

دعاؤں کا طالب

غلام محمد عبدالرؤف سہروردی

باب اول

اسلام سے قبل بنت حوا کا
ازدواجی مقام

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کو اپنی قدرت کاملہ سے انسانی صورت پر تخلیق فرمایا۔ قرآن پاک میں تخلیق انسان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴾ (۱)

''بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا ہے''

تخلیق انسان سے قبل اعلان ہوتا ہے۔

﴿ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا...... یَوْمِ الدِّیْنِ ﴾ (۲)

''میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو کھنکھناتی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار کیچڑ تھی۔ تو جب میں اسے درست فرمادوں اور پھونک دوں اس میں خاص روح اپنی طرف سے تو گرنا

۱۔ القرآن کریم: ۹۵: ۴

۲۔ القرآن کریم: ۱۵: ۲۸-۳۵

اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے پس سر بسجود ہو گئے فرشتے سارے کے سارے۔ سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کر دیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس! کیا وجہ ہے کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہیں دیا۔ وہ (گستاخ) کہنے لگا کہ میں گوارا نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا ہے بجنے والی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا (اے بے ادب) نکل جا یہاں سے تو مردود ہے۔ اور بلاشبہ تجھ پر لعنت ہے روز جزا تک۔

(ترجمہ ضیاء القرآن از پیر محمد کرم شاہ)

انسان کو کتنا بڑا شرف حاصل ہے کہ اس کی تخلیق کا آغاز اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے فرمایا، اور خود اس میں اپنی روح پھونکی۔ شیطان نے شرف انسان کا انکار کیا، تو رب تعالیٰ نے اپنی بارگاہ سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

پہلے انسان کی تخلیق کے بعد اس کے سکون کی خاطر اس کی زوج کو پیدا کیا، پھر جوڑے سے نسل انسانی کو ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ عورت کو اس کے صحیح مقام سے گرا دیا گیا۔ وہ جس نے انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کو جنم دیا جو مرد کی اولاد کی پرورش کرتی تھی، جو سکون و راحت کا ذریعہ اور سبب بھی تھی، اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا، وہی ذلت و خواری کا نشانہ بن گئی، وہ عقل و شعور کی تمام خوبیوں سے عاری اور خالی سمجھی جاتی تھی ماسے مجملہ جانیدادوں میں شمار کرنے لگے (۱)

عورت کو نکاح اور طلاق وغیرہ اور تمدنی و معاشرتی امور میں سے کسی قسم کا حق حاصل نہ تھا۔ تاریخ انسانی جہاں تک ہماری رہنمائی کرتی ہے ہم اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ عورت کی یہ حیثیت غیر مہذب اور ناشائستہ اقوام تک ہی محدود نہ تھی، بلکہ وہ اقوام جو اپنی ترقی میں اوج ثریا تک پہنچ چکی تھیں وہ بھی اس جابرانہ سلوک سے مبرا نہ تھیں۔ دنیا کی تمدن

۱۔ ندوی عبدالقیوم، اسلام اور عورت، سویرا آرٹ پریس ۱۹۸۷ء، ص ۲۵

ترین اقوام روم، چین، یونان، ایران، جہلائے عرب یا مختلف مذاہب عالم، سب نے بنت حوا کو ایک غیر حقیقی تمدن عنصر سمجھ کر میدان عمل سے ہٹا دیا تھا۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ یونان میں عورت کو کوئی مقام و مرتبہ حاصل نہ تھا۔ عورت کی زندگی کا مقصد یہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ مرد کی غلامی اور خدمت کرے۔ یونانی عموماً عورتوں کو ایک درجہ کم مخلوق سمجھتے تھے جن کا مصرف صرف خانہ داری اور ترقی نسل تھا۔(۱)

یونانی عورت کی شادی اس کی مرضی کے بغیر کر دی جاتی بعض دفعہ تو باپ مرتے وقت اپنی بیٹی کی کسی کے حق میں وصیت کر جاتا تو بیٹی کو وہ وصیت پوری کرنا پڑتی تھی، بھائی کی موجودگی میں وارثت سے محروم رہتی۔ اکیلی ہوتی تو وارث تھی مگر اس صورت میں اس کے لیے ضروری ہوتا تھا کہ باپ کے رشتہ داروں میں سے سب سے بڑے کی بیوی بنے اور اس سے جو بچہ پیدا ہو وہ نانا کی طرف منسوب ہو کر اس وراثت کا حقدار بنے۔(۲)

رومی نظام معاشرت میں عورت ایک لونڈی کی حیثیت رکھتی تھی، جس کا معاشرت میں کوئی حصہ نہ تھا۔ اسے کسی قسم کا حق حاصل نہ تھا یہاں تک کہ حق وراثت بھی نہیں ملتا تھا۔ (۳) جانوروں کی طرح اس کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔(۴) اسے شوہر کی ملکیت قرار دیتے اور تمام جائیداد و منقولہ کی طرح اسے بھی اس میں شمار کرتے تھے۔(۵)

دین عیسوی میں ابتداءً تو عورت کا مقام قدرے بلند تھا لیکن وقت کے ساتھ اس قدر تحریف ہوئی کہ عیسائی عورت کو نجاست کی پوٹ، سانپ کی نسل، منبع شر، برائی کی جڑ، جہنم کا دروازہ وغیرہ کے القابات سے یاد کرتے تھے۔(۶) بڑے بڑے راہب اپنی ماں

۱۔ گستاؤلی بان ڈاکٹر، تمدن عرب، مترجم سید علی بلگرامی حیدرآباد دکن، ۱۹۳۶ء ص ۳۵۵

۲۔ جلال الدین انصر عمری، عورت اسلامی معاشرہ میں، اسلامک پبلیکیشنز ۱۹۸۲ء ص ۳

۳۔ گستاؤلی بان ڈاکٹر، تمدن عرب ص ۳۴۰

۴۔ محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، فی الحمد پرنٹنگ پریس کراچی، جون ۱۹۸۱ء، ج ۱ ص ۵۳۸

۵۔ ندوی، عبد القیوم، اسلام اور عورت ص ۱۵

۶۔ المرأة فی التاریخ والشرائع ص ۳۶

تک سے ملنا اور اس کے چہرے پر نظر ڈالنا معصیت سمجھتے تھے۔(۱)

ترتولیاں (جو مسیحت کے اولین آئمہ میں سے ہے) نے عورت کے متعلق کہا "وہ شیطان کے آنے کا دروازہ اور شجر ممنوعہ کی طرف لے جانے والی اور خدا کے قانون کو توڑنے والی خدا کی تصویر مرد کو غارت کرنے والی ہے۔(۲)

۵۸۱ء میں آئمہ کلیسائی مجلس منعقدہ کولون میں اس بات پر زوردار بحث ہوئی کہ عورت انسان بھی ہے یا نہیں۔ بڑی ردوقدح کے بعد اسے معمولی اکثریت کے ساتھ انسان تسلیم کیا گیا۔ (۳)

ہندو مذہب میں عورتوں کی حالت سب سے بدتر تھی۔ عقائد ہندومت کے مطابق "عورت بچپن میں باپ کی مطیع، جوانی میں شوہر کی، اور شوہر کے بعد اپنے بیٹوں کی، اگر شوہر نہ ہو تو اپنے اقرباء کی، کیونکہ کوئی عورت ہرگز اس لائق نہیں کہ خودمختار طور پر زندگی بسر کرے۔(۴)

اخلاقی حالت اتنی شرمناک تھی کہ محرمات سے تمتع بھی کار ثواب سمجھا جاتا تھا۔ عورت کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی بڑے بڑے ذی وجاہت امراء کی عورتیں جامۂ عصمت اتار پھینکتی تھیں۔(۵)

علاوہ ازیں عورتوں کی عصمت اس قدر ارزاں تھی کہ ہندوؤں کے ہاں آٹھ قسم

۱- ندوی، شاہ معین الدین، دین رحمت، کراچی، ایجوکیشن پریس، ۱۹۷۷ء، ص ۱۰۶

۲- (ا) ابوالاعلیٰ مودودی مولانا، پردہ، ص ۳۵

(ب) مولانا ظفیر الدین، اعظم گڑھ، ۱۹۵۳ء، اسلام کا نظام عفت و عصمت، ص ۳۲

۳- شبلی نعمانی، الکلام، معارف اعظم گڑھ، ۱۳۵۵ھ، ص ۱۵۲

۴- (ا) تاراچند، متوسط ارتقا/ احیائے، ج ۵، ۱۴۸،

(ب) ڈاکٹر گستاؤلی بان، تمدن عرب، ص ۴۵۹

۵- ندوی معین الدین، تاریخ اسلام، انوار المحسن پریس لاہور، ۱۹۴۸ء، ج ا، ص ۷

کے نکاح تھے۔

۱۔ براہم ۲۔ دیو ۳۔ آرش ۴۔ پرجابت ۵۔ آسر ۶۔ گاندھرب

۷۔ راکش ۸۔ پیشاچ

بیاہوں کی تفصیل یہ ہے کہ

دولہا دلہن دونوں کامل برہمن، پورے فاضل، دھارک اور نیک سیرت ہوں ان کا باہم رضامندی سے بیاہ ہونا ''براہم'' کہلاتا ہے۔ بڑے یگھیہ میں عمدہ طور پر یگیہ کرتے ہوئے، داماد کو زیور پہنی ہوئی لڑکی دینا ''دیو'' کہلاتا ہے۔ دولہا سے کچھ لے کر دواہ ہونا ''آرش'' کہلاتا ہے دونوں کا بیاہ دھرم کی ترقی کے لیے ہونا ''پرجابت'' کہلاتا ہے۔ دولہا اور دلہن کو کچھ دے کر بیاہ کرنا ''آسر'' کہلاتا ہے۔ بے قاعدہ بے موقع کسی وجہ سے دولہا دلہن کی مرضی سے باہم میل ہونا ''گاندھرب'' کہلاتا ہے۔ لڑائی کر کے جبراً یعنی چھین جھپٹ یا فریب سے لڑکی حاصل کرنا ''راکش'' کہلاتا ہے سوتی ہوئی یا شراب وغیرہ پلا کر بے ہوش ہوئی یا پاگل لڑکی سے بالجبر ہمبستر ہونا ''پشاچ'' کہلاتا ہے۔

نیوگ، نکاح کے بعد اگر کسی وجہ سے اولاد نہ ہو تو خسر وغیرہ کے حکم سے عورت رشتہ دار یا دیور سے حسب دلخواہ اولاد حاصل کرے۔(۱) نیوگ ایک بیوہ عورت دو اولاد اپنے لئے اور دو دو دیگر چار نیوگ شدہ مردوں کے لیے پیدا کر سکتی ہے، اس طرح کل کر دس اولاد پیدا کرنے کی اجازت وید میں ہے۔(۲)

بدھ دھرم عورت کو گندہ اور غلیظ جانور کہہ کر اپنے پیروکاروں کو ان سے علیحدگی کا حکم

۱- (ا) دیانند، ستیارتھ پرکاش، ص ۱۵۸،۱۵۹

(ب) منوسمرتی، دھیائے، ج ۹، ص ۵۷

۲- دیانند، ستیارتھ پرکاش، ص ۱۹۰

دیتا ہے اور طرح طرح کے الزام دیئے کہ اس بے گناہ مخلوق سے نفرت دلاتا ہے۔ (۱)

آریہ دھرم میں عورت بیک وقت متعدد حقیقی بھائیوں سے شادی کر سکتی ہے۔ (۲)

تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے سے عورت کے متعلق یہ تصور ابھرتا ہے جیسے عالم کا ذرہ ذرہ اور انسانی آبادی کا چپہ چپہ ہمیشہ اس کے خون کا پیاسا، اس کی عزت کے درپے اور اس کی ذلت کا خواہاں رہا ہو۔ (۳) کیونکہ چوپاؤں کی طرح تو اس کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ (۴)

معاشرت میں ان کی حیثیت گھر کے مال و اسباب کی سی تھی۔ (۵) حتیٰ کہ جاہلیت میں عورتیں رہن رکھی جاتی تھیں۔ (۶) انہیں انسانیت کے درجے میں بھی شامل نہ کیا جاتا تھا اور بڑی مشکل سے انہیں انسان تسلیم کیا گیا۔ (۷) حتیٰ کہ عرب جاہلیت کے اجڈ قبائل میں سنگدل باپ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ (۸)

آثار قرآنی اور تاریخ جہاں تک ہماری رہنمائی کرتی ہے تو اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ معاشرتی لحاظ سے بھی عورت کی بہت بری حالت تھی حتیٰ کہ حقوق تو برائے نام بھی نہ تھے۔

As Ameer Ali says among the athenians, the wife was a mere chattel marketable and transferable to

---

۱۔ ندوی، عبدالحکیم، اسلام اور عورت، ص ۳۳

۲۔ ندوی، عبدالحکیم، اسلام اور عورت، ص ۳۳

۳۔ ندوی، عبدالحکیم، اسلام اور عورت، ص ۳۰

۴۔ محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ناشر ادارۃ المعارف کراچی، جون ۱۹۹۹، ج ۲، ص ۵۳۹

۵۔ (الف) ندوی، عبدالحکیم، حقوق اسلام اور عورت، ص ۱۷ (مقدمہ)

(ب) محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج ۲، ص ۵۳۹

۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب قتل کعب بن الاشرف، طاقت العصر

۷۔ شبلی نعمانی، الکلام، معارف اعظم گڑھ ۱۳۵۵ھ، ص ۱۰۳

۸۔ امین احسن اصلاحی، تدبر القرآن، مکتبہ جدید پریس لاہور، ج ۸، ص ۲۳۲

others, and a subject of testamentary disposition. She was regarded in the light of an evil indispensable for the ordering of a household and procreation of children. (۱)

امیر علی لکھتے ہیں کہ "یونانیوں کے ہاں عورت کی حیثیت لونڈی کی سی تھی جسے فروخت کیا جاتا اور دوسروں کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔ اسے ایک ایسی ناگزیر برائی سمجھا جاتا تھا جو امور خانہ داری اور بچوں کی پرورش کے لیے ضروری تھی"

اسپارٹا میں ایک بدنصیب عورت کو جس سے کسی قوی سپاہی کے پیدا ہونے کی امید نہیں ہوتی تھی اسے مار ڈالتے تھے۔ (۲)

حتیٰ کہ ایسی جہالت تھی کہ عورت کو دوسرے شخص کی نسل لینے کے لیے اس کے خاوند سے عاریۃً لے لیتے تھے۔ (۳) رشتۂ ازدواج کو نبھانے کا چلن بالکل نہ تھا عورتیں اپنی عمر کا حساب شوہروں کی تعداد سے لگاتی تھیں۔ (۴) ہندوؤں کے ہاں تو عورت کی حالت بہت بری تھی اولاد نہ ہونے کی صورت میں خسر وغیرہ کے حکم سے عورت رشتہ دار یا دیور سے حسب خواہش اولاد حاصل کر سکتی تھی۔ (۵) اسی طرح عورتیں جوئے میں ہاری جاتی تھیں۔ ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے تھے بیوہ عورت قانونی طور پر ہر لذت سے محروم کر دی جاتی۔ سماج کے ایسے ہی شرمناک برتاؤ کی وجہ سے ایک عورت شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ جل جانا گوارہ کر لیتی تھی۔ لڑائی میں ہار جانے کے ڈر سے عورتوں کو خود ان

Syed Amir Ali, The spirit of Islam, Reprinted, June 1964, London, P-223 ۔۱

۲۔ (ا) گستاؤلی بان، ڈاکٹر، تمدن عرب، ص ۳۵۸

(ب) ظفیر الدین، مفتاحی، اسلام کا نظام عفت و عصمت، اعظم گڑھ ۱۹۷۳ء، ص ۲۳

۳۔ ندوی، عبد القیوم، اسلام اور عورت، ص ۲۳

۴۔ جلال الدین عمری، عورت اسلامی معاشرہ میں، ص ۲۳، ۲۴

۵۔ دیانند، ستیارتھ پرکاش، ص ۱۵۸، ۱۵۹

کے باپ، بھائی اور شوہر قتل کر ڈالتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے۔(۱)

ڈولنجر اپنی کتاب "شرنا اور یہود" میں لکھتا ہے۔

"عہد نبوی ﷺ میں ایران کی اخلاقی حالت دگرگوں تھی۔ شادی کا کوئی معروف قانون موجود نہ تھا۔ اگر کوئی تھا تو اس کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا "زند اوستا" میں بیوی کے بارے میں کوئی قانون نہ ہونے کی وجہ سے مرد کئی بیویاں رکھتے تھے اس کے علاوہ ان کی داشتائیں بھی ہوتی تھیں اور دوسری عورتوں سے ناجائز تعلقات بھی ہوتے تھے۔ ایران کی اخلاقی حالت نہایت شرمناک تھی۔ باپ کا بیٹی کو اور بھائی کا بہن کو اپنی زوجیت میں لینا کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ وہ جتنی بیویوں کو چاہتا طلاق دے سکتا تھا، خواصوں اور داشتہ عورتوں کو رکھنے کا طریقہ عام تھا۔(۲) اخلاقی حالت نہایت شرمناک تھی. باپ کا بیٹی کو اور بھائی کا بہن کو اپنی زوجیت میں لینا کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔(۳) غرض عورت کی ہستی مظلومیت کا شکار تھی عورت صرف اور صرف مرد کے لیے پیدائش اولاد کا ذریعہ تھی۔(۴) ایسے جہالت و بربریت کے زمانے میں عرب میں عورت کسی بھی حیثیت سے قابل احترام نہ تھی۔ اہل عرب عورت کو موجب ذلت اور عار سمجھتے تھے لڑکی کی پیدائش ان کے لئے غم واندوہ کا باعث تھی۔ وہ نرینہ اولاد پر اتراتے اور فخر کرتے۔ لیکن لڑکیوں کا وجود ان کے سر عظمت کو جھکا دیتا۔ چنانچہ ظہور اسلام سے قبل عرب کے سفاکانہ مراسم میں سب سے زیادہ بے رحمی اور سنگدلی کا کام معصوم بچوں کو مار ڈالنا اور لڑکیوں کو زندہ گاڑ دینا تھا۔ یہ بے رحمی کا کام والدین خود اپنی مرضی

۱- شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ ج ۳، ص ۲۳۱

۲- مظہر الدین صدیقی، اسلام اور مذاہب عالم، بیکن بکس لاہور، ۱۹۸۹، ص ۲۰۴

۳- مقبول بیگ بدخشانی، تاریخ ایران، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۷۱، ص ۱۹۰

۴- گستاؤلی بان ڈاکٹر، تمدن عرب، ۱۹۳۲، ص ۲۵۵

اور خوشی سے سرانجام دیتے تھے۔(۱) الغرض قبل از اسلام عورت سب سے زیادہ مظلوم تھی۔ معاشرت میں ان کی حیثیت گھر کے مال واسباب کی سی تھی۔(۲) وہ عورت سے لونڈیوں سے بھی بدتر سلوک کرتے تھے۔(۳) شوہر آقا کی حیثیت رکھتا تھا۔(۴) اپنی منکوحہ بیوی سے مرد کہتا کہ تو پاکی حاصل کرنے کے بعد فلاں مرد کے پاس چلی جا اور اس سے فائدہ حاصل کر اتنی مدت شوہر اپنی اس عورت سے علیحدہ رہتا، جب تک اس عورت کو غیر مرد کا حمل ظاہر نہ ہو جاتا۔ ایسا جاہلیت میں اس لئے کرتے کہ لڑکا نجیب پیدا ہو۔(۵) کثرت ازدواج کے باعث بیویوں کی تعداد مقرر نہ تھی۔(۶) نکاح کی کوئی تعداد متعین نہ تھی۔(۷) مرد جب چاہتا اور جتنی مرتبہ چاہتا طلاق دیتا اور عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا۔(۸) عربوں میں اعلانیہ بدکاری عام تھی۔(۹) قمار بازی میں عورتوں تک کی بازی لگا دیتے تھے۔(۱۰) وہ حقیقی بہنوں سے نکاح کرتے تھے۔ جب کسی مرد کا انتقال ہو جاتا تو اس کی بیویاں اس کی اولاد میں وراثتاً منتقل ہو جاتیں۔(۱۱)

۱- شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ ج ۶، ص ۲۳۶
۲- (ا) ندوی عبدالقیوم، خاتون اسلام کا دستور حیات، ص ۱۱، مقدمہ
(ب) محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج ۱، ص ۵۴۸
۳- السیوطی جلال الدین، عائشہ، مترجم محمد احمد پانی پتی، مکتوب پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۱، ص ۸
۴- عبدالسلام خورشید، عربوں کا عروج وزوال، جنیر پرنٹنگ پریس، لاہور، ۱۹۵۲، ص ۴۳
۵- محمد ظفیر الدین مولانا، اسلام کا نظام عفت وعصمت، ص ۴۴
۶- صبحی محمصانی، فلسفۂ شریعت اسلام، مترجم محمد احمد رضوی، ص ۲۷
۷- ندوی شاہ معین الدین، تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۱۰
۸- ابی داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فی نسخ المراجعہ بعد التطلیقات الثلاث
۹- ندوی عبدالقیوم خاتون اسلام کا دستور حیات، ص ۱۱۰
۱۰- ندوی معین الدین، تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۱۰
۱۱- (ا) ظہیر الدین صدیقی، اسلام اور حیثیت نسواں، ص ۸
(ب) ضیاء الامت محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ج ۱، ص ۳۳۰

باب دوم

بنتِ حوا پر اسلام کا ازدواجی احسان

تخلیق کائنات کے ابتدائی مرحلے سے لے کر پیدائش انسان تک اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں جو کچھ پیدا کیا ہے وہ صرف انسان کی فلاح و بہبود اور نفع کے لئے پیدا کیا ہے ہر انسان کو بے شمار ظاہری، باطنی، جسمانی اور روحانی نعمتیں عطا کی ہیں۔ لیکن ان نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑا انعام و اکرام رشد و ہدایت کا وہ نظام ہے جو رسولوں کی بعثت اور آسمانی صحیفوں کے ذریعے قائم ہوا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پسندیدہ دین اسلام کی تکمیل کا جب اعلان کیا تو سرور دو عالم ﷺ کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ جو شریعت لائے اس میں انسانی زندگی کے تمام شعبۂ حیات کے لئے مکمل نظام پیش کیا۔ اسلام سے قبل انسان اپنے مقام "اشرف المخلوقات" سے گر کر جہالت و بربریت کی زندگی گزار رہا تھا۔ تاریخ عالم شاہد ہے تمدنی لحاظ سے ترقی یافتہ قومیں بھی ذات پات کا شکار تھیں۔ زور آوروں نے بزور طاقت اپنے سے کمزوروں کو ماتحت بنا رکھا تھا۔ کمزور اور ناتواں سسک کر زندگی گزار رہے تھے ان میں سب سے زیادہ بری حالت عورتوں کی تھی۔ جہالت میں ڈوبی قومیں تو کیا تمدنی لحاظ سے ترقی یافتہ قوموں میں بھی عورت کو کوئی مقام و درجہ حاصل نہ تھا۔ مردوں کے مقابلے میں عورتوں کے بھی کچھ حقوق ہو سکتے ہیں وہ اس بات سے بے بہرہ

تھیں۔ اسلام نے سب سے پہلے عورت کا احترام کروایا۔ اسے ذلت و رسوائی کی دلدل سے نکال کر عزت کے تخت پر بٹھایا، عورت کو ماں، بیٹی، بہن، بیوی کی حیثیت سے بلند مقام دیا اس کے حقوق کا تعین کیا اور ان کا تحفظ کیا۔ حیاء، عفت اور غیرت کو دین کی بنیادی قدریں بتائیں اور معاشرے میں اس کی ترویج اور اشاعت پر زور دیا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ﴾ (۱)

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور ان دونوں کے ذریعے بکثرت مردوں اور عورتوں کو پیدا کیا"

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔

لا يتفاخر البعض على البعض لكونهم ابناء رجل واحد و امراة واحدة (۲)

"تم میں سے کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے کیونکہ تم سب ایک ہی مرد کی اولاد ہو اور ایک ہی عورت کی اولاد ہو"

لہٰذا اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے عورت کی عظمت کو بحال کیا، اور اسے محترم گردانا جس طرح مرد کی ذات کو سمجھا جاتا تھا۔ مذہب اسلام ہی نے مرد اور عورت کے درمیان حقوق کا منصفانہ دستور پیش کیا۔ اسلام نے ہی عورت و

۱۔ النساء ۱:۴

۲۔ فخر الدین الرازی، تفسیر الکبیر، مطبوعہ ... ص ۱۶۷

مرد دونوں کے لئے ایک ہی راہ اور ایک ہی دستور حیات تجویز کیا ہے، قرآن مجید میں احکام شریعت اور اعمال کی جزا و سزا اور ثواب وعذاب کے بیان میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ معاملات، اخلاق، اطاعت وعبادت اور اس کی وجہ سے حق تعالیٰ کے قرب ورضا اور درجات جنت میں عورتوں کا درجہ کچھ کم نہیں نیز نیک وبد کی جزا وسزا اور درجات کا آخرت میں کوئی فرق نہیں، مرد اور عورت دونوں کو ان کی جزا وسزا مساوی ملے گی۔(۱)

دین اسلام نے ہی معاشرے میں اس کی حیثیت کا احساس دلایا اگر بیٹی ہے تو باعث رحمت، اگر بہن ہے تو باعث عزت واحترام، اور اگر ماں ہے تو اس کے پاؤں تلے جنت ہے اگر بیوی ہے تو مودت ورحمت، گویا اسلام میں پہلی مرتبہ عورت نے بحیثیت ماں، بیٹی، بیوی اور بہن نے اپنا صحیح مقام حاصل کیا۔ نکاح وطلاق کے قوانین کی اصلاح فرما کر آپ ﷺ نے عورت کو ظلم وستم سے نجات دلائی اس کے لئے دائرہ عمل متعین فرمایا تا کہ اس کا تحفظ ہو سکے۔(۲)

الغرض مذہب اسلام نے عورت کو مقام ومرتبہ عطا کیا جو کسی مذہب میں نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کی عفت وعصمت کی حفاظت کے لئے رشتہ ازدواج کا ایک جامع قانون شریعت محمدی ﷺ کے روپ میں عطا کیا۔ عورت اور مرد کا ملاپ ایک تمدنی ضرورت ہے اس لیے مذہب اسلام نے نکاح کے ذریعے حلال کیا۔ نکاح کو قرآن وسنت کو اخلاقی و دینی ضرورت قرار دیا گیا ہے۔ اس کے قیام پر عورت ومرد دونوں کو سختی سے عمل کرنے کی ترغیب دی ہے، تا کہ معاشرہ بے راہ روی کا شکار نہ ہو۔ عہد جاہلیت کی

۱۔ محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج۱، ص۵۵۲

۲۔ خالدی علوی، انسان کامل، لاہور، ۱۹۷۳ء، ص۱۵۱

تمام رسوماتِ بد کا خاتمہ ہو جائے۔ اس لیے عقد کو قرآن نے سنت انبیاء قرار دیا ہے۔(۱)

ارشاد ربانی ہے۔

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ﴾(۲)

”(اے نبی ﷺ) ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی رسول بھیجے اور ان کی بیویاں بھی تھیں اور اولاد بھی تھی“

لہٰذا تعلق زوجیت جب ایک فطری داعیہ قرار دیا، تو شریعت نے اس کی کھلے دل سے اجازت دی، بلکہ اس کی ترغیب دی۔ تعلق زوجیت کو عبادت کی حیثیت بخشی۔(۳) اور اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا گیا۔(۴) مولانا مودودی تعلق زوجیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہے کہ مرد اپنی فطرت کے تقاضے عورت کے پاس اور عورت اپنی فطرت کی مانگ مرد کے پاس پائے اور دونوں ایک دوسرے سے وابستہ ہو کر ہی سکون و اطمینان حاصل کریں۔ جو مرد و عورت کے اندر جذب و کشش کی ابتدائی محرک بنتی ہے جس کی بدولت خیر خواہ، ہمدرد، غمخوار، شریک رنج و راحت بن جاتے ہیں۔(۵)

۱- بخاری، صحیح البخاری، الجزء السابع، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، ص ۹

۲- الرعد ۱۳:۳۸

۳- محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج ۸، ص ۴۷۶

۴- (ا) امام نووی، صحیح مسلم شرح الکامل، المجلد الاول ص ۴۳۹،
(ب) محمد شفیع مفتی، معارف القرآن ج ۸، ص ۴۷۶

۵- ابوالاعلیٰ مودودی مولانا، تفہیم القرآن، ج ۳، ص ۷۴۵

رہبانیت کی تاریخ عورت سے نفرت کے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ عیسائی عورت کو نجاست کی پوٹ، سانپ کی نسل، منبع شر، برائی کی جڑ، جہنم کا دروازہ وغیرہ کے القابات سے یاد کرتے تھے۔(۱) بڑے بڑے راہب اپنے پیروکاروں کو شادی نہ کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے راہب اپنی ماں تک سے ملنا اور اس کے چہرے پر نظر ڈالنا بھی معصیت سمجھتے تھے۔(۲) بدھ دھرم عورت کو گندہ اور غلیظ جانور کہہ کر اپنے پیروؤں کو ان سے علیحدگی کا حکم دیتا ہے۔(۳) لیکن مذہب اسلام تارک رہبانیت ہے۔ عورت اور مرد کے باہمی رشتہ ازدواج پر زور دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ﴾(۴)

"اور جو بغیر نکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو اور غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو بھی اس کے اہل ہوں۔ ان کا بھی نکاح کر دو"

یعنی مذہب اسلام عورت کے نکاح کی اتنی شدت سے تاکید کرتا ہے جتنی شدت سے مرد کے نکاح پر زور دیتا ہے اس سے قبل کہ ہم بات آگے بڑھائیں اسلام میں نکاح کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے۔

نکاح ایک ایسا بندھن ہے جو عورت کے تحفظ کا ذریعہ ہے مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں۔

۱- المرأة فی التاریخ والشرائع، ص ۲۰ بحوالہ ماہنامہ حیثیت نسواں [illegible]
اشاعت جنوری ۱۹۸۵ء، شمارہ ۳، حصہ سوم ص ۹۸
۲- شاہ معین الدین ندوی [illegible] ۱۹۸۷ء کراچی [illegible] ص ۲۰۹
۳- [illegible] اسلام اور عورت [illegible] ص ۳۲
۴- النور: ۳۲

"لفظ نکاح، شریعت اسلامی کی ایک معروف اصطلاح ہے جس کا اطلاق ایک عورت اور مرد کے اس ازدواجی معاہدہ پر ہوتا ہے جو زندگی بھر کے نباہ کے ارادہ کے ساتھ زن و شوہر کی زندگی گزارنے کے لیے کیا جاتا ہے اگر یہ ارادہ کسی نکاح کے اندر نہیں پایا جاتا تو وہ فی الحقیقت نکاح ہی نہیں ہے بلکہ وہ ایک سازش ہے جو ایک عورت اور ایک مرد نے باہم مل کر کر لی ہے۔(۱)

اسلام کی رو سے نکاح کا مقصد محض جنسی جذبات کی تسکین نہیں بلکہ نکاح کے دیگر متعدد دینی و اخلاقی، تعمیری و ترجیحی مقاصد اور مصالح و فوائد ہیں ورنہ یہ سنت انبیاء کا درجہ نہ پاتا۔ قضائے شہوت ایک ضمنی چیز ہے۔ علامہ سرخسیؒ نے اپنی کتاب "المبسوط" میں لکھا ہے۔

> ولیس المقصود بهذا العقد قضاء الشهود وانما المقصود ما بینا من اسباب المصلحة ولكن الله تعالیٰ علق به قضاء الشهوة ایضاً یرغب فیه المطیع والعاصی المطیع للمعانی الدینیة والعاصی لقضاء الشهوة (۲)

"اس عقد میں یعنی نکاح سے مقصود قضائے شہوت نہیں بلکہ مقصود دراصل وہ مصالح ہیں، جن کو ہم بیان کر آئے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قضائے شہوت کو بھی متعلق کر دیا ہے تا کہ اس میں اطاعت گزار اور نافرمان دونوں قسم کے لوگ رغبت رکھیں۔ اطاعت گزار تو دینی مقاصد کی تکمیل و تحصیل کے لئے اور نافرمان قضائے شہوت کے لئے"۔

اگر ہم عہد جاہلیت میں ہونے والے نکاحوں کے متعلق پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انتہاء کی ذلالت و گمراہی تھی۔ نکاح کرنا جو کہ انبیاء کی سنت ہے۔(۳) کس قدر ذلالت و

۱- (ا) امین احسن اصلاحی، تدبر القرآن، ج ۱، ص ۴۹۳
(ب) محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج ۲، ص ۴۰
۲- السرخسی شمس الدین، کتاب المبسوط، ج ۲، الجزء الرابع، ص ۱۹۲
۳- البخاری، جامع الصحیح، الجزء السابع، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، ص ۹

گمراہی کا شعار بن چکا تھا۔

عہد جاہلیت کے نکاحوں کے متعلق ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی ایک طویل روایت ہے جس کا ترجمہ ہے کہ

''بے شک جہالت کے زمانے میں چار نکاح تھے، ان میں سے ایک نکاح جو آج بھی لوگوں میں معروف ہے ''وہ تھا'' کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے اس کی بیٹی، بہن کا رشتہ مانگتا، پھر مہر ادا کرتا، اور عورت سے نکاح کر لیتا، اور دوسرا نکاح یہ تھا کہ خاوند اپنی بیوی سے کہتا، جب وہ حیض سے پاک ہو جاتی کہ فلاں شخص کے پاس جا اور اس سے بیٹا لے کر آ۔ اس کا خاوند اس سے الگ رہتا، اور اس وقت تک بیوی کو ہاتھ نہ لگاتا جب تک اس آدمی سے اس کا حمل ظاہر نہ ہو جاتا۔ جس سے وہ بچہ لینے گئی تھی، جب حمل ظاہر ہو جاتا، پھر اگر اس کا خاوند اس کو پسند کرتا تو اس سے میاں بیوی کا تعلق قائم رہتا، مرد یہ کام اولاد کو اونچا نسب دلانے کی خاطر کرتا اور اس نکاح کو ''استبضاع'' کہا جاتا تھا۔ تیسرا نکاح یہ تھا کہ دس سے کم لوگ ایک عورت کے پاس آتے وہ سب کی حاجت کو پورا کرتی۔ یہاں تک کہ وہ حاملہ ہو جاتی اور بچہ جنتی، جب چند راتیں گزر جاتیں تو وہ سب کو بلا بھیجتی۔ ان میں سے کسی کی جرأت نہ ہوتی کہ اس عورت کے بلانے پر نہ جائے۔ یہاں تک کہ وہ سب مرد اس کے پاس جمع ہو جاتے۔ وہ ان سے کہتی کہ جو معاملہ تمہارا میرے ساتھ رہا۔ تم اس سے واقف ہو۔ اب میں نے لڑکا جنا ہے، اے فلانے تیرا لڑکا ہے، وہ اس کا نام پکار دیتی، جس کو پسند کرتی۔ پس وہ اس کے بیٹے کو لے لیتا اور انکار کی جرأت نہ ہوتی۔ عورت کے کہنے کے مطابق اسے بیٹا بنا لیتا۔ اور چوتھا نکاح یہ تھا کہ بہت سے لوگ ایک عورت پر داخل ہوتے، وہ

ان میں سے کسی کو منع نہ کرتی اور یہ فاحشہ عورتیں ہیں اور ان کے گھروں پر جھنڈے نصب ہوتے، تاکہ ان کی جگہ نشانی رہے۔ پس جو کوئی ارادہ کرتا ان کے پاس جاتا وہ کسی کو نہ روکتیں۔ جب ان میں کوئی حاملہ ہوتی، بچہ جنتی تو اس کے پاس آنے والے مرد جمع ہوتے۔ اور قیافہ شناس کو بلا لیتے اس کے قیافے کے مطابق جس کا بیٹا سمجھتے اس کے سپرد کر دیتے وہ اس کا بیٹا کہلواتا، اس میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کے ساتھ مبعوث ہوئے تو جہالت کے تمام نکاحوں کو ختم کر دیا گیا، سوائے اس نکاح کے جو آج لوگوں میں معروف ہے۔ (۱)

اس حدیث سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جہالت میں عورت کا کیا مقام تھا اور نکاح جیسی سنت کا پاس کیا تھا؟ لیکن ظہور اسلام کے بعد زندگی کے ہر عمل کو تقدیس حاصل ہوئی۔ حتیٰ کہ نکاح بھی جو شریعت کی رو سے عبادت کا درجہ اختیار کر گیا۔ (۲) رب تعالیٰ نے ازخود قرآن پاک میں رشتہ ازدواج کو قائم کرنے کا ذکر فرمایا:

﴿ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ﴾ (۳)

"جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو"

نکاح کرنے کے بعد عورت کے ساتھ طرز عمل اور سلوک کیسا ہو؟ ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (۴)

۱- البخاری، جامع الصحیح، الجزء السابع، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، ص۲۰

۲- محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج۸، ص۴۷۶

۳- النساء، ۴:۳

۴- النساء، ۴:۱۹

''اوران کے ساتھ بھلے طریقے سے رہو''

مرد اور عورت کا ساتھ نکاح کے ذریعے تاحیات کے لئے قائم ہوتا ہے اس لئے مذہب اسلام عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت پر زور دیتا ہے۔یعنی ان کے ساتھ معاشرت اچھی ہونی چاہیے۔ان کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرو جو شریفوں کے شایان شان ہے۔عقل وفطرت، رحم ومروت اور عدل وانصاف پر مبنی ہو۔ یہاں لفظ''معروف'' کے استعمال سے یہ بات نکلتی ہے کہ عرب جاہلیت کے بعض طبقات میں عورتوں کے ساتھ سلوک کے معاملہ میں بعض نہایت ناروا قسم کی زیادتیاں رواج پا گئی تھیں۔تاہم وہ اس بات سے ناآشنا نہیں تھے کہ عورت کے ساتھ معقولیت کا برتاؤ کیا جائے۔لیکن اگر بیویاں ایک سے زیادہ ہوں اوران کے درمیان عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا مشکل ہوتو پھرارشادفرمایا۔

﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً ﴾(۱)

''اورتم کواندیشہ ہو کہ عدل نہ کرسکو گےتوایک ہی نکاح کرو''

اگر چہ اسلام نے مرد کو برائی سے بچانے کے لئے تعدد ازدواج کی مشروط اجازت دی ہے لیکن سچ تو یہ ہے کہ قرآن نے مشروط طور پر تعدد ازدواج کی اجازت اس لئے دی ہے کہ عورتوں کی فاضل آبادی کو یونہی چھوڑ دینے سے معاشرے میں جنسی خواہشات کی کثرت ہوتی اور یہ کہ عرب میں پہلے سے ہی یہ رسم جاری تھی۔(۲) تفسیر فاضلی کے مصنف فرماتے ہیں کہ'' نکاح کا منشاء بقائے نسل ہوتا ہے۔ اگر ایک سے یہ منشاء پورا جائے تو دوسری سے نکاح کی حقیقت خواہش

۱- النساء، ۴: ۳

۲- مظہر الدین صدیقی، اسلام کی حیثیت نسواں، ص ۱۹۳،۱۹۴

نفس کی اتباع ہوگا۔ جس سے گمراہی کا لذوم بھی ثابت ہے''(۱)

مولانا عبدالباری ندوی'' فرماتے ہیں

''بہر حال حکم شرعی تو یہی ہے کہ تعدد ازدواج میں نکاح تو ہر حال میں منعقد ہو ہی جاتا ہے۔ خواہ عدل ہو یا نہ ہو۔ لیکن عدم عدل کے وقت گناہ ہوگا، اور چونکہ اس وقت عدم عدل خصوصاً غالب ہے، اس لئے مسلم یہ ہے کہ تعدد اختیار نہ کیا جائے اور ایک ہی پر اکتفاء کیا جائے اگر چہ ناپسند ہو''(۲)

اسی عدل کے معیار کو سراہتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خیر کم خیر کم للنساء)) (۳)

''تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہیں''

ہندو مذہب میں شوہر کی موت کے بعد عقد ثانی کی اجازت نہیں عورت کا فرض ہے کہ قوت لایموت پر پاکبازی سے زندگی بسر کرے۔ (۴)

لیکن اسلام نے طلاق یافتہ کو بھی شادی کی نہ صرف اجازت دی بلکہ آیات قرآنیہ سے ترغیب شادی کا لطیف پہلو ملتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے

﴿ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ (۵)

۱- فضل شاہ، تفسیر فاضلی، فاضلی فاؤنڈیشن لاہور، ۱۹۹۲، ج ۱، ص ۳۰۰

۲- مولانا عبدالباری ندوی، تجدید دین کامل، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۲، ص ۲۹۶، ۲۹۷

۳- (ا) ابو عبداللہ الحاکم النیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۷۳۲۷
(ب) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۹۷۷

۴- منوسمرتی ادھیائے، ج ۵، ص ۱۵۷، ۱۰۳، بحوالہ دین رحمت، ص ۱۰۷

۵- البقرۃ ۲، ۲۳۲

''اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو ان کو نہ روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں، جب کہ وہ دستور کے مطابق آپس میں راضی ہو جائیں''

علامہ زمخشری فرماتے ہیں

(اذا تراضوا) اذا تراضی الخطاب و النساء (بالمعروف) بما یحسن فی الدین و المرؤة من الشرائط و قیل بمهر المثل (۱)

''راضی سے'' سے مراد منگنی اور نکاح کے لئے راضی ہونا ہے اور ''دستور کے مطابق'' سے مراد کہ دین اور مروت کے لحاظ سے جائز شرائط کے ساتھ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مہر مثل مراد ہے۔

طلاق کی طرح بیوگی کی صورت میں بھی عورت کو دوبارہ شادی کرنے کا حکم دیا ہے۔(۲)

اسی طرح بیوہ عورتوں سے شادی کرنے کے جذبے کو ابھارا گیا ہے تا کہ عورت کا جو اصل مقام ہے وہ بعد از شادی حاصل ہو جائے اور وہ کسی کے قوام میں آجائے ارشاد ربانی ہے۔

﴿ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ ﴾ (۳)

''اور تمہارے لئے اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ ان عورتوں کو پیغام دیتے ہو، کوئی بات اشارۃً کہو یا اپنے دل میں چھپائے رکھو''

۱- زمخشری، ابو القاسم جار اللہ، الکشاف، دار المعرفۃ، بیروت، ج ۱، ص ۳۶۹

۲- (ا) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب النکاح

(ب) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۰۴۶

۳- البقرۃ ۲: ۲۳۵

یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشادات اس بات کی ترغیب دیتے ہیں کہ عورت کو اگر بیوگی، طلاق و خلع نے الگ کر دیا ہے، تو معاشرہ اس کا ذمہ دار ہے کہ وہ اس کا نکاح کر دے۔

عفت و عصمت، پاک دامنی اور طبعی جنسی خواہشات کی جائز تکمیل اور جنسی بے راہ روی سے بچنے کے لئے شریعت نے ہر مسلمان مرد اور عورت کو تاکیدی حکم دیا ہے کہ ازدواجی زندگی کی ذمہ داریوں سے فرار کی کوشش نہ کرے۔ بجز اس کے کہ کوئی معاشی یا جسمانی مجبوری لاحق ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

((یا معشر الشباب من استطاع منکم الباۃ فلیتزوج فانه أغض للبصر و أحصن للفرج)) (۱)

''اے نوجوانو! تم میں سے جو کوئی شادی کی استطاعت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ شادی کرے کیونکہ اس طرح نگاہ کی زیادہ حفاظت ہوتی ہے اور پاک دامنی بھی زیادہ حاصل ہوتی ہے''

آپ ﷺ نے رہبانیت اختیار کرنے سے منع فرمایا

((نھی عن التبتل)) (۲)

''ترک نکاح سے ممانعت فرمائی''

بلکہ آپ ﷺ نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا اور رہبانیت اختیار کرنے والوں کو سخت

۱- (ا) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۱۰۸۱

(ب) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۸۴۵

۲- الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۱۰۸۳

تنبیہ فرمادی۔

((النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی)) (۱)

''نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں''

گویا نکاح کرنا حضور سرور کائنات ﷺ کی سنت ہے، آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والا یقیناً رب تعالیٰ کے ہاں اجر پائے گا۔ یہ اجر دنیاوی بھی ہوسکتا ہے اور اخروی بھی۔ سو وہ لوگ جو اہل و عیال پر اٹھنے والے خرچے سے ڈرتے ہیں اور شادی نہیں کرنا چاہتے، ایسے لوگوں کو آپ ﷺ نے خوشخبری سناتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

((ثلاثة حق علی الله عزوجل أن یعینهم المجاهد فی سبیل الله والناکح یرید أن یستعف والمکاتب یرید الأداء)) (۲)

''تین اشخاص کی مدد کرنا اللہ رب العزت نے اپنی ذات مبارک پر ضروری اور ایک لازمی حق قرار دیا ہے ایک تو وہ مکاتب جس کا ارادہ بدل کتابت ادا کرنے کا ہو، دوسرا اس ارادے سے نکاح کرنے والا کہ وہ گناہ سے بچے اور پاک دامن رہے اور تیسرا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا''

گویا جو لوگ رب تعالیٰ کی رضا و خشاء (نیک اولاد کا حصول) کے لئے شادی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے رزق، جان و مال میں فراخی کر دیتے ہیں، اور ایسے ایسے اسباب پیدا فرمادیتے ہیں جن کے متعلق بندے کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ لیکن یاد رہے کہ نکاح محض جبلی

۱- ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۸۴۶

۲- (ا) ابو عبد اللہ الحاکم النیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۲۶۷۸

(ب) محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۴ھ، حدیث نمبر ۴۰۳۰

خواہشات کی تکمیل کے لئے نہ ہو۔ بلکہ ایک شرعی عبادت سمجھ کر کیا جائے۔

سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا

((انکحوا فانی مکاثر بکم)) (۱)

''نکاح کیا کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت سے دیگر امتوں پر ناز کروں گا''

گویا نکاح کا اصل مقصد ہی نیک و صالح اولاد کا حصول ہے جو رب تعالیٰ کی بندگی کرنے والی ہو۔ یقیناً اس لئے آپ ﷺ نے اس شخص کو پسند فرمایا جو نیک نیتی سے فریقین کو شادی کر لینے پر رضامند کرلے۔

((من افضل الشفاعة ان یشفع بین الاثنین فی النکاح))(۲)

''سب سے بہترین سفارش مرد اور عورت کے درمیان نکاح کرنے کی سفارش ہے''

مختصر یہ کہ اسلام سے قبل عورت کی ذات کے ساتھ جو بربریت کا سلوک روا رکھا گیا اسلام نے اسے وہ تقدس بخشا جو کسی مذہب نے نہیں دیا تھا۔ اسلام نے پہلی بار یہ باور کرایا کہ ''قانون ازدواج'' یعنی نکاح اولین مقصد عفت و عصمت اور اخلاق کی حفاظت ہے۔ (۳)

عہد جاہلیت میں عورت کو مختلف القابات سے نوازا گیا، اس کی پہلے تفصیل آچکی ہے۔ لیکن قرآن پاک میں عورتوں کے لئے ''محصنات'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ (۴)

۱- ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۸۶۳

۲- الکنانی، احمد بن ابی بکر بن اسماعیل، مصباح الزجاجة، دار العربیة، بیروت، ۱۴۰۳ھ، باب الشفاعة فی التزویج

۳- النساء ۴:۲۴

۴- النساء: ۴:۲۴

قرآنی آیات میں نکاح کو لفظ ''احصان'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔(۱) لفظ احصان ''حصن'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی قلعہ کے آتے ہیں، اس طرح احصان کے معنی قلعہ بندی کے ہوئے جو مرد نکاح کرتا ہے وہ ''محصن'' ہے گویا وہ ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے اور جس عورت سے نکاح کیا جاتا ہے وہ ''محصنہ'' یعنی اس قلعہ کی حفاظت میں آ گئی۔

جو نکاح کی صورت میں اس کے نفس، جان، مال عزت و آبرو اور اخلاق کی حفاظت کے لئے تعمیر کیا گیا ہے۔ اب عورت اس قلعہ میں محفوظ زندگی گزار سکتی ہے۔ رب تعالی کے عائد کردہ شرعی مقاصد پورے کر سکتی ہے اسے کسی قسم کا خوف لاحق نہیں، وہ اس خاندان کی خیر و بھلائی کے لئے اپنے وجود کو بخش دیتی ہے اور یہی امن کا گہوارہ رب کائنات کی طرف سے عورت کے لئے تحفہ ہے زمین پر ہی اس کے لئے اس کا گھر جنت بنا دیا۔ جہاں وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے اس جنت نما گھر میں ہر امر کے خوف سے بالا تر ہو کر کلیاں پروتی ہے اور گل اگاتی ہے۔ جبکہ یہ سکون و راحت، عفت و عصمت کی حفاظت نہ تو ظہور اسلام سے قبل کسی قوم یا مذہب میں تھی اور نہ آج ترقی یافتہ روشن خیالی کے دور میں ہے۔ یہ سب نعمتیں آج بھی مسلمان عورت کی گود میں ہیں۔

۱- النساء ۲۴،۴

باب سوم

تعلق زوجیت اور منشاء خداوندی

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے نوع انسانی کو تخلیق فرمایا اور اپنی وسیع کائنات میں سے نوع انسانی کے پھلنے پھولنے کے لیے زمین کو منتخب فرمایا۔ رب تعالیٰ کی شان خدائی سے نوع انسانی کی تخلیق کا مقصد بندگی ٹھہرا۔ یوں پھر تاریخ انسانی کے ہر دور میں اللہ رب العزت نے طریقہ بندگی دے کر شارع علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ یہ سلسلہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک چلا۔ حضور فخر موجودات ﷺ کی بعثت سے قبل نسل انسانی رب تعالیٰ کا عطا کردہ منشور بھلا چکی تھی، شیطانیت کا راج تھا۔ غالب نے کمزوروں کو مغلوب بنا رکھا تھا، خصوصاً عورت کا مقام تو نہ ہونے کے برابر تھا۔ پوری انسانیت اپنی تخلیق کا مقصد بھلا چکی تھی اللہ رب العزت نے ہادی عالم ﷺ کو صاحب قرآن بنا کر بھیجا اور ارشاد فرمایا ''اے محبوب! اٹھیے اور نسل انسانی کو اس کی تخلیق کا مقصد دوبارہ یاد دلایئے''۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (1)

''اور نہیں پیدا کیے جن و انسان مگر عبادت کے لئے''

1- الذاریٰت :51، 56

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب سبحانی ﷺ کو زندگی کا جامع منشور عطا فرمایا، جس نے اسلام قبل رائج تمام قباحتوں، جاہلیت پر مبنی نظریات و عقائد کو رد کر ڈالا۔ خصوصاً عورت کے مقام کو بلند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا﴾ (۱)

''اسی اللہ نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے''

یعنی ارشاد فرمایا اے انسان! عورت نجاست کی پوٹ نہیں، منبع شر نہیں، بلکہ وہ بھی اسی آدم کی اولاد ہے جس کی تم ہو۔ اس کی تخلیق کا مقصد تو یہ ہے کہ اسے جیون ساتھی بنا کر اس سے تسکین حاصل کی جائے۔ یہ تسکین باہمی قربت کے ذریعے بھی ہوگی اور اولاد کے حصول سے بھی حاصل کی جاسکے گی۔ لہٰذا عورت بھی ہم پلہ عظمت و مقام رکھتی ہے۔

تفسیر فاضلی کے مصنف تشریح میں لکھتے ہیں۔

نفس واحدہ سے اس کے جوڑے کو بنایا گیا کہ وہ اس سے سکون پائے حضرت آدم علیہ السلام اور ماں حوا علیہ السلام سے نسل چلی اور یہ صورت قیامت تک جاری رہے گی۔ عورت اگر میاں کو سکھ چین دینے کے علاوہ اپنی کوئی مصروفیت بنالے تو وہ بڑے دکھ میں پڑ جاتی ہے۔ مرد اگر اس سے سکون حاصل کرنے کی بجائے کوئی خدمت لینا شروع کردے تو مرد کی گھریلو زندگی میں کوئی سکون نہیں رہ جاتا۔ ازدواجی زندگی کا منشاء بقاء نسل ہے اور بقاء نسل کے عمل کے لیے صحیح طریقہ یہی ہے کہ مرد عورت پر چھائے۔ (۲)

۱- الاعراف ۷: ۱۸۹

۲- فضل شاہ، تفسیر فاضلی، فاضلی فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۲ء، ج ۶، ص ۳۱۵

یہ رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ثبوت ہے کہ اس نے مرد اور عورت کو تخلیق فرمایا اور ان میں ہی باہمی سکون کا سامان فرمادیا، اپنی قدرت کاملہ سے دونوں کے دلوں میں ایسی محبت ڈال دی کہ دنیا کی تمام اشیاء کی محبت سے یہ محبت اغلب ہے۔ اسی محبت کے متعلق قرآن پاک میں ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔

﴿ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ﴾ (۱)

''کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس میں عورتیں پیدا کیں تاکہ ان کی طرف سے آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کردی''

اللہ سبحانہ تعالیٰ کی تخلیق کے متعلق صاحب معارف القرآن لکھتے ہیں کہ'' انسان ہی کی جنس میں اللہ تعالیٰ نے عورتیں پیدا کردیں جو مردوں کی بیبیاں بنیں۔ ایک ہی مادہ سے ایک ہی جگہ میں ایک ہی غذا سے پیدا ہونے والے بچوں میں یہ دو مختلف قسمیں پیدا فرمادیں جن کے اعضاء و جوارح، صورت و سیرت عادات و اخلاق میں نمایاں تفاوت و امتیاز پایا جاتا ہے''(۲)

اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت و حکمت کے لیے یہ تخلیق ہی کافی نشانی ہے اس کے بعد عورتوں کی اس خاص نوع کی تخلیق کی حکمت و مصلحت یہ بیان فرمائی ''لتسکنو الیھا'' یعنی ان کو اس لیے پیدا کیا گیا کہ تمہیں ان کے پاس پہنچ کر سکون ملے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ازواجی زندگی کے تمام کاروبار کا خلاصہ سکون و راحت قلب ہے۔ جس گھر میں موجود ہے وہ اپنی تخلیق کے مقصد میں کامیاب ہے جہاں قلبی سکون نہ ہو اور چاہے سب کچھ ہو وہ

۱۔ الروم۔ ۳۰، ۲۱

۲۔ محمد شفیع۔ مفتی، معارف القرآن، ٹی ایس کمپنی، جون ۱۹۸۱، ج ۶، ص ۳۲۷

ازدواجی زندگی کے لحاظ سے ناکام ونامراد ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ باہمی سکون قلب صرف اسی صورت سے ممکن ہے کہ مرد وعورت کے تعلق کی بنیاد شرعی نکاح اور ازدواج پر ہو۔

لہٰذا مراد یہ ٹھہری اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک طرف انسانی نسل کو برقرار رکھنے کا اور دوسری طرف انسانی تہذیب وتمدن کو وجود میں لانے کا ذریعہ بنایا۔ مودت ورحمت کی تشریح میں صاحب تفہیم القرآن لکھتے ہیں۔

''محبت سے مراد یہاں جنسی محبت ہے جو عورت اور مرد کے اندر جذب وکشش کی ابتدائی محرک بنتی ہے۔ اور پھر انہیں ایک دوسرے سے چسپاں کیے رکھتی ہے۔ اور رحمت سے مراد وہ روحانی تعلق ہے جو ازدواجی زندگی میں بتدریج ابھرتا ہے جس کی بدولت وہ ایک دوسرے کے خیر خواہ ہمدرد، غمخوار اور شریک رنج وراحت بن جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے جب جنسی محبت پیچھے جا پڑتی ہے اور بڑھاپے میں یہ جیون ساتھی سے بڑھ کر ایک دوسرے کے حق میں رحیم وشفیق ثابت ہوتے ہیں'' (۱)

اسی طرح تفسیر فاضلی کے مصنف فرماتے ہیں۔

''عورت کو طبعی طور پر مرد کے لیے تسکین بنایا گیا ہے تسکین ایک کیفیت ہے جو جسم سے دماغ سے اور روح سے تعلق رکھتی ہے عورت اگر تسکین دینے کے بجائے تکلیف دینے لگے تو وہ اپنا طبعی مقام چھوڑ دیتی ہے انسانی رشتے اگر محبت ورحمت سے خالی ہو جائیں تو یہ دنیا کتنی بھیانک ہو سکتی ہے'' (۲)

لہٰذا اللہ رب العزت نے مرد وعورت کے ایک دوسرے سے تسکین حاصل کرنے کا

۱- ابوالاعلیٰ مودودی، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، ۲۰۰۵ء، ج ۳، ص ۴۴۴ ے ۴۴۵ء

۲- فضل شاہ، تفسیر فاضلی، ج ۵، ص ۲۲۴

واحد حلال طریقہ نکاح کو قرار دیا۔ عقد ہی جذبہ مودت و رحمت کی وہ واحد بنیاد ہے جو تمدن انسانی کے اعلیٰ مقاصد پورے کر سکتا ہے۔ اسی لیے مذہب اسلام میں نکاح کو جائز عائلی زندگی کی بنیاد قرار دیا۔ نکاح کے ذریعے مرد و عورت کے درمیان پاکیزہ تعلقات وجود میں آتے ہیں جسے عرف عام میں رشتۂ ازدواج کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک نے اس رشتے کو ''احصان'' کا نام دیا ہے۔ جس کا مطلب ہے ''قلعہ بند ہو کر محفوظ ہو جانا'' رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو جانے کے بعد زوجین ''محصن'' یعنی قلعہ بند یا محفوظ ہو جاتے ہیں۔ غیر اخلاقی حملوں سے بچاؤ کے لیے انہیں مضبوط دیوار اور حصار مل جاتا ہے ہر ایک دوسرے کے لیے شریک رنج و راحت، بے لوث اور غمگسار ہوتا ہے اور مشکلات و مسائل کے حل میں دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہونے کی وجہ سے یکسوئی نصیب ہوتی ہے۔ اسی ازدواجی تعلق کو اور اس کے مقاصد کو واضح طور پر ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔

﴿ هُنَّ لِبَاس" لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاس" لَّهُنَّ ﴾(۱)

''وہ عورتیں تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو''

امام فخر الدین الرازیؒ ''التفسیر الکبیر'' میں فرماتے ہیں۔

''مرد و عورت کو ایک دوسرے کے لیے لباس کی طرح تشبیہ دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ لباس جس طرح انسان کو سردی گرمی اور دیگر مضرات سے بچاتا ہے اس کے عیوب اور نقائص کو چھپاتا ہے اسی طرح مرد و عورت ایک دوسرے کو بہت سے مفاسد میں پڑ جانے سے بچاتے ہیں اور ایک دوسرے کے لیے پردہ پوشی کا کام کرتے ہیں'' (۲)

گویا اللہ رب العزت نے مرد اور عورت کے وجود کو ایک دوسرے کے لیے لازم

۱- البقرۃ، ۲:۱۸۷

۲- فخر الدین رازی، التفسیر الکبیر، الجز، الخامس، ص ۱۰۹

وملزوم قرار دیا ہے۔ عہد جاہلیت میں جو عورت کے ساتھ ناروا سلوک کیا جاتا تھا، اس کا خاتمہ کر کے عورت کو تکریم بخش دی گئی۔ مرد اور عورت کی تخلیق کا مقصد بندگی اللہ تعالیٰ کی اور بقائے نسل قرار دیا گیا۔

تفسیر فاضلی کے مصنف لکھتے ہیں

''مرد عورت کا پردہ ہے، عورت مرد کا پردہ ہے، ان کے مابین وقف نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان آیات میں مباشرت کی اجازت بخشی گئی ہے۔ منشاء اس کا بقاء ہونا لازم ہے۔ دوسرے کسی منشاء کے لیے یہ فعل حکم خداوندی کے خلاف ورزی میں شمار ہوگا بقائے نسل کے لیے ہی عورت سے مجامعت کی جائے۔ (۱)

گویا میاں بیوی کا یہی باہمی سکون و راحت اور مودت و رحمت محض لذات کا حصول نہیں بلکہ رب تعالیٰ نے سکون و راحت کے ساتھ ساتھ اپنی حکمت سے اہم مقصد پنہاں کر دیا کہ میاں بیوی ازدواجی تعلق قائم کریں تو مقصد حصول اولاد ہی ہو۔

مولانا مودودیؒ اس تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ان کے دل ان کی روحیں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ متصل ہوں اور وہ ایک دوسرے کی ستر پوشی کریں'' (۲)

حقیقت تو یہ ہے کہ اس آیت کریمہ پر جتنی روشنی ڈالی جائے کم ہے اسلام کا عورت پر یہ عظیم احسان ہے کہ اس کے تعلق کو لباس سے تشبیہ دی ہے کیوں کہ لباس بدن کی کمی کو پورا کرتا ہے، اس کا بچاؤ کرتا ہے، اس کی پردہ پوشی کا سامان بنتا ہے۔ اس کی عزت افزائی

۱۔ فضل شاہ، تفسیر فاضلی، فاضلی فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ج ۱، ص ۱۰۸

۲۔ ابوالاعلیٰ مودودی، حقوق الزوجین، ص ۲۲

اور زینت کا موجب ہوتا ہے اور ان سارے وجوہ سے وہ سکون دیتا ہے۔ بلکہ کہنا یہ چاہیے کہ لباس جز و بدن بن جاتا ہے اور ہر وقت کی رفاقت کرتا ہے۔ لباس میں بدن کی تسکین بھی مدنظر ہوتی ہے۔ ذہنی اطمینان بھی اسی سے انسانی شخصیت کی تکمیل ہوتی ہے ٹھیک یہی تعلق مذہب اسلام مرد و زن کے درمیان چاہتا ہے۔ بیوی کے وجود کی غایت یہ ہے کہ وہ شوہر کی شخصیت کی تکمیل کرے اس کے لیے معصیت سے بچاؤ کا ذریعہ ہو اسے زندگی کی پریشانیوں میں سہارا بہم پہنچائے اور اس کی فطرت مردانہ سے پیدا ہونے والے اضطرابات کے جواب میں سرچشمہ سکون بنے۔ وہ جسمانی تسکین کا ذریعہ بھی ہو اور دینی و روحانی سکون کا سامان بھی۔

لیکن جس طرح وہی لباس ہی باعث سکون ہوسکتا ہے جو موسم کے مطابق صحیح ماپ پر بنا ہو ذوق ورجحان سے ہم آہنگ صاف ستھرا، خوش نما اور باعث زینت ہو، اسی طرح بیوی بھی وہی سرمایہ سکون بن سکتی ہے جو شوہر کی مردانہ فطرت اور اس کے شخصی ذوق کے قامت پر راست بھی آئے اور طہارت وثقافت کے لحاظ سے گھر اور شوہر کے لیے سامان زینت بھی ہو۔ (۱)

یاد رہے مرد اور عورت کا باہمی رشتہ جو نکاح سے قائم ہوتا ہے اسلام نکاح کا اعلان بڑی حد تک ضروری سمجھتا ہے، کیونکہ اگر نکاح کا اعلان نہ ہو تو اس راستے سے فتنوں کے سر اٹھانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (۲)

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عورت اور مرد کا تعلق صرف جنسی جذبات و داعیات اور منفی میلانات کی تسکین کے لیے رب تعالیٰ نے قائم کرنے پر زور دیا ہے۔

۱۔ نعیم صدیقی، عورت معرض کشمکش میں، الفیصل لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۳۸، ۳۷

۲۔ ظفیر الدین مولانا، اسلام کا نظام عفت و عصمت، ص ۲۰۸

قرآن حکیم میں اس صیغہ راز سے ایک اور مقام پر پردہ اٹھایا گیا ہے۔

ارشاد پاک ہے۔

﴿ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ ﴾ (۱)

''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو اور آگے کی تدبیر کرو''

حضرت فضل شاہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

''عورتوں کو کھیتیاں فرمانے سے یہ روش مقصود ہے کہ جیسے کھیتی بیج کی نشو نما کے لیے ہوتی ہے ایسے ہی عورتیں بقائے نسل کے لیے ہیں اس کے خلاف قضاء شہوت کو ملحوظ رکھا جائے تو ناشکری ہوگی عورت سے قربت اگر اللہ تعالیٰ کے امر کی اطاعت کے لیے ہو تو عمل خیر ہوگا، اگر قضاء شہوت مقصود ہو تو حدود اللہ کا احترام نہیں ہوگا'' اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے عورت کو مرغوب ترین شے بنایا ہے اس سے تعلق اللہ کی رضا کے مطابق ہو'' (۲) گویا بقائے نسل اول مقصد ہو اور جسمانی لطافت دوسرا۔ لہٰذا اول کو اولیت دو ثانی تو انسانی جبلی خواہش ہے۔ رب تعالیٰ کی منشاء کو پورا کرنے سے ہی بندگی کا حق ادا ہوتا ہے۔ لہٰذا رب کی منشاء نیک و صالح اولاد کا حصول ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی فرماتے ہیں۔

اس آیت میں بیوی کو کھیتی سے تشبیہ دے کر واضح کر دیا کہ نطفہ جو بیج کی طرح ہے اولاد کی خاطر اور اپنی نسل برقرار رکھنے کے لیے ڈالو۔ تاکہ

۱۔ البقرہ ۲، ۲۲۳

۲۔ فضل شاہ، تفسیر فاضلی، فاضلی فاؤنڈیشن، لاہور ۱۹۹۲، ج ۱، ص ۱۴۷

> تمہارے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد تمہاری جگہ دین کا کام کرنے والے موجود ہوں اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح طور پر تربیت کرو انہیں علم سکھلاؤ اور دیندار بناؤ ان کے اخلاق سنوارو اور اس کے عوض آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھو۔ (۱)

اس آیت مبارکہ میں لفظ ''وقدموا لانفسکم " غوروفکر کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمارہے ہیں'' آگے کی تدبیر کرو'' آگے کی تدبیر دو طرح سے ہوسکتی ہے اول زوجہ کے ساتھ غلط طریقے سے مجامعت نہ کی جائے اگر ایسا کرو گے تو آنے والی زندگی متعلق سوچو جس کی فلاح کا دارومدار اعمال پر ہوگا۔ اسی طرح دوئم صورت یہ ہے کہ اگر مجامعت تو کی لیکن رب تعالیٰ کی منشاء کا احترام نہ کیا صرف جبلی خواہشات کی تسکین کے لیے مجامعت کی تو اس روز رب کے سامنے اس سرکشی کا کیا جواب دو گے۔ اسی طرح دین اسلام سے قبل جو رہبانیت رواج پا چکی تھی اس کا بھی ازالہ کیا کہ مرد وعورت کا ملاپ ضروری ہے۔

سید قطب شہید فرماتے ہیں۔

> ''گویا مباشرت بھی ایک فریضہ حیات ہے اس کا مقصد مطلق شہوت رانی نہیں ہے بلکہ مقصود زمین پر سلسلہ حیات کو بھی جاری رکھنا ہے مباشرت کے نتیجے میں اولاد کی دولت حاصل کرنا ہے'' (۲)

اس دنیا میں سلسلہ حیات کو زمین پر جاری رکھنے کا واحد مقصد یہ ہے کہ کرہ زمین پر رب تعالیٰ کی بندگی کرنے والے موجود رہیں۔ ورنہ سلسلہ حیات غیر حلال طریقے سے بھی جاری رکھا جاسکتا ہے لیکن رب تعالیٰ نے اسے ناپسند فرمایا اور قرآن پاک میں ایسا کرنے والوں کو جہنم کی آگ سے ڈرایا گیا ہے۔ حتیٰ کہ نیک اولاد کے حصول کی ترغیب دی گئی

۱- عبدالرحمٰن کیلانی مولانا، تفسیر القرآن، مکتبۃ السلام لاہور، ۲۰۰۲، ج ا، ص ۱۵۱

۲- قطب شہید، سید، تفسیر فی ظلال القرآن، ترجمہ سید معروف شاہ شیرازی، ادارہ منشوران اسلامی لاہور، ۱۹۹۳، ج ا، ص ۳۲۳

ہے کہ حصول اولاد کے لیے نیک دار زوج کا انتخاب کیا جائے۔

مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں۔

''تمہاری بیبیاں تمہارے لیے بمنزلہ کھیت کے ہیں جس سے نطفہ بجائے تخم کے اور بچہ پیداوار کے ہے۔ (۱)

جس طرح کھیت ایک کسان کی ملکیت ہوتا ہے اور وہی اس میں بیج ڈالتا ہے اسی نسبت سے رب تعالیٰ نے بلیغ انداز میں ہر مومن کو آگاہ فرمایا کہ وہ بیویوں کے پاس آئیں تو تخم ریزی کے لیے اسی طرح عورتوں پر لازم ہے کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ تخم ریزی کا حق صرف اسی کو ہے جس کے ہاتھ میں گرہ ہے۔ یعنی اسلام زناکاری، بدکاری کے تمام راستے بند کر دینا چاہتا ہے۔

مولانا اصلاحی فرماتے ہیں۔

''عورت سے مجامعت کی اصل غایت بقائے نسل ہے لذت اس کا صرف ضمنی فائدہ ہے اس وجہ سے ہر وہ طریقہ جو اس مقصد کو ضائع کرنے والا یا اس کو نقصان پہنچانے والا ہو اگرچہ لذت کے تقاضے اس سے پورے ہو جاتے ہیں فاطر کی بنائی ہوئی فطرت اور اس کے تقاضوں کے بالکل خلاف ہے۔'' (۲)

لہٰذا ایسے تمام افراد جو ضبط تولید کے قائل ہیں ان کے لیے فکر کا پہلو ہے کہ کہیں خدانخواستہ رب تعالیٰ کی ناراضگی ان کا مقدر نہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب سبحانی ﷺ نے بھی اس بات کی تعلیم دی ہے کہ

۱- محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ۱۹۸۴، ج ۱، ص ۵۴۴

۲- امین احسن اصلاحی مولانا، تدبر القرآن، انجمن خدام القرآن، ج ۱، ص ۴۸۴

((تزوجوا الولود الودود فانی مکاثر بکم الأمم)) (۱)

"تم لوگ ایسی عورت سے شادی کرو جو بہت بچے جننے والی اور محبت کرنے والی ہو اس لیے کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے اور امتوں پر فخر کروں گا"

عام مشاہدے کی بات ہے کہ زیادہ بچے دین دار گھروں میں ہی ہوتے ہیں۔ دین دار اور صاحب تقویٰ خاتون امر ربی سے واقف ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ منصب کو پورا کرنے کی دل و جان سے سعی کرتی ہے جبکہ عصر حاضر کی تعلیم یافتہ خاتون کو اپنے ظاہری حسن و جمال کی فکر ہوتی ہے۔ وہ فاطر کے بنائے ہوئے فطری قوانین سے بغاوت کرتی ہے حتی کہ ہر وہ کام کر گزرتی ہے جو اس کے جسمانی حسن کی کمزوری کا باعث بنتا ہو۔ لہٰذا ہر صاحب اولاد کا فرض بنتا ہے کہ اپنی اولاد کے لیے ایسے ازواج منتخب کریں جو شریعت محمدی ﷺ کے سچے و پکے پیروکار ہوں۔ یقیناً ان کا یہ عمل دوہرے ثواب کا موجب بنے گا اول انہوں نے اپنا فرض احسن طریقے سے ادا کیا۔ ثانی ان کے انتخاب سے رب تعالیٰ کا بقائے نسل کا منشاء بھی پورا ہونے لگا۔

حضور محسن انسانیت ﷺ از خود نیک و صالح اولاد کے لیے دعا فرماتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب بھی کوئی نکاح کرتا آپ ﷺ یوں فرماتے۔

((بارك الله لك و بارك عليك و جمع بينكما فی خير)) (۲)

"اللہ تجھے اور تم دونوں کو برکت عطا فرمائے اور تمہارے درمیان بھلائی پر اتفاق ہو"

۱۔ (ا) الحاکم ابو عبد اللہ، المستدرک الصحیحین، حدیث نمبر ۲۶۵۸
(ب) محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۳۵۶
۲۔ (ا) الحاکم ابو عبد اللہ، المستدرک الصحیحین، حدیث نمبر ۷۴۵
(ب) ابو داؤد، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۱۳۰

یقیناً دیگر برکتوں کے علاوہ برکت اولاد کی دعا بھی اس میں شامل ہے اور انسان کی بھلائی بھی اسی میں ہے کہ وہ صاحب اولاد ہو اس کا سلسلہ نسب چلتا رہے۔ یقیناً رشتہ ازدواج کے اور فائدے ہیں لیکن عظیم مقصد نیک و صالح اولاد کا حصول ہے اس لیے شریعت محمدی ﷺ میں آداب ہمبستری تک بتا دیئے گئے حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

((أما لو أن أحدهم يقول حين يأتي أهله بسم الله اللهم جنبني الشيطان و جنبه الشيطان مارزقتنا ثم قدر بينهما في ذلك أوقضى ولد لم يغره شيطان ابدا۔)) (۱)

''جب تم لوگوں میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے تو یوں کہے اللہ کے نام سے یا اللہ ہمیں شیطان سے دور رکھ اور اس چیز سے بھی شیطان کو دور رکھ جو تو ہمیں عطا فرمائے''

پس اگر ہمبستری کے دوران میاں بیوی کی قسمت میں اولاد لکھی ہے تو شیطان اسے کبھی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔

مراد یہ ٹھہری کہ میاں بیوی کے جنسی تعلقات صنفی تسکین سے بالاتر ہو کر اعلیٰ مقصد کا روپ دھار لیتے ہیں وہ مقصد یقیناً نیک اولاد کا حصول ہے اسی لیے ارشاد فرمایا کہ جب بھی زوجین ہمبستری کریں تو رب تعالیٰ سے شیطان مردود کی پناہ مانگیں تاکہ اولاد ہر شیطانی حربے سے محفوظ پیدا ہو اور اس کی فطرت سلیم اللہ کی نگہبانی میں رہے۔ صرف اتنا ہی نہیں ہمبستری کے اوقات تک اشارۃً بتلا دیے کہ اولاد نیک و صالح پیدا ہو۔

۱۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب مایقول الرجل اذا اتی اھلہ، حدیث نمبر ۴۷۸۵

((وحدثني الثقة انه قال في هذا الحديث فالكيس الكيس يا جابر يعني الولد)) (۱)

''ہشیم کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک معتبر شخص نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ''اے جابر جب تو گھر پہنچے تو خوب خوب کیس کیجیو۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ کیس کا مطلب کہ اولاد ہونے کی خواہش ہے''۔

حضرت اوس بن عوسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور (بیوی سے صحبت کرے اسے بھی) غسل کرائے (جمعہ پڑھنے کے لیے) جلدی (مسجد میں) آئے اور خطبہ کے شروع میں شریک ہو، خطیب کے قریب بیٹھے، خطبہ غور سے سنے اور خاموش بیٹھا رہے تو اسے ہر قدم کے بدلے میں ایک سال کے روزے اور ایک سال کے قیام کے برابر ثواب ملتا ہے۔''(۲)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر جمعہ کے روز ہی کیوں صحبت کو مستحب قرار دیا گیا اس کی حکمتوں میں سے ایک حکمت حضرت علیؓ کے قول سے واضح ہوتی ہے کہ ہر اچھے کام کا آغاز جمعۃ المبارک کو کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ برکت فرمائے گا۔ یعنی اگر اللہ کو حمل ٹھہرانا مقصود ہوا تو نیک ساعتوں میں ہو اور اولاد بھی نیک و صالح پیدا ہو۔

مرد اور عورت کے باہمی رشتہ ازدواج سے نیک و صالح اولاد کا حصول کا مقصد اس قدر عظیم ٹھہرا کہ نبی اکرم ﷺ نے بچے پیدا نہ کرنے والی عورت سے بیاہ تک نہ کرنے کا حکم فرما دیا۔ حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے۔

۱- بخاری، کتاب النکاح، باب طلب الولد، ص ۲۲۹

۲- ترمذی، الجامع الترمذی، ابواب الجمعہ، باب فی فضل الغسل یوم الجمعہ

((انی أصبت امراۃ ذات حسب و جمال و أنها لا تلدء أفاتزوجها قال لا ثم أتاہ الثانیة فنهاہ ثم أتاہ الثالثه فقال تزوجو الودود الولود فانی مکاثر بکم الأمم)) (۱)

''ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی! ایک خوبصورت اور اچھے نسب والی عورت ہے لیکن اس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی کیا اس سے نکاح کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہ کرو'' پھر وہ دوسری مرتبہ حاضر ہوا آپ ﷺ نے پھر اسے منع فرمادیا پھر وہ تیری مرتبہ (اجازت لینے) حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا''

لیکن یہ یاد رہے اسلام نسل بقاء پر تو زور دیتا ہے لیکن حلال و جائز طریقے سے حصول اولاد پر زور دیتا ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے

((فاتقو الله فی النساء فانکم أخذ تموهن بأمان الله و استحللتم فروجهن بکلمة الله ......)) (۲)

''لوگو! عورتوں پر زیادتی کرتے ہوئے اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی ضمانت پر حاصل کیا ہے اور ان کا ستر تمہارے لیے اللہ کے حکم پر جائز ہوا تمہارا عورتوں پر حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں

۱- طبری، محمد بن جریر، تفسیر القرطبی، الجزء ۳، ص ۲۹
۲- (ا) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۲۱۸
(ب) ابی داؤد، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۱۹۰۵

جسے تم ناپسند کرو اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی مار مارنے کی اجازت ہے جس سے انہیں سخت چوٹ نہ لگے"

اسلام میں چونکہ عورت کو کھیتی قرار دیا گیا ہے اس لیے عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے ستر کی حفاظت کرے اس پر صرف اس مرد کو حق حاصل ہے کہ اسی کی اولاد ہی اس سے پیدا ہو۔ کیونکہ یہ عمل قانون فطرت کے عین مطابق ہے اور حلال چیز اللہ کی پسندیدہ ہوتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالتے ہیں۔

بقائے نسل یا نیک اولاد کا حصول کتنا ضروری اور نیک مقصد ہے اس بات کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ رب تعالیٰ کی عبادت سب سے اولین انسان کا مقصد حیات ہے لیکن شارع اسلام کا قول مبارک ہے۔

((لا یحل للمرأۃ ان تصوم و زوجھا شاھد)) (۱)

"عورت کے لیے یہ حلال نہیں کہ اگر اس کا شوہر گھر پر ہو وہ روزہ رکھے"

سوچنے کی بات ہے کہ اگر صرف یہ حکم مرد کی خواہش شہوت کی بناء پر تھا تو رب تعالیٰ اپنی حکمت سے کوئی اور بھی حکم ارشاد فرما سکتے تھے لیکن ارشاد فرمایا اگر شوہر گھر پر ہو تو روزہ نہ رکھے بلکہ بیوی کے پاس میاں کے لیے آنا آزادی کا حامل ہو۔ اس غرض کے لیے اتنی شدت فرمادی کہ ارشاد ہوا۔

((اذاالرجل دعا زوجتہ لحاجتہ فلتاتہ وان کانت علی التنور))(۲)

"جب مرد بیوی کو اپنی ضرورت کے لیے بلائے تو اسے چاہیے کہ فوراً حاضر

۱۔ (ا) محمد بن حبان، صحیح ابن احبان، حدیث نمبر ۴۱۹۹

(ب) النسائی، السنن الکبریٰ، حدیث نمبر ۲۹۲۱

۲۔ الترمذی، الجامع الترمذی، ابواب الرضاعۃ، باب ماجاء، فی حق الزوج علی المرأۃ، ص ۳۱۵، حدیث نمبر ۱۱۶۰

ہو جائے خواہ تنور پر ہی ہو"

کیا اس قدر شدت محض جبلی خواہش کی تکمیل کے لیے ہے؟ ہرگز نہیں اس کا عظیم مقصد ایک ہی ہے کہ ہوسکتا ہے رب تعالیٰ کو منظور ہو اور نیک سعادت مند اولاد اس گھڑی ماں کے پیٹ میں ٹھہرا دی جائے۔

اسی طرح مردوں پر لازم کر دیا گیا کہ وہ بھی عہد جاہلیت کی طرح رہبانیت نہ اختیار کریں اور نہ ہی عورتوں سے دور رہیں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں۔

((ردرسول الله علی عثمان بن مظعون التبتل ولو أذن له لاختصینا)) (۱)

"رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کو عورتوں سے الگ رہنے کی اجازت نہ دی اگر آپ ﷺ حضرت عثمانؓ کو اجازت دے دیتے تو ہم اپنے آپ کو نامرد کر لیتے"

صرف اتنا ہی نہیں فرمایا بلکہ صرف شہوت مٹانے کے لئے عورت کی دبر میں تمتع کرنے سے بھی منع فرمادیا بلکہ اسے "ملعون" قرار دیا۔

((لا ینظر الله الی رجل أتی رجلا أو امرأة فی الدبر))(۲)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا (جو اپنی شہوت پوری کرنے کے لیے) مرد کے پاس آئے یا عورت کے ساتھ دبر میں صحبت کرے"

اسی طرح دوسری حدیث پاک میں اسے "ملعون" قرار دیا ہے۔

((ملعون من أتی امرأته فی دبرها)) (۱)

۱- (ا) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۴۰۲
(ب) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۱۰۸۳

۲- الترمذی، الجامع الترمذی، ابواب النکاح باب ماجاء فی کراھیة حدیث نمبر ۱۱۶۵
(ب) محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۴۲۰۳

''جو شخص اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس کی دبر میں صحبت کرے وہ ملعون ہے''

یعنی اس طرح کا عمل مقصد نکاح کو فوت کر دیتا ہے۔ لہٰذا جب بھی مرد اپنی بی بی کے پاس آئے تو صحیح راستے سے نیک وصالح اولاد کے حصول کی نیت سے آئے یہ بات ہر صاحب اولاد کے ذہن میں رہے کہ ان تعلیمات پر صرف وہی جوڑا عمل پیرا ہو سکتا ہے، جو دین دار ہو، اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو ماننے والا ہو۔

اگر والدین نے انتخاب زوج میں غلطی کی تو یقینی بات ہے ان کے گھر کا ماحول بھی عنقریب مغربی روایات کا مسکن ہوگا۔ ان کی بہو کو بھی اپنی فٹنس کا خیال زیادہ ہوگا وہ بھی سرور کائنات ﷺ کی اس تنبیہ پر کان نہ دھرتی ہوگی۔

((اذا دعا الرجل امرأة الى فراشه فبات غضبان لعنتها الملائكة حتى تصبح)) (۲)

''جب کوئی مرد اپنی عورت کو بستر پر بلائے (یعنی جماع کے لیے) وہ نہ آئے (انکار کرے) تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے''

لہٰذا ہر اس عورت کے لیے لمحہ فکریہ ہے جو محض چند دن کی خوبصورتی کے لیے رب تعالیٰ کی منشاء کی باغی ہیں اگر اپنے رویے کی اصلاح نہ کی تو رب کی ناراضگی ان کا مقدر ہوگی۔

اذا باتت المراة مهاجرة فراش زوجها لعنتها الملائكة حتى ترجع (۳)

''جب عورت رات کو پنے خاوند کا بستر چھوڑ کر (الگ) سو رہے تو فرشتے

۱- (ا) ابی داؤد، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۱۶۲
(ب) ابن ماجہ، سنن ابی ماجہ، حدیث نمبر ۱۹۲۳

۲- (ا) بخاری محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۰۶۵
(ب) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۳۶

۳- (ا) بخاری محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب اذا باتت المراۃ مهاجرۃ فراش زوجها، حدیث نمبر ۲۲۲۸
(ب) الدارمی، سنن الدرامی، حدیث نمبر ۲۲۲۸
(ج) نسائی، سنن الکبریٰ، حدیث نمبر ۸۹۷۰

اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ اپنے خاوند کے بستر پر نہ آ جائے''

لہٰذا ایسے تمام والدین جو اپنی اولاد کی شادی کے متعلق فکر مند ہیں انہیں سب سے پہلے اس بات کا تعین کرنا ہوگا کہ اسلام میں شادی کا عظیم مقصد کیا ہے؟ اور وہ کیسے پورا کیا جاسکتا ہے؟ صرف دنیاوی عیش وعشرت اور دھن دولت روح کی تسکین کا سبب نہیں بن سکتی، آخرت کی کامیابی کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ لہٰذا سب سے اچھا رشتہ وہ ہے جو دین داری کی شرائط پر پورا اترے۔ یقیناً ایسے رشتے سے ہی نیک وصالح اولاد پیدا ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ آپ صاحب اولاد ہیں آپ تصور کرکے ایک شجرہ نسب بنائیں جو جنت وجہنم کے داخلے کی عکاسی کرتا ہو۔ پھر آپ نام لکھتے جائیں جیسے آپ کے آباؤ اجداد جنت میں، آپ جنت کے راستے پر لیکن آپ کے انتخاب زوج میں چناؤ کی غلطی کی وجہ سے آپ کی اولاد جہنم کے راستے پر، پھر پوری پیڑھی جہنم کے راستے پر۔ لیکن اگر نیک وتقویٰ صفات پر مبنی بہو یا داماد کا انتخاب کیا تو یقیناً ان کی اولاد وصالح اور یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا اور روز قیامت آپ اپنی نیک آل اولاد کے ساتھ حضور رحمت اللعالمین ﷺ کے حضور میں فخر سے پیش ہونگے کہ پوری آل شریعت مصطفیٰ ﷺ کی پابند رہی۔

باب چہارم

مذہب اسلام میں
انتخاب زوج کی رغبت

نکاح انسانی زندگی میں انتہائی اہم موڑ اور نئی زندگی کے آغاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسرے شریعت اسلامی میں نکاح ایک مستقل اور تادم زیست معاہدہ ہے جسے ناگریز حالات میں ہی توڑا جاسکتا ہے۔ لہٰذا شریعت اسلامی اس بات پر زور دیتی ہے کہ یہ معاہدہ صرف اسی سے کیا جائے جو اللہ رب العزت کی رضا و نکاح کی منشاء کو پورا کرنے میں ممدو معاون بن سکے۔ شریعت اسلامی ایک عاقل بالغ مرد اور عورت کو اس بات کا پورا پورا حق دیتی ہے اور موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ اس جاودانی معاہدہ سے قبل اچھی طرح غور وفکر کریں سوچ سمجھ لیں دیکھ بھال لیں، جانچ پرکھ لیں کیونکہ اسے اپنے ساتھی کے ساتھ زندگی گزارنی ہے اور آخرت کے لیے بھی جنس تیار کرنی ہے۔ لہٰذا زندگی بھر کا ساتھی ایسا ہونا چاہیے جو اس کے لئے باعث سکون اور باعث رحمت ہو۔ تا کہ کہیں اس کی زندگی خوشیوں کا گہوارہ بننے کی بجائے تلخیوں کا موجب نہ بن جائے اس لیے شریعت اسلامی نے انتخاب زوج کا حق دونوں فریقین کو دیا ہے۔ شریعت اسلامی اس بات کی ترغیب دیتی ہے کہ پہلے زوج کے متعلق تمام معلومات لیں اور جب تسلی ہو جائے، نکاح کرنے کا ارادہ کرلیا جائے تو شریعت اس بات کی چھوٹ دیتی ہے کہ ہونے والے زوج کو اگر ایک نظر دیکھنا چاہے تو اجازت ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

((اذاألقى الله فى قلب امرائى خطبة امرأة فلابأس أن ينظر اليها)) (١)

''جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں کسی عورت سے نکاح کی خواہش ڈالے تو اس کی جانب دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں''

اللہ رب العزت کا اپنے بندوں پر احسان عظیم ہے کہ فطرت انسانی کے مطابق دین اسلام کو سہل بنا دیا۔ اس لیے جو بھی ذی شعور اسلام کے متعلق پڑھتا ہے اسے جی جان سے قبول کر لیتا ہے۔ شادی جیسے معاملات میں اس طرح رہنمائی فرمائی کہ اگر کوئی شادی کرنا چاہتا ہے، سب سے پہلے ہونے والے زوج کے خاندان کے متعلق تسلی کر لے، حسب نسب کے متعلق، معاشرتی مقام کے متعلق، گھریلو عادات وروایات کے متعلق، نجی زندگی میں دین داری کے متعلق وغیرہ وغیرہ۔ جب ہر طرف سے مکمل تسلی ہو جائے فیصلے کی بنیاد محض اس امر پر ہے کہ اگر قد وقامت دیکھ لی جائے رنگت کا اندازہ لگا لیا جائے تو شریعت اسلامی اجازت دیتی ہے کہ لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو دیکھ لیں تاکہ شریک حیات ایک دوسرے کو خوش دلی سے پسند کر لیں۔ جیسا کہ حضور محسن انسانیت ﷺ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے فرمایا۔

((فانظر اليها فانه أحرى أن يؤدم بينكما)) (٢)

''اس کو دیکھ لو اس لیے کہ اس کی وجہ سے تمہارے رشتۂ ازدواج کو دوام ملے گا''

یعنی دیکھ لینا باہم الفت ومحبت کو دوام بخشتا ہے۔

۱- (ا) الحاکم ابو عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۵۸۳۹

(ب) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۸۶۳

۲- (ا) الحاکم ابو عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۲۶۹۷

(ب) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۸۶۵

لیکن اس دیکھنے کے بھی آداب ہیں جن کی رعایت ضروری ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اگر لڑکے کا کسی لڑکی سے نکاح کرنے کا پکا ارادہ ہو تو اس کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھ سکتا ہے۔

۲۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو اس لڑکی کی صورت کو اپنے ذہن میں رکھنے کے لیے کئی بار نظر ڈال سکتا ہے۔

۳۔ لڑکی اور لڑکا دیکھنے اور شادی طے ہونے والی مجلس میں ایک دوسرے سے بات چیت بھی کر سکتے ہیں

۴۔ لڑکی سے مصافحہ کرنے کی کسی صورت میں اجازت نہیں ہے۔

۵۔ لڑکی کے کسی عزیز کے بغیر تنہائی میں دونوں کا اکٹھا ہونا بھی جائز نہیں۔(۱)

اسلام کا احسان عظیم ہے کہ اس نے نہ صرف مرد کو زوج دیکھنے کا حق دیا ہے بلکہ عورت کو بھی حق حاصل ہے کہ اس کی رضامندی سے نکاح کیا جائے۔ راہبر عالم ﷺ نے عورت کی رضامندی و مشورے کے بغیر نکاح کرنے سے منع فرمایا۔

((لا تنکح الایم حتی تستأمر ولا تنکح البکر حتی تستأذن قالوا یارسول الله ﷺ وکیف اذنها قال أن تسکت)) (۲)

''شوہر دیدہ عورت کا نکاح اس کے مشورے کے بغیر نہ کرو اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کرو، پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ فرمایا! کنواری کا چپ ہو جانا ہی اس کی اجازت ہے''

۱۔ عبداللہ ناصح علوان، تربیت اولاد کا اسلامی نظام، علم و عرفان پبلشرز، ۱۹۹۸، ص ۳۶۳

۲۔ (ا) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۴۱۹
(ب) البیہقی، سنن البیہقی، حدیث نمبر ۱۳۳۷۸

امام مسلم فرماتے ہیں۔

((الأیم أحق بنفسها من ولیها والبکر تستأذن فی نفسها واذنها صماتها)) (۱)

''شوہر دیدہ عورت نکاح کے معاملے میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری سے اس کے نکاح کے اوراس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے''

معلوم یہ ہوا کہ مذہب اسلام انتخاب زوج کی رغبت دلاتا ہے تاکہ تا قیامت نسلِ انسانی کا یہ سلسلہ چلتا رہے عام مشاہدے کی بات ہے کہ جن معاشروں میں انتخاب زوج کی اجازت نہیں ہوتی وہیں طلاقوں کی کثرت اور عائلی نظام درہم برہم نظر آتا ہے۔

۱۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۴۲۰

باب پنجم

انتخاب زوج
میں والدین کی اہمیت

مسلم معاشرے میں اولاد کے لیے زوج کا انتخاب والدین کرتے ہیں اس لیے انتخاب زوج کے معاملے ان کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ والدین کے لئے یقیناً زندگی کا یہ مشکل ترین فیصلہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانت کو ایک مرد یا ایک عورت کے ہاتھ سونپنا ہوتا ہے۔ ہر گھڑی یہی ڈر و خوف دامن گیر رہتا ہے، خدانخواستہ انتخاب غلط ہوا تو جان سے عزیز بیٹے یا بیٹی کا سکون و راحت، افسوس و رنج میں بدل جائے گا۔ صرف اتنا ہی نہیں رب تعالیٰ کے حضور اس خیانت کے بدلے جواب دہ ہونگے۔

یہ حقیقت ہے حیات انسانی میں شیطان سب سے بڑا فریب اس وقت دیتا ہے جب کوئی صاحب اولاد اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ طے کرنے لگتا ہے شیطان مقدور بھر کوشش کرتا ہے کہ برے رشتے کو بھلا کر دکھائے اور بھلے رشتے کو برا کر دکھائے۔ اگر کوئی صاحب ایمان ہے تو اس کے دل و دماغ میں ایسے وسوسے القاء کرے گا کہ وہ انتخاب زوج کی نسبت صحیح فیصلہ یا چناؤ نہ کر پائے، نسل انسانی کو بھٹکانے اور داخل جہنم کرنے میں شیطان ازل سے کوشش میں ہے اور ابد تک سعی کرتا رہے گا۔ اس لیے رب تعالیٰ نے

ارشاد فرمایا۔

﴿ قُوْآ اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا ﴾ (۱)

''اپنے آپ کو اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ''

انتخاب زوج کے وقت شیطان کا بھٹکانا ہر ذی شعور صاحب ایمان کے ذہن میں آتا ہے کہ جب والدین اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ اسلامی منشور سے ہٹ کر کریں گے تو شیطان کی مراد بر آئے گی اس کے لیے ذہن وقلب میں کئی قسم کے فتن پیدا کرنا آسان ہو جائے گا۔

اللہ رب العزت رشتۂ ازدواج کے ذریعے جو جذبہ رحمت ومودت پیدا فرمانا چاہتے ہیں وہ پیدا نہیں ہو پائے گا۔ اس لیے والدین پر لازم ہے کہ انتخاب بہو یا داماد میں ماسوائے دینداری کسی وصف کو ترجیح نہ دیں۔ یہی عمل ان کی اولاد کے حق میں بہتر ہے۔

حضور محسن انسانیت ﷺ کا قول مبارکہ ہے۔

((خیر کم خیر کم لاھله و انا خیر کم لاھلی)) (۲)

''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں تم میں سے زیادہ بہتر ہوں اپنے گھر والوں کے لئے''

والدین کا اپنے بچوں کے حق میں بہتر ہونا یہی ہے کہ ان کی ایسی تعلیم وتربیت کی جائے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے سچے پکے مطیع وفرمانبردار بنیں اور دوسرا عمل جو ان کے حق میں بہتر ہے وہ ہے جیون ساتھی کا چناؤ۔ اگر والدین نیک وصالح شریک

۱- التحریم ۶۶،۶

۲- (ا) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۹۷۷

(ب) محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۴۱۷۷

حیات بیٹے کو دے گئے تو وہ بھلی مانس خود بھی صراط مستقیم پر چلے گی اور اپنے شوہر کی بھی ممد و معاون ہوگی لیکن اگر اس کے برعکس ہوا تو بیٹا چاہے جتنا نیک و پارسا ہو، اس کو نہیں بدل پائے گا اس کی صلاحیتیں سلب ہو جائیں گی آخر کار نتیجہ یہ نکلے گا کہ پیدا ہونے والی اولاد ماں کے نقش قدم پر چلے گی۔ اس لیے ہر ایک پر واضح ہو کہ نیک بیوی گھر بھر کے لئے باعث برکت ہوتی ہے اور اس کے برعکس کے متعلق نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

((ان کان الشؤم فی شی ففی الفرس والمرأة والدار)) (۱)

''اگر نحوست اور بے برکتی کسی چیز میں ہو تو گھوڑے اور گھر اور عورت میں ہوگی''

لہٰذا انتخاب زوج میں والدین کا بڑا اہم ذمہ دارانہ منصب ہے انہیں چاہیے کہ وہ اپنے منصب کو سمجھیں اور منصب کا حق احسن طریقے سے ادا کریں تاکہ آخرت میں رب تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو سکیں۔

انتخاب زوج میں ماں کا کردار

عورت کو قدرت نے جس غرض کے لیے مخلوق کیا ہے وہ غرض نوع انسان کی تکثیر اور اسکی حفاظت و تربیت ہے پس اس حقیقت سے اس کا قدرتی فرض یہ ہے کہ اس اہم فرض کی انجام دہی کے ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔

پاکستانی معاشرے میں معروف رجحان کے مطابق بیٹے کی دلہن یا داماد کے انتخاب میں ماں کا فیصلہ کن کردار ہوتا ہے۔ شادی کے سلسلہ کی ابتداء ماں ہی کرتی ہے۔ اس سلسلے اس کی مددگار وہ عمر رسیدہ خواتین ہوتی ہیں جن کی اپنی جنسی زندگی ختم ہو چکی ہوتی ہے وہ یا تو مطلقہ اور بیوہ ہوتی ہیں یا پھر عمر رسیدگی کے باعث اپنے شوہروں سے آزاد ہوتی ہیں۔

۱- مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۲۲۵

(ب) ابی داؤد، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۳۹۲۲

اطلاعات کے حصول اور ان کی اشاعت میں عمر رسیدہ خواتین کو اہم مقام حاصل ہے کہ کس کی کس سے، شادی جیسے فیصلوں میں ان کے اختیار مردوں سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں انتخاب زوج میں خواتین کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ پیغام رسانی سے لے کر عید سعید پر تحفے تحائف لے جانا بھی انہیں کا کام ہوتا ہے۔

یہ بات مسلمہ ہے کہ اولاد کا باپ کے مقابلے میں ماں سے تعلق عام طور پر زیادہ گہرا اور شدید ہوتا ہے۔ اسی تعلق کی بناء پر مائیں انتخاب زوج میں بھی اپنی من مانی کرتی ہیں۔ اسی طرح بعض خواتین کا اپنے شوہروں پر بہت قوی اور گہرا اثر ہوتا ہے غور وفکر سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اندرون خانہ کئی ایک معاملات اور خصوصاً بہو کے انتخاب یا داماد کے انتخاب میں مردوں کی خواہشات اور ارادوں کے برعکس عورتوں کی مرضی کے مطابق سر انجام پاتے ہیں اور مرد ہلکا پھلکا اظہار ناپسندیدگی کرنے یا وقتی طور پر شور مچانے کے علاوہ کچھ کر نہیں پاتے۔ ایسی خواتین قرآن پاک کی درج ذیل تعلیم کو بھی ذہن میں نہیں لاتیں۔

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ م يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ (۱)

''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں''

مختصر یہ کہ زیادہ تر خواتین ماں یا بہن ہی انتخاب زوج کرتی ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں شادی کی حرکیات (Dynamics) میں ماں بیٹے کے قریبی تعلق کو کلیدی مقام حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے ماں کی منتخب شادی کی صورت میں ازدواجی قربت کی راہ

۱- التوبہ:۹:۷۱

میں حائل بڑی رکاوٹوں میں سے ایک ماں ہوتی ہے۔

پاکستانی معاشرے کی زیادہ تر آبادی کا حصہ مڈل طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد پر مبنی ہے یا اس سے بھی کم درجے والوں لوگوں پر۔ زیادہ تر مائیں بہو کے انتخاب میں بیٹے کی اہلیت، قابلیت یا صلاحیت کو مدنظر نہیں رکھتیں بلکہ ان کے مقاصد کچھ اور ہوتے ہیں۔

اول جس گھر میں وہ کئی سالوں سے بلا شرکت غیرے حاکمیت کر رہی ہوتی ہے اب بہو کی صورت میں اسے اپنی سلطنت اور حکومت کا سورج ڈوبتا نظر آتا ہے لہٰذا وہ ایسی بہو کا انتخاب کرتی ہیں جو حسب نسب، صفات و کمالات میں اس سے کم ہو۔ پاکستانی معاشرے میں غالب رجحان بھی یہی ہے۔ اگرچہ ایسی بہو بیٹے کے چاہے لائق ہی نہ ہو۔ آخر کار ایسے گھر انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں اور رشتہ ازدواج کا وہ اصل مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ ہم نے عورت کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ مرد کے لیے تسکین کی باعث ہو۔

"لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا" تسکین جسمانی بھی ہو سکتی ہے اور ذہنی اور روحانی بھی۔ اگر کسی پڑھے لکھے شخص کے نکاح میں کوئی پھوہڑ اور ان پڑھ بیوی دے دی جائے تو اس سے کیا ذہنی تسکین حاصل ہو سکتی ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جسمانی تسکین بھی ذہنی اور روحانی تسکین سے وابستہ ہے۔ اگر انسان کو ذہنی پریشانی اور روحانی اذیت ہو تو کوئی چیز اس کے دل کو نہیں بھاتی۔ (۱)

پاکستانی معاشرے میں کچھ مائیں دنیا دار قسم کی بھی ہوتی ہیں جنہیں معذرت کے ساتھ لالچی ذہن کی مالک بھی کہا جا سکتا ہے۔ ایسی مائیں خوب سے خوب تر کی تلاش میں

۱۔ مالک رام، اسلام اور عورت، ادارہ تحقیقات، لاہور ۱۹۹۹، ص ۱۷

رہتی ہیں اور ان کا اصل ہدف مال دار گھرانے میں بیٹے یا بیٹی کا رشتہ کرانا ہوتا ہے۔ حالانکہ اسلام نے ہدایت دے رکھی ہے کہ جب لاگ جائزہ لیجئے بیٹے اور بیٹی کی شادی کی تاخیر وجہ یہ تو نہیں کہ آپ نے بہو یا داماد کے انتخاب میں کچھ ایسی باتوں کو اہمیت دے رکھی ہے کہ جن کی دین میں کوئی اہمیت نہیں ہے اور آپ اس لیے اہمیت دے رہے ہیں کہ سماج میں عام طور پر انہیں کو اہمیت دی جا رہی ہے۔ (۱)

ایسے ہی ذہنی کردار کے مالک افراد کے متعلق رہبر انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

((ان أحساب أهل الدنیا الذی یذهبو ن الیه مال۔)) (۲)

''دنیا دار کا حسب نسب مال و دولت ہے''

ایسی ماؤں کو علم ہونا چاہئے کہ آپ کا انتخاب آپ کی اولاد کا گھر یا تو مثل جنت بنا سکتا ہے یا جہنم۔

حق سچ بات تو یہ ہے کہ ماں ہی وہ عظیم ہستی ہے جو اپنے بچوں کی نفسیات، پسند ناپسند، قابلیت و اہلیت اور طبعی میلانات کا زیادہ علم رکھتی ہے۔ لہٰذا ہر ماں کو اپنی ہستی کی عظمت کا علم ہونا چاہیے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

و البنات الی الامهات امیل و لقولهن اڑعب (۳)

''بیٹیوں کا رجحان ماؤں کی طرف زیادہ ہوتا ہے اور وہ ان کی بات کو زیادہ قبول کرتی ہیں''

۱۔ محمد یوسف اصلاحی، حسن معاشرت، اسلامی پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۰، ص ۲۲۱

۲۔ الحاکم ابو عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۲۶۸۹

(ب) محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۲۵۵

۳۔ (بحوالہ) فضل الٰہی، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری، دارالسلام، لاہور، ۲۰۰۲، ص ۵۰

جب ماں اپنی بیٹی کے فطری میلان کو جانتی ہے، اپنی خاندانی معاشرت کو پہچانتی ہے، اپنی بیٹی کے محاسن سے بھی آگاہ ہے تو یقیناً اس ماں کا فرض بنتا ہے کہ بیٹی کا رشتہ سوچ سمجھ کر کرے اور کفو کا تو خصوصی خیال رکھے۔ کیونکہ عصری معاشرے میں کفو کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اگر آپ کی بیٹی پڑھی لکھی ہے تو برابری کے تعلیم یافتہ لڑکے سے رشتہ کیجئے۔ محض اپنی بہن یا بھائی سے کیا وعدہ نہ وفا کیجئے بلکہ ذہن میں رہے کہ رشتۂ ازدواج مشیت ازدی ہے۔ اس کے خاص مقاصد ہیں جو بے جوڑ رشتوں سے حاصل نہیں کیے جاسکتے۔ اسی طرح اگر آپ کا خاندانی یونٹ اکیلا ہے جوائنٹ فیملی کا عادی نہیں، تو کسی بڑے خاندان میں بیٹی مت دیں کہ اس کے لیے جسمانی وروحانی اور صبر کا امتحان بن جائے۔ بیٹی کی شادی کے ضمن میں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ تعلیم کی اہمیت اور ضرورت بھی مسلم ہے اور دور حاضر میں تو تعلیم اور ڈگری کا رشتے کے معاملے میں خصوصی خیال رکھا جانے لگا ہے یہ واقعی درست ہے کہ اونچی تعلیم حوصلوں کو بلند کرتی ہے، تہذیب سے آراستہ کرتی ہے، عزت و احترام کا ذریعہ بنتی ہے۔ خوش حال زندگی اور سماج میں وقعت وعظمت کا سبب بنتی ہے۔

لیکن یہ سب کچھ اپنی جگہ صحیح، خدارا پہلے اپنی بیٹی کی عمر کا بھی خیال کر لیجئے کہ کہیں تعلیم وڈگری کے چکر میں شادی کی عمر ہی نہ گزر جائے۔ انسانی نفسیات کے ماہرین لکھتے ہیں۔

جن بچیوں کی شادی دیر سے کی جاتی ہے وہ نباہ مشکل سے کر پاتی ہیں کیونکہ ان میں اطاعت، جھکاؤ اور برداشت کے جذبے میں کمی آجاتی ہے۔ (۱)

۱- نظام الدین مفتی، تحفہ دلہا، بنوری ٹاؤن کراچی، ۱۹۹۸، ص ۲۵۳

لہٰذا ہر ماں کو بیٹی کا رشتہ جوں ہی مناسب ملے کر دے، کہیں ایسا نہ ہو دھن دولت کے چکر میں بیٹی بیاہ کر بھی کنواری رہے۔

اسی طرح بعض خواتین خاندانی وراثت کے بٹوارے کے خوف سے بے جوڑ رشتے طے کرتی ہیں۔ گاؤں کی اکثر خواتین چدراہٹ ذہن کی مالک ہوتی ہیں۔ اسی ذہنی تسکین کی خاطر اپنی کم سن بیٹی کا رشتہ گاؤں کے چوہدری کو دے دیتی ہیں ایسی خواتین کو حضور محسن انسانیت ﷺ کا اسوہ ذہن میں رکھنا چاہیے۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ نے آپ ﷺ سے فاطمۃ الزھرا ؓ کا رشتہ مانگا مگر آپ ﷺ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ فاطمہ ؓ ابھی کم سن ہیں۔ یعنی عمری تفاوت کی بناء پر آپ ﷺ نے اپنے جگر گوشہ کا رشتہ نہ دیا۔ پھر آپ اپنے کلیجے کا ٹکڑا کیوں زمینوں کے عوض دے رہی ہیں۔

الغرض بیٹے کے رشتے میں بھی ماں کا کردار کلیدی ہوتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں ماں ہی لڑکی کو دیکھ سکتی ہے اس کی تجربہ کار آنکھیں وہ سب کچھ دیکھ پرکھ اور جانچ لیتی ہیں جو ایک مرد کے لیے ممکن ہی نہیں اسے سن گن ہو جاتی ہے کہ لڑکی کا سانس بدبودار ہے، اسے کوئی جلدی مرض لاحق ہے یا کوئی خفیہ جسمانی نقص ہے تو ایسی معلومات رشتہ کے طے پانے یا نہ پانے میں فیصلہ کن ثابت ہوتی ہیں۔

ماں سے بڑھ کر اور کون سی ہستی ہو سکتی ہے جو کسی کے گھر اندرون خانہ معاشرت کا صحیح اندازہ لگا سکے۔ سو ماں پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ انتخاب بہو میں خاص خیال رکھے۔ محض معاشی خوشحالی کے لیے ملازمت پیشہ بہو نہ لائے کہ کل خاندانی اکائی کو بھی توڑنے کا سبب بن جائے۔ بلکہ بہو کا انتخاب دین داری کی صفت پر ہو۔ ہمارے نبی

کریم ﷺ نے دیندار عورت کو نکاح کے لے منتخب کرنے کا جو حکم ارشاد فرمایا ہے شاید اسکی حکمت یہ بھی ہے کہ اولاد کی تربیت میں ماں رکاوٹ بننے کی بجائے مدد اور معاون ہو۔ (۱) اگر ایسا نہ کیا گیا تو آپ پر دوہری ڈیوٹی عائد ہو جائے گی ملازمت پیشہ بہو کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال بھی آپ کو رکھنا پڑے گا جو کہ عمر کے اس حصے میں ممکن نہیں ہوتا۔

انتخاب زوج میں والد کا کردار

قبل اسلام عرب میں مادر شجری رجحان پایا جاتا تھا۔ لیکن اسلام نے پدر شجری، واحدانی سماجی تنظیم تشکیل دینے کا اعلان کیا اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت بخشی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ و لِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَة" ﴾ (۲)

''البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک خاص درجہ دیا گیا''

اس لحاظ سے اسلامی خاندانی معاشرت میں گھر کا سربراہ مرد کو ٹھہرایا گیا اور مرد کی اس فضیلت کا سبب قرآن پاک میں ان الفاظ میں کیا۔

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ وَّبِمَاۤ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ ﴾ (۳)

''مرد عورتوں کے کارفرما اور متکفل ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض (خاص خاص باتوں میں) فضیلت دی ہے اور اس لیے بھی کہ

۱۔ فضل الٰہی، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری، دارالسلام لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۵۴

۲۔ البقرہ ۲: ۲۲۸

۳۔ النساء ۴: ۳۴

مرد اپنی کمائی (عورتوں پر) خرچ کرتے ہیں"

قرآن وسنت کی تعلیمات کے عین مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاکستانی معاشرے میں زیادہ تر گھر کا سربراہ مرد ہی ہوتا ہے۔ گھر کے تمام افراد اپنے سربراہ کی اطاعت وفرماں برداری کرنے والے ہوتے ہیں۔ اسی سربراہ کے صلاح ومشورے سے گھریلو امور طے پاتے ہیں اس لحاظ سے انتخاب بہو یا داماد کے سلسلے میں والد پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جب بھی بہو یا داماد کا انتخاب کرے تو اسلامی نقطہ نظر کو مد نظر رکھ کر کرے۔

رسول اکرم ﷺ اپنے انداز فکر ذاتی تجربے اور معاشرے کی ساخت پر گہری نظر رکھنے کے باعث ایک اسلامی معاشرہ تشکیل دینے میں کامیاب رہے۔ اب ہر والد پر یہ فرض ہے کہ وہ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرے اور اپنے بچوں کی شادی عین سنت کے مطابق کرے۔ قرآن پاک میں اولاد کو فتنہ یا آزمائش قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

"بے شک تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہے"

یقیناً اولاد کی تربیت کے بعد والدین کے لئے انتخاب بہو یا داماد آزمائش اور کڑے امتحان کا سبب بنتے ہیں اگر والدین اس امتحان میں کامیاب رہے تو یقیناً آخرت میں بھی فلاح نصیب ہوگی لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾ (۱)

۱- الانبیاء ۲۱:۳۵

''اور ہم تو نیکی و بدی میں آزمانے کے لیے فتنہ میں مبتلا کر دیتے ہیں اور تم ہماری ہی جانب واپس آؤ گے''

اس لیے جو والد انتخاب زوج کے حوالے سے اُن معاشرتی بادِ مخالفت ہواؤں سے محفوظ رہا، اپنی اولاد کے لیے نیک صالح اور دین دار زوج منتخب کر گیا وہی کامیاب رہا اور جس نے دنیاداری نبھائی وہ نہ تو اولاد کا کچھ بھلا کر پایا اور نہ اپنی آخرت سنوار پایا۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے ہر صاحب اولاد جب اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ طے کرنے لگے تو اپنے سماجی حلقے سے فائدہ اٹھائے۔ کوشش کرے کہ خاندان سے باہر کسی دین دار گھرانے میں شادی کرائے۔ شادی سے قبل اپنے حلقۂ احباب کے ذریعے اس خاندان کے حوالے سے ہر اچھی بری معلومات حاصل کرے بعد میں فیصلہ شریعت اسلامی کے منشور کے مطابق کرے۔

ہر والد کے ذہن میں رہے آپ کی اولاد سے آپ کی نسل چلنی ہے لہٰذا بہو یا داماد کا چناؤ اسلامی شعار کے مطابق ہو۔ اگر خدانخواستہ انتخاب ایسا نکلا جس سے آپ کی نسل اسلام سے دوری کے راستے پر چل نکلے تو یقیناً آخرت میں خسارے کے سوا کچھ نہ ملے گا۔

باب ششم

منشاء خداوندی کی
مخالفت والے ازواج

شریعت اسلامیہ میں نکاح ایک مستقل اور تادم زیست معاہدہ ہے جسے ناگزیر حالات میں ہی توڑا جا سکتا ہے۔ لہٰذا شریعت ایک عاقل، بالغ مرد اور عورت کو اس بات کا پورا پورا حق دیتی ہے کہ وہ اپنے من پسند زوج سے شادی کرے۔ لیکن اس کے ساتھ شریعت اسلامی نے اپنے ماننے والوں کو یونہی بے سہارا نہیں چھوڑ دیا کہ وہ جس سے چاہیں بیاہ رچا لیں، جس پر دل آ جائے نکاح کر لیں بلکہ مکمل رہنمائی فرمائی ہے۔ شادی بظاہر انسان کا طبعی معاملہ ہے لیکن اس کا عظیم مقصد اللہ تعالیٰ کی اس زمین پر اللہ رب العزت کے ماننے والوں کا تسلسل قائم رکھنا ہے۔ یہ عظیم مقصد صرف اسی وقت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جب رشتہ صرف انہیں سے جوڑا جائے جن سے رشتہ جوڑنے کی اسلام نے رغبت دلائی ہے۔ وہ ازواج خواہ پسند بھی کیوں نہ ہوں لیکن اگر شریعت اسلامی نے ممانعت فرمائی ہے تو جائز نہیں کہ ان سے عقد کیا جائے۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ

مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْج وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ط وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ﴾ (۱)

''تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا، جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن لونڈی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے۔ اگرچہ تمہیں وہ پسند ہو، اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا، جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، ایک مومن غلام، مشرک شریف سے بھی بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو''

ابن کثیر لکھتے ہیں:

''مسلمان مردوں کا نکاح کافر عورتوں سے اور کافر عورتوں کا نکاح مسلمان مردوں سے جائز نہیں وجہ یہ ہے کہ کافر مرد اور عورتیں انسان کو جہنم کی طرف لے جانے کا سبب بنتے ہیں۔ کیونکہ ازدواجی تعلقات آپس کی محبت ومودت اور یگانگت کو چاہتے ہیں اور بغیر اس کے ان تعلقات کا اصلی مقصد پورا نہیں ہوتا اور مشرکین کے ساتھ اس قسم کے تعلقات قریبہ محبت ومودت کا لازمی اثر یہ ہے کہ ان کے دل میں بھی کفر وشرک کی طرف میلان پورا ہو۔ یا کم از کم کفر وشرک سے نفرت ان کے دلوں سے نکل جائے اور ان کا انجام یہ ہے کہ کفر میں مبتلا ہو جائیں'' (۲)

ہمارے خیال میں اس کی سب سے بڑی علت یہ ہے کہ اس طرح کے نکاح سے نسل اور وراثت کے احکام پر اثر پڑتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مشرکہ سے شادی کر کے بچے مسلمان پیدا نہ ہوں اور اسطرح رب تعالیٰ کی منشاء کا مقصد فوت ہو جانے کا خدشہ ہے،

۱- البقرة:۲۲۱،۲

۲- ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج۱، ص،۵۴۰

مومن لونڈی اس مشرکہ سے اس لئے بہتر ہے کہ اس لونڈی سے مومن اولاد کی توقع ہے۔
لہٰذا عصری رجحان کے دلدادہ، اصحاب اولاد پر لازمی بھاری فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے نہ تو ازخود اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ کریں اور نہ ہی انہیں اجازت دیں۔ اگر ایسا عمل رواج پا جائے تو پوری نسل کی نسل خدانخواستہ اسلام سے دور ہو جائے گی۔ اللہ رب العزت کو نیک وصالح اولاد جو دین اسلام کی ماننے والی ہو، مرغوب ہے۔ وہ شخص جو نفسانی خواہشات کے تحت زنا کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اسے اس لئے ناپسند فرمایا ہے کہ اس کا مقصد لطافت کا حصول ہوتا ہے۔ حصول اولاد کا مقصد نہیں ہوتا اس لئے رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿اَلزَّانِیْ لَایَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَّالزَّانِیَةُ لَایَنْکِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ج وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(۱)

''زانی نکاح نہ کرے، مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک اور یہ حرام کر دیا گیا ہے، اہل ایمان پر''

زانی مرد ہو یا زانی عورت دونوں کا مقصد چونکہ جبلی خواہشات کی تکمیل ہوتا ہے۔ وہ حصول اولاد سے اجتناب کرتے ہیں۔ اس لئے شریعت اسلامی نے اول تو حدود قائم کی کہ ایسا رشتہ یا تعلق قائم ہی نہ ہو پائے بالفرض اگر ایسا مشہور ہو جائے کہ فلاں مرد یا عورت زانی ہے تو اس سے عقد جائز نہیں۔

صاحب تدبر القرآن لکھتے ہیں

''یہاں مقصود مسلم کی حس ایمانی کو بیدار کرنا ہے کہ تمہارے اندر زنا سے بیزاری

۱۔ النور: ۲۴،۳

ہونی چاہیے کہ کوئی زانی اگر تمہارے اندر نکاح کرنا چاہے تو کوئی صاحب ایمان اس کو اپنی بیٹی دینے کے لئے تیار نہ ہو۔ اس کو اگر نکاح کے لئے ملے تو کوئی زانیہ یا مشرکہ ہی ملے کوئی مومنہ اپنے آپ کو اس کے حبالۂ عقد دینے پر راضی نہ ہو اسی طرح اگر کوئی زانیہ ہو تو کوئی با ایمان اس سے نکاح نہ کرے، اس کو اگر کوئی نکاح کے لئے ملے تو کوئی زانی یا مشرک ہی ملے کوئی مسلمان اس نجاست کو اپنے گھر لانے پر راضی نہ ہو" (۱)

اگر کوئی صاحب ایمان ایسا کر بیٹھا تو یقیناً نیک صالح اولاد کا حصول ناممکن ہے۔ اسی طرح اگر کسی نیک صالح خاتون کا عقد کسی زانی مرد سے کر دیا جائے تو وہ بھی نیک و صالح اولاد کے حصول میں سدراہ ثابت ہوگا۔ حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

((الولد للفراش وللعاهر الحجر)) (۲)

"بچہ شوہر کا ہوتا ہے اور زانی کیلئے پتھر ہیں"

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر صاحب اولاد اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ طے کرنے سے قبل لڑکی یا لڑکے کے کردار کو جانچ پرکھ لے۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اول آپ کے بیٹے یا بیٹی کا گھر جنت کی بجائے جہنم بن جائے اور دوسرا آپ کے اس چناؤ سے رب تعالیٰ کے حضور آپ کو روز قیامت احکامات کی نافرمانی کی سزا ملے۔ لہٰذا آپ صرف عصر حاضر کی چلن پر نہ جائیں کہ گھر کا لڑکا ہے، بعد شادی خود بخود ٹھیک ہو جائے گا ایسا شاذ ہوتا ہے ورنہ کوئی اپنی فطرت سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ جب رب تعالیٰ نے انتخاب زوج کے معاملے میں خود تقسیم فرما دی ہے پھر آپ کی غفلت اور چشم پوشی کے کیا معنی؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱- امین احسن اصلاحی، تدبر القرآن، ج ۵، ص ۳۷۵

۲- (ا) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۴۵۴

(ب) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۱۱۵۷

﴿ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ﴾ (۱)

''ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہی مناسب ہیں''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ خاصہ رکھا ہے۔ گندی اور بدکار عورتیں بدکار مردوں کی طرف اور گندے بدکار مرد گندی بدکار عورتوں کی طرف رغبت کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح پاک صاف عورتوں کی رغبت پاک مردوں کی طرف ہوتی ہے اور پاک صاف مردوں کی رغبت پاک صاف عورتوں کی طرف ہوتی ہے۔ لہٰذا مومن کی یہ شان نہیں کہ اس کا انتخاب دین دار خاتون سے ہٹ کر ہو۔ شریعت اسلامی اسے اس بات کی قطعی اجازت نہیں دیتی کی وہ ناپاک عورت سے عقد کرے۔ اگر کوئی صاحب اولاد چشم پوشی کرتے ہوئے اپنے بیٹے یا بیٹی کا عقد کر گیا تو یقیناً رب تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوگا۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ انتخاب زوج کے وقت ہر اس پہلو پر غور کرنا چاہیے جن سے انسانی رویے اور کردار متاثر ہوتے ہوں۔ اسی طرح انتخاب زوج کے وقت لڑکے یا لڑکی کا حسب نسب دیکھنا بھی اشد ضروری ہے رہبر دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الناس معادن فی الخیر والشر خیارکم فی الاسلام اذا فقهوا)) (۲)

''لوگ اچھائی اور برائی کے لحاظ سے معدن اور کان کی طرح ہیں ان میں سے جو زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ وہ

۱- النور: ۲۴، ۲۶

۲- الہیثمی علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، باب فی فضل العالم والمتعلم، الجزء ۵، ص ۲۳۶
(ب) محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۹۲

دین کی سمجھ پیدا کریں"

اس لحاظ سے شریعت اسلامی میں انتخاب زوج کے وقت خاندانی شرافت، حسب ونسب اور دین داری کو لازماً شرط قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

((ایاکم و خضراء الدمن فقیل یارسول الله ﷺ وما خضراء الدمن قال المرأة الحسناء فی المنبت السوء))(۱)

"تم گندگی کے سبزہ سے بچو تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ گندگی کے سبزہ سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ حسین وجمیل عورت جو گندے خاندان میں پیدا ہوئی ہو"

معلوم یہ ہوا کہ ازدواجی زندگی میں عورت ہو یا مرد ان کے خاندانی محاسن بہت زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ خدانخواستہ انسان ایسے مرد یا خاتون کا انتخاب کر بیٹھے جس کے نزدیک غیرت، عزت وآبرو اور شرافت کی کوئی حیثیت نہ ہو تو پھر اسلامی قلعہ بندی کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نیک وصالح اولاد کا حصول بھی مشکوک ہو جاتا ہے۔ حالانکہ نیک اولاد کا حصول رشتہ ازدواج کا اولین مقصد ہے حضور رحمت اللعالمین ﷺ نے ایسی خاتون سے شادی کرنے منع فرمادیا جس کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو، حضرت معقل بن یسارؓ روایت کرتے ہیں۔

((انی اصبت امرأة ذات حسب و جمال وانها لا تلد افا تزوجها قال "لا")) (۲)

۱- (ا) ابوعبداللہ القضاعی، مسند الشہاب، حدیث نمبر ۹۵۷

(ب) ابوالفرج بن علی، صفوۃ الصفوۃ، الجزء ۱، ص ۳۰۳

۲- (ا) ابی داؤد، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۰۵۰

(ب) محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۴۰۵۶

(ج) حاکم ابو عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۲۶۸۵

ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ''ایک خوبصورت اور اچھے نسب والی عورت ہے لیکن اس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی کیا اس سے نکاح کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہ کرو''

لہذا ہر صاحب اولاد پر فرض ہے کہ اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ درج بالا ازواج سے نہ کریں۔ اگر دنیا داری کو پیش نظر رکھ کر رشتے طے کیے تو یقیناً رب تعالیٰ کے ہاں مجرم ٹھہرائے جائیں گے مجرم یقیناً سزا کا مستحق ہوتا ہے۔

باب ہفتم

انتخاب زوج

انسانی زندگی کے دیگر نظامات کی طرح اسلام کے عائلی نظام کی سب سے بڑی خصوصیت جو اظہر من الشمس ہے وہ یہ ہے کہ غباض فطرت کا بنایا ہوا نظام اور قانون ہے، یہ کسی انسانی ذہن کی کاوش نہیں کائنات کے خالق و مالک، عالم الغیب والشھادۃ کا بنایا ہوا قانون ہی ہر عملی زندگی میں منطبق ہو سکتا ہے کیونکہ خالق ہی مخلوق کے تقاضوں کو بطریق احسن سمجھ سکتا ہے۔

اس قانون کی تشریح راہبر عالم ﷺ نے کی ہے جو کہ ﴿وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ﴾(۱) کے مطابق خطا و غلطی سے پاک ہے۔ جس قانون کا بنانے والا بندوں کے احوال سے آگاہ ہو اور تشریح کرنے والا رحمت اللعالمین ﷺ ہو، اس قانون کی خصوصیات کا احاطہ کرنا بھی انسانی فہم کے لیے محال ہے کیوں کہ انسان کی تخلیق کے متعلق رب تعالیٰ خود ارشاد فرما رہے ہیں۔

﴿وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا﴾(۲) "اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانی تمدن کی بنیاد ایک مرد اور ایک عورت کی باہمی رفاقت

۱- النجم ۵۳: ۳، ۴

۲- النساء ۴: ۲۸

کے وجود سے رکھی ہے۔ اس باہمی رفاقت کو بالفاظ دیگر رشتہ ازدواج بھی کہا جاتا ہے۔ مذہب اسلام میں یہ رشتہ شرعی نکاح کے بعد نسل کی حفاظت اور اجتماعی نظم کے قیام کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نکاح کو انسان کی بقاء اور اس کی زندگی کے استمرار کا واحد راستہ بتایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ﴾ (۱)

''اور جو بغیر نکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو اور غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو بھی اس کے اہل ہوں ان کا بھی نکاح کر دو''

مولانا ابو بکر الجصاص اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں

لا یختص بالنساء دون الرجل یقال له ایم و المراة یقل لها ایمة...... کان هذا الاسم شاملا للرجال و النساء (۲)

''ایم ایامی کا لفظ عورت کے لیے مخصوص نہیں بلکہ اس سے مرد بھی مراد ہیں جو بغیر نکاح کے ہوں۔ مرد کو ایم اور عورت کو ایمہ کہا جاتا ہے اور یہ وہ لفظ ہے جس کے معنی ایسی عورت ہے جس کا کوئی شوہر نہ ہو یا ایسے مرد کے ہیں جس کی بیوی نہ ہو...... گویا یہ لفظ مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے''

لہٰذا وہ مرد یا عورت جو نکاح کرنے کے قابل ہو، اس پر لازم ہے کہ وہ نکاح کرلے چونکہ رب تعالیٰ نے مرد و عورت کی شادی کر دینے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے بھی ہر صاحب اولاد پر فرض بنتا ہے کہ اپنی اولاد کی عمر مناسب میں شادی کر دیں۔ عہد جاہلیت میں رشتہ

۱- النور: ۳۲،۳۳

۲- ابو بکر الجصاص، احکام القرآن، المجلد الثالث، باب الترغیب فی النکاح، ص ۳۲۰

ازدواج کے بنیادی مقاصد اور قواعد وضوابط یکسر مختلف تھے اسلام نے اس رشتے کو تقدیس بخشی اور اس رشتے کا بنیادی مقصد ''لتسکنو الیھا'' بتایا۔(۱) یہ سکون روحانی وجسمانی ہونے کے ساتھ ساتھ اس وقت کاملیت اختیار کرتا ہے جب اولاد پیدا ہوتی ہے۔ عام مشاہدے کی بات ہے، میاں بیوی میں چاہے جتنی باہمی محبت ہو لیکن سکون اس وقت تک نہیں ملتا جب تک اولاد پیدا نہ ہو اللہ رب العزت کے ہاں مرد وعورت کی شادی کا مقصد ہی بندگی کرنے والی نیک وصالح اولاد کا حصول ہے۔ لیکن نیک وصالح اولاد صرف اسی وقت حاصل کی جاسکتی ہے۔

جب مرد وعورت دین دار، نیکوکار اور شریعت محمدی ﷺ کی مکمل پیروی کرنے والے ہوں۔ عام مشاہدے اور تاریخ انسانی یہی ثابت کرتی ہے کہ جب جب انتخاب زوج میں دینداری کو شرط اولین قرار دے کر رشتہ کیا گیا اولاد نیک وصالح پیدا ہوئی اور وہی وقت کے قطب یا اولیا اللہ کہلائے۔

مسلم معاشرے میں والدین کو اپنی اولاد کے لئے انتخاب زوج کا زیادہ حق حاصل ہے اور رجحان کی حد تک مقبول ہے اور اولاد کے حق میں یقیناً یہی فلاح کا راستہ ہے کہ والدین ہی فہم وفراست، عمر بھر کے ذاتی تجربے، اور اپنی اولاد کی اہلیت وقابلیت کو مدنظر رکھ کر رشتہ طے کریں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے اور اولاد از خود اپنے رشتے ناطے کرتی پھرے تو زمین پر فساد وبگاڑ پیدا ہونے کا قوی خدشہ ہے۔ رشتۂ ازدواج جو ایک مقدس فریضہ ہے عمر بھر کا ساتھ ہے تقاضا یہ کرتا ہے کہ اسے طے کرنے سے قبل کئی بار سوچا جائے، کئی بار پرکھا جائے اور ہر قدم پر شریعت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کی جائے۔ کیونکہ فطرتاً انسان کمزور

۱- (ا) امین احسن اصلاحی، تدبر القرآن، ج ۴، ص ۵۳۶
(ب) ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، ج ۸، ص ۳۳۸

واقع ہوا ہے۔

﴿ وَخُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفًا ﴾ (۱) ''اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے''

وہ ازخود اس قابل نہیں کہ اپنے لئے خیر و شر کی پرکھ کر سکے۔ اسی فطری کمزوری کے باعث وہ شیطانی چالوں کو نہیں سمجھ سکتا انسان فی نفسہ کمزور، اس کے ارادے کمزور، اس کے حوصلے کمزور، یہ عورتوں کے بارے میں کمزور، یہاں آ کر بالکل بے وقوف بن جانے والا ہے۔ (۲)

قرآن پاک ارشادی باری تعالیٰ ہے۔

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ ﴾ (۳)

''مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لئے مذین کی گئی ہے جیسے عورتیں''

حافظ ابن کثیر آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ دنیا کی زندگی کو طرح طرح کی لذتوں سے زینت دی گئی ہے۔ ان سب چیزوں میں سے سب سے پہلے عورتوں کو بیان فرمایا اس لیے کہ ان کا فتنہ بڑا ہے۔ (۴)

انتخاب زوج کا فیصلہ اگر نوجوان مرد یا عورت از خود کرے تو لغزش کھانے کے امکانات زیادہ ہیں۔ اس لیے مذہب اسلام نے نکاح کی شرطوں میں ولی کی رضامندی لازمی رکھی کہ وہ جہاں دیدہ ہیں، مقصد زوجیت بھلے انداز میں سمجھتے ہیں اس لیے انہیں

۱- النور: ۳۲،۲۴
۲- النساء: ۲۸،۴
۳- آل عمران: ۱۴،۳
۴- ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۳۶۲

اختیار دیا گیا کہ وہ انتخاب زوج میں اپنا مثبت کردار ادا کریں۔ ماں باپ جب مشیت ایزدی کو پورا کرنے کی خاطر نیک نیتی کے ساتھ اپنی اولاد کے لیے زوج کا انتخاب کرتے ہیں تو ان کا یہ عمل رب تعالیٰ کے حضور میں مستحسن قرار دیا جاتا ہے۔ ارشاد پاک ہے۔

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ج وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (۱)

''جو مرد اور عورت نیک عمل کریں اور وہ ایمان والے ہوں تو ہم انہیں پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم ان کے اچھے اعمال کا ان کو بہتر بدلہ دیں گے''

یقیناً اولاد کی شادی نیک و دیندار زوج کے ساتھ کرانا نیک عمل ہے۔ اگر والدین رب کی رضا کے لئے شریعت محمدی ﷺ کے منشور کے مطابق بیٹے یا بیٹی کی شادی کر گئے تو ان کا یہ عمل دوہرے اجر کا باعث بنے گا۔ اول اس نیک عمل کے بدلے اللہ تعالیٰ انہیں پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔ دوم اولاد کے حق میں والدین کا یہ عمل یقیناً رب تعالیٰ کو پسند آئے گا جو آخرت میں فلاح کا ذریعہ بنے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ مذہب اسلام ہر عاقل و بالغ کو انتخاب زوج کا پورا حق دیتا ہے کہ وہ حالات کے مطابق، ضرورت کے مطابق زوج کا انتخاب کرے۔ حضور ﷺ سرور کائنات نے امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا کہ انہیں زوج کا انتخاب کے حوالے سے شروط کا تعین فرما دیا۔

شرط دینداری

حضور سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿ تنکح المراة لأربع: لما لها و ل لحسبها و جمالها و لدينها

۱۔ النحل: ۱۶: ۹۷

فاظفر بذات الدین تربت یداک ﴾ (۱)

''کسی عورت سے ان چار چیزوں کے سبب نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب ونسب کی وجہ سے اس کے جمال کی وجہ سے، اس کے دین کی وجہ سے لیکن دیکھو! تم دین والی عورت سے نکاح کرنا، تمہارے ہاتھ مٹی میں مل جائیں''

یعنی شارع اسلام نے ایک مثالی بیوی کے اوصاف نہایت جامع اور مختصر الفاظ میں ہمارے سامنے رکھ دیئے۔ انتخاب زوج میں سب سے پہلی خوبی جو ہر صاحب اولاد کو دیکھنی چاہیے وہ دین داری والی صفت ہے۔ کیونکہ اگر بیوی یا بہو دین دار ہوگی تو یقیناً شوہر بہت سی شیطانی آفات وخرافات سے محفوظ رہے گا۔ اسی طرح اگر بیٹی کے باپ نے لڑکے کا انتخاب دین داری کی بناء پر کیا تو یقیناً شوہر اپنی بیوی کو صراط مستقیم پر ڈالنے کی کوشش کرے گا اور اس کام میں یقیناً رب تعالیٰ ان کی مدد کرے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ م يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ (۲)

''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں''

اگر شوہر میں کوئی کمی کوتاہی ہے تو یقیناً بیوی کمال راستی سے میاں کو جہنم کے گڑھے

۱- (ا) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۳۶۶۴

(ب) محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۴۰۳۶

۲- التوبہ ۹: ۷۱

سے بچالے گی اور اگر بیوی میں غفلت و سستی ہے تو میاں کمال فراست سے راہ راست پر چلائے گا۔ اور یہ بات ذہن میں رہے دین داری محض میاں بیوی کی ازدواجی زندگی کے لیے ہی سودمند نہیں بلکہ آنے والی نسل کی پرورش کا دارومدار اسی دین داری پر انحصار کرتا ہے۔ اگر خاتون خانہ دیندار ہو گی تو یقیناً اولاد کی تربیت بھی اسلامی خطوط پر کرے گی۔ حضرت امام غزالیؒ دین دار ماں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''ماؤں کی گود بچہ کا ابتدائی مکتب ہے اگر مکتب میں اس کی بہترین تربیت ہوئی تو آخر تک اسی طرح تعلیم و تربیت ہوتی رہے گی، اور اگر خدانخواستہ شروع ہی میں تربیت نہ ہوئی تو مشکل ہو گی کہ پھر آئندہ اس کی اصلاح ہو سکے''

اسی طرح دین دار اور نیک خاتون کی تعریف میں احمد محمد جمالؒ فرماتے ہیں۔

خیر متاع الدنیا الزوجها وافضل معلمة لولوها واوفی راعیة لشرف بیتها (۱)

''شوہر کے لیے بیوی دنیا کی بہترین متاع ہے۔ اس کے بچوں کی معلمہ ہے اور اس کے گھر کو سنبھالنے والی ہے''

ہر صاحب اولاد کو یہ بات ذہن میں رکھ کر رشتہ کرنا چاہیے کہ وہ بیٹے یا بیٹی کا رشتہ رب تعالیٰ کی مشیت یعنی بقائے نسل کے لیے کر رہے ہیں اس لیے بہو یا داماد کا انتخاب بھی سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے کہ وہ اپنی جس نسل کی بقاء کے لیے سعی کر رہے ہیں آیا یہ نسل اسلامی شریعت کی وارث بنے گی یا غلط انتخاب کی وجہ سے شیطان کی پیرو ہو گی۔ جو والدین محض دنیاداری، معاشی Status کی بنیاد پر رشتے کرتے ہیں انہیں علم ہونا چاہیے

۱- احمد محمد جمال، نساؤنا و نساءھم، ص ۳۲

کہ ایسا عمل کرنے والا دنیا دار کہلاتا ہے اور دنیادار کو دنیا میں ہی بدلہ مل جاتا ہے اور آخرت میں اس کا حصہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی تنبیہ کے لیے حضور محسن انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ان أحساب أهل الدنيا الذی یزهبون الیه المال)) (۱)

''دنیا دار کا حسب نسب مال و دولت ہے''

یعنی دنیا دار جب بھی رشتہ طے کرے گا۔ دنیاوی شان وشوکت کو مدنظر رکھ کر کرے گا۔ وہ دین اسلام کی ہر حکمت کو پس پشت ڈال کر دنیاوی لوازمات پر مٹے گا۔ ایسے لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے ہادی عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

((لا تزوجوا النساء لحسنهن فعسى حسنهن أن يرديهن ولا تزوجوهن لأموالهن فعسى أموالهن أن تطغيهم ولكن تزوجوهن على الدين ولامة وسوداء خرماذات دين أفضل)) (۲)

''عورتوں سے ان کے حسن کے سبب شادی نہ کرو ہوسکتا ہے کہ ان کا حسن تمہیں تباہ کردے نہ ان سے مال کی بناء پر شادی کرو ہوسکتا ہے کہ ان کا مال تمہیں گناہوں میں مبتلا کردے گا۔ بلکہ دین کے باعث نکاح کرو، کالی بد صورت لونڈی اگر دیندار ہو تو بہتر ہے''

گویا مسلمان کی فلاح ونسل کی بقاء نیک وصالح خاتون کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر

۱- (ا) النسائی، السنن الکبری، حدیث نمبر ۵۳۳۵
(ب) الحاکم ابوعبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۲۶۸۹
۲- الطبری، محمد بن جریر، تفسیر القرطبی، دار الشعب، القاہرہ، ۱۳۷۲ھ، الجزء ۲۰، ص ۲۹

اس شرط سے ہٹ کر کوئی اور معیار بنائے گا تو وہ دنیا اور آخرت میں خسارے کے سوا کچھ نہ پائے گا۔ جس صاحب اولاد نے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ کسی صاحب ایمان سے کر دیا تو وہی محسن انسانیت ہے کیونکہ پیدا ہونے والی اولاد اسلامی روایات اور اقدار کی مالک ہوگی اور وہی فلاح انسانیت کے لیے مفید ہوگی۔ لیکن اگر عصری روایات کی تقلید میں انتخاب کیا تو دنیا اور آخرت میں پچھتاوے کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ محض دنیاوی دولت اگر فلاح و نصرت کا باعث ہوتی تو ہادی عالم ﷺ کبھی یہ نہ فرماتے۔

((الدنيا متاع و خير متاعها المرأة الصالحة)) (۱)

''دنیا سب کی سب فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے''

عام مشاہدے کی بات ہے جن گھروں میں نیک بیبیاں ہیں ان کے گھر عصر حاضر کی بے راہ روی سے محفوظ ہیں ان کی اولاد آج بھی شرم و حیا والی اور اسلامی اقدار کی مالک ہے۔ لیکن جن گھروں میں دینی تعلیم سے بے بہرہ بیبیاں ہیں انہیں کی اولادیں معاشرتی بے راہ روی کا شکار ہیں۔ وہ بیبیاں خود بھی مغربی طرز معاشرت کی دلدادہ ہیں اور ان کے بچے بھی ان سے بڑھ کر دو قدم آگے ہیں ہر صاحب اولاد کے ذہن میں رہے کہ انسان کی تمام علمی اور اخلاقی خوبیوں کا دارومدار محض اس تربیت پر ہے جو عالم طفولیت میں ماں کی توجہ سے انسان حاصل کرتا ہے اور انسان کی علمی ترقی اور اخلاقی کمال کا حقیقی سرچشمہ وہ قیصر زمانہ ہے جب وہ اپنی ابتدائی عمر میں قدرت کے مقرر کئے ہوئے شفیق معلم صحیفہ سے درس حاصل کرتا ہے۔

۱۔ الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب ابوالقاسم، المعجم الاوسط، حدیث نمبر ۸۹۳۹

(ب) عبد بن حمید، مسند عبد بن حمید، حدیث نمبر ۳۲۷

عصر حاضر میں جب سے میڈیا کی آسانی اور کیبل کی فراوانی ہوئی ہے ہر ایک ظاہری نمود و نمائش کا پروانہ ہے۔ والدین ہوں یا اولاد ہو ہر ایک کو فیشن پرست بے پردہ خواتین پسند ہیں ۔ ہر ایک انہیں گھر میں لانے کی آرزو رکھتا ہے حالانکہ ایسی خواتین کے متعلق حضور سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا

((ان المرأة تقبل فی الصورة الشیطان و تدبر فی صورة شیطان)) (۱)

''عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے اور جب جاتی ہے تو شیطان کی صورت میں جاتی ہے''

ہر صاحب ایمان کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ خدانخواستہ اگر ایسی خاتون ان کی بہو بن کر گھر آ گئی تو رب تعالیٰ کے سامنے کیسے حاضری دیں گے اپنے اس انتخاب کا کیا جواز پیش کریں گے صاحب عقل تو وہی ہے جو دنیاوی چند روزہ لطافت کو چھوڑ کر نا ختم ہونے والی زندگی کو ترجیح دے۔ اپنے بیٹے یا بیٹی کے لیے ایسا زوج منتخب کرے جو پابند شریعت ہو چاہے شکل و صورت مناسب ہو، حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

((ان الله لا ینظر الی اجسادکم ولا الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم)) (۲)

''اللہ تعالیٰ تمہاری شکل و صورت اور جسم کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں''

۱- البیہقی ، سنن البیہقی الکبری ، حدیث نمبر ۱۳۲۹۴
(ب) مسلم بن الحجاج ، صحیح مسلم ، حدیث نمبر ۱۴۰۳
۲- مسلم بن الحجاج ، صحیح مسلم ، حدیث نمبر ۴۵۶۴
(ب) ابن ماجہ ، سنن ابن ماجہ ، حدیث نمبر ۴۱۴۳

لہٰذا ہر صاحب اولاد پر لازم ہے کہ دنیاوی جاہ حشمت پر نہ جائیں۔ عصری رجحان پر نہ جائیں کہ اچھے رشتے کی تلاش میں بیٹی کے سر میں چاندی اتر آئے۔ ایسے صاحب اولاد کو حضور رحمت عالم ﷺ کی تنبیہ ذہن میں رکھنی چاہیے۔

من ولدله ولدفليحسن اسمه وأدبه فاذا بلغ فليز وجه فان بلغ ولم يزوجه فأصاب اثما فانما اثمه على أبيه (۱)

''جس شخص کو خدا تعالیٰ اولاد سے نوازے تو اس کا کام یہ ہے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھے، اسے اچھی تربیت دے اور بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کرا دے اگر بالغ ہونے پر اس نے اولاد کا نکاح نہ کیا اور وہ کسی گناہ میں پڑ گئی تو اس کا وبال اس کے باپ پر ہوگا''

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے ایک اور موقع پر فرمایا تورات میں لکھا ہے کہ جس شخص کی بچی بارہ سال کی عمر کو پہنچ گئی اور اس نے بچی کا نکاح نہ کیا اور وہ کسی غلطی میں مبتلا ہو گئی تو اس کی غلطی کا وبال اس کے باپ پر ہوگا۔ (۲)

لہٰذا ہر صاحب اولاد پر لازم ہے اللہ پر توکل کرتے ہوئے کسی صاحب ایمان سے اپنی بیٹی کا رشتہ طے کر دیں کیونکہ یہی سید الانبیاء ﷺ کا قول پاک ہے۔

((اذاجاء كم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه ان الا تفعلوا تكن فتنه في الارض وفساد عريض)) (۳)

۱- البیہقی، شعب الایمان، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۰ھ، حدیث نمبر ۸۶۶۲

۲- محمد یوسف اصلاحی، حسن معاشرت، اسلامی پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۲۹۹

۳- (ا) البیہقی، السنن البیہقی الکبریٰ، حدیث نمبر ۱۳۲۵۹

(ب) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۱۰۸۴

''جب تمہارے پاس ایسا شخص شادی کے لئے آئے جس کو تم دیندار سمجھتے ہو اور اس کے اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اس سے شادی کر دو ورنہ روئے زمین پر فتنہ اور زبردست فساد پھیل جائے گا''

کتنے دکھ کی بات ہے آج ہماری پسند کا معیار تعلیمات اسلامی سے کس قدر مختلف ہے۔ آج والدین صاحب ثروت یا اچھی پوسٹ والے لڑکے کی تلاش میں بیٹی کو گھر میں بٹھائے رکھتے ہیں آج عالم یہ ہے کہ بیٹی کی شادی ہر گھر کا مسئلہ ہے۔ آج ہر صاحب اولاد معاشرے میں پائی جانے والی خرافات پر لب کشائی کرتا ہے، لیکن کیا وہ یہ نہیں سوچتے ان کے اپنے فیصلوں اور سوچ کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے انکی اپنی بیٹیاں بن بیاہی مائیں بن رہی ہیں۔ اگر آج بھی والدین اپنے معیارات کو خالصتاً اسلامی ڈھانچے میں ڈھال لیں تو یقیناً دنیا اور آخرت کے مالک ہوں گے۔ اسی طرح نبی پاک ﷺ نے ایک اور موقع پر ولیوں کی رہنمائی کے لیے تعلیم فرمائی حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں۔

((مر رجل علی رسول اللہ ﷺ فقال(ما تقولون فی هذا) قالوا حری أن خطب أن ينكح، و ان شفع أن يشفع و ان قال أن يستمع قال ثم سكت فمر رجل من فقراء المسلمين فقال(ماتقولون فی هذا؟) قالوا حری ان خطب أن لا ينكح و ان شفع أن لا يشفع و ان قال أن لايستمع فقال رسول الله ﷺ
)) (هذا خير من مل الارض مثل هذا) (۱)

''انہوں نے کہا کہ ایک (مالدار) شخص آنحضرت ﷺ کے سامنے سے گزرا

۱۔ بخاری محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین وقولہ حدیث نمبر ۴۸۰۲

آپ ﷺ نے جو لوگ حاضر تھے پوچھا یہ کیسا شخص ہے؟ انہوں نے کہا: یہ ایسا شخص ہے کہ اگر کہیں پیغام بھیجے تو لوگ قبول کریں اگر کسی کی سفارش کرے تو لوگ مان لیں گے اگر کوئی بات کرے تو لوگ سنیں گے سہل کہتے ہیں یہ پوچھ کر آپ ﷺ خاموش رہے اس کے بعد ایک اور شخص گزرا جو مسلمانوں میں ایک محتاج اور غریب شخص تھا آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیسا شخص ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ تو ایسا شخص ہے کہ اگر کہیں (شادی کا پیغام) بھیجے تو کوئی قبول نہ کرے اگر کسی کی سفارش کرے تو کوئی نہ مانے اگر بات کرے تو کوئی دل لگا کر نہ سنے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ شخص اکیلا پہلے شخص کی طرح دنیا بھر سے بہتر ہے"

گویا ہر والد پر لازم ہے کہ وہ اپنی دختر نیک اختر کے لیے کسی دیندار اور اخلاق والے سے رشتہ طے کرے خواہ غریب ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے نا صرف سے رشتہ قائم و دائم رہے گا۔ بلکہ بیٹی بھی سکون بھری زندگی گزارے گی۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو عام مشاہدے کی بات ہے جن گھروں میں دولت کی ریل پیل ہوتی ہے وہاں عائلی زندگی انتشار کا شکار ہوتی ہے۔ پھر سوچنے کا پہلو تو یہ ہے کہ آپ کا یہ کیسا پیار ہے بیٹی سے؟ جانتے بوجھتے اسے ایسے شخص کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں جو اسلامی طرز حیات سے بھی واقف نہیں ہوتا۔ ہر صاحب دختر کو اپنی محبت کا اندازہ اس قول پاک ﷺ سے لگائے۔

((فانما ابنتی بضعة منی یربنی ما رابها یوذینی ما آزاها)) (۱)

"میری بچی (فاطمہ الزھرہؓ) میرے جگر کا حصہ ہے جو چیز اس کے لیے باعث تشویش ہوئی وہ میرے لیے بھی پریشانی کا سبب ہوگی اور جو بات اس

۱- (۱) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۴۴۹

کے لیے اذیت ہوگی، یقیناً اس سے مجھے بھی تکلیف ہوگی''

تو گویا لڑکی کا والد ہو یا والدہ اسے بیٹی کا رشتہ اسلام کے مقرر کردہ معیار کے مطابق کرنا چاہیے کہ اسی سے رب تعالیٰ کی منشاء پوری ہوسکتی ہے اگر ایسا نہ کیا تو گمان غالب ہے کہ بلند معیار چھوتے چھوتے بیٹی کو ایسے جہنم میں دھکیل دیں جہاں وہ نہ جی سکے گی اور نہ مر سکے گی۔ یقیناً ایسے ماحول کی پروردہ اولاد بھی راہ راست سے بھٹک جاتی ہے۔ اور اس سے مقصد خداوندی فوت ہونے کے ساتھ معاشرے میں بے راہ روی کا چلن عام ہو جاتا ہے۔ اگر بغور مشاہدہ کیا جائے تو عصر حاضر میں ہر صاحب اولاد پریشان نظر آتا ہے لیکن ان میں سے شاید ہی کوئی دینداری کی بنیاد پر اپنی بیٹی کا نکاح کردے۔

ایک عورت کا نکاح آپ ﷺ نے ایک مفلس شخص جس کے پاس حق مہر دینے کے لیے بھی کچھ نہ تھا اس کا نکاح قرآن کریم کی چند سورتوں کی تعلیم کو مہر ٹھہرا کر کردیا۔(۱)

اے کاش آج بھی ہر صاحب اولاد کے قلب میں دینی جذبہ جاگ جائے اور وہ اپنی اور اپنے بچوں کی آخرت کے لیے پوری انسانیت کی بھلائی کے لیے انتخاب زوج میں دینداری کو اولین شرط ٹھہرالیں تو یقیناً یہ دنیا بھی جنت اور آخرت بھی جنت میں۔

جو لوگ دین داری کو ترجیح دیتے ہیں یقیناً انہیں کے گھروں میں اسلام پلتا ہے انہیں کے گھروں میں امن و پیار ہوتا ہے اور ایسے ہی گھر ہوتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اپنی برکت خاص فرماتے ہیں ہادی عالم ﷺ کا قول پاک ہے۔

((أربع من السعادة المرأة الصالحة والمسكن الواسع والجار الصالحة والمركب الهنيء واربع من الشقاوة الجار السوء والمرأة السوء والمسكن الضيق والمركب السوء))(۲)

۱- بخاری، صحیح بخاری، الجلد الثالث، الجزء السابع، کتاب النکاح، باب تزویج المعسر، ص ۹۸

۲- محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۴۰۳۲

''چار چیزیں خوش بختی کی علامت ہیں، نیک بیوی، کھلا گھر، نیک ہمسایہ، اچھی سواری اور چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ بری بیوی، برا ہمسایہ، بری سواری، تنگ گھر''

گویا نیک بیوی خوش بختی کی علامت ہے۔ اگر نیک نہیں تو بدبختی کی علامت، پس ہر صاحب اولاد پر لازم آتا ہے کہ جب بھی اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ طے کرنے لگیں اولیں طور پر یہ طے کرلیں کہ ان کا اپنا معیار و اقدار کیا ہیں۔ پھر ہونے والی بہو یا داماد بھی انہیں صفات کا مالک ڈھونڈیں۔ جب مل جائے تو بلا تاخیر شادی کردیں۔ کتنا عجیب لگتا ہے کہ عصر حاضر میں والدین نے اپنی جان سے بھی پیاری اولادوں کا رشتہ ڈھونڈنا شادی دفتر والوں کے سپرد کر رکھا ہے۔ حالانکہ یہی والدین اپنی اولاد کے سکھ و آرام کے لیے دن رات کماتے ہیں۔ دنیاوی لوازمات کا ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ لیکن رشتے کی تلاش کے لیے چھان پھٹک کے لیے وقت نہیں۔ رشتہ طے کرانا ''ماسی'' کے سپرد ہے۔ چاہے وہ انعام کے لالچ میں کہیں بھی رشتہ طے کرادے۔

شرط حسب ونسب

انتخاب زوج کے وقت دین داری کے بعد اہم ترین پہلو جسے مدنظر رکھنا چاہیے وہ حسب ونسب اور شرافت ہے۔ انسانی فطرت کا یہ خاصہ ہے کہ اولاد میں خاندانی صفات نسل در نسل منتقل ہوتی ہیں۔ اس لیے ہر صاحب اولاد پر لازم ہے کہ جب بھی اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ طے کریں تو اس کا شریک حیات حسب ونسب والا ہو۔ اس کی خاندانی شرافت زبان زد عام ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

((الناس معادن فی الخیر و الشر خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا)) (۱)

۱- (ا) محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۹۲

(ب) احمد بن حنبل، مسند احمد، حدیث نمبر ۱۰۳۰۱

''لوگ اچھائی اور برائی کے لحاظ سے معدن اور کان کی طرح ہیں۔ ان میں سے جو زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین کی سمجھ پیدا کریں''

گویا حسب و نسب ازدواجی زندگی پر دوررس اثر ڈالتا ہے۔ ہر والد یا والدہ پر لازم ہے کہ جب بھی اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ طے کرنے لگیں تو اول اپنے گھر کی معاشرت پر نظر رکھیں کہ انہیں کس قسم کی بہو چاہیے آیا مضبوط جسمانی ڈھانچے کی مالک جو گھر بھر کا انتظام سنبھال سکے یا بیٹا تعلیم یافتہ ہے تو علمی گھرانے سے بہو لائیں تاکہ دونوں کا پسند و ناپسند کا معیار ایک ہو۔ دونوں کی عادات ایک جیسی ہوں۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

((وانظر فی أی نصاب تضع ولدك فان العرق دساس)) (۱)

''اپنی اولاد کے لیے اچھے خاندان والی عورت کا انتخاب کرو اس لیے کہ خاندان کا اثر سرایت کر جاتا ہے''

گویا عورت از خود دینی ماحول کی پروردہ ہوگی، نیک فطرت کی مالکہ ہوگی تو اولاد بھی نیک و سلیقہ مند پیدا ہوگی۔ اگر عورت کا خاندان اسلامی شعار سے ناواقف ہوگا تو لازماً یہ اثرات آنے والی نسل میں منتقل ہوں گے۔ عصری زمانے میں بے جوڑ شادیوں کے نتائج بگڑی ہوئی اولاد کی صورت میں معاشرے میں نظر آتے ہیں۔ ایک اور حدیث پاک کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

((تزوجوا فی الحجر الصالح فان العرق دساس)) (۲)

''اچھے خاندان میں شادی کرو اس لیے کہ خاندانی اثرات سرایت کرتے ہیں''

۱۔ ابو عبداللہ، محمد بن سلامت بن جعفر، مسند الشہاب، الجزء ۱، ص ۳۷۰

۲۔ الدیلمی، ابی شجاع شیرویہ، الفردوس لماثور الخطاب، دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۶، الجزء ۲، ص ۵۱

انتخاب زوج کے وقت جانچنے و پرکھنے کے لیے اہم ترین پہلو لڑکے یا لڑکی کا خاندان ہے۔ کیونکہ ازدواجی زندگی کی کامیابی و ناکامی کا انحصار خاندان پر ہوتا ہے۔ عام مشاہدے کی بات ہے ہر گھر کی اپنی خاندانی روایات و اقدار ہیں ہر خاندان کے افراد کی مخصوص عادات و اطوار ہیں۔ ہر خاندان کے افراد کی علمی، عقلی و جسمانی صفات الگ ہیں۔ خاندانی معاشرت ازدواجی زندگی پر کس قدر اثر انداز ہوسکتی ہے ہم اسے مثال سے واضح کرتے ہیں۔ بعض خاندان کے افراد شرافت کے پیکر ہوتے ہیں۔ ایسے افراد کو اخلاق عالیہ اور فضل و کمال خاندانی وراثت سے ملا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے جب بھی اس خاندان میں بہو آئے گی اس کی تکریم کی جائے گی۔ اس کی پسند و ناپسند کا خیال رکھا جائے گا اس لڑکی کا گھر اس کے لیے جنت کا گہوارہ ہوگا۔ اسی طرح داماد جب سسرال میں جائے گا تو سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ اس کی جائز خواہشات کا احترام کیا جائے گا۔ خاندان کی بھلائی کے سلسلے میں اس کی رائے قبول کی جائے گی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ خدانخواستہ مشکل وقت آجائے تو دونوں خاندان باہم شیر و شکر اس مصیبت کا مقابلہ کریں گے۔ اسی طرح پیدا ہونے والی اولاد، دادا، دادی، چچا، چچی اور پھوپھیوں کی منظور نظر ہو گی۔ ان کا دیا گیا ڈھیر سارا پیار بچوں میں خود اعتمادی بڑھائے گا اس طرح دونوں خاندان کے افراد رب تعالیٰ کے عطا کردہ دستور حیات کی اطاعت و فرماں برداری میں زندگی ہنسی خوشی گزار لیں گے۔

اس کے برعکس جس خاندان کے افراد لڑاکا و جھگڑالو ہوں خواہ مخواہ کی ریشہ دوانیوں کو ہوا دینے والے ہوں تو ایسے گھر میں آنے والی بہو کا نہ تو کوئی مقام ہوگا اور نہ ہی لڑکی کے خاندان کی عزت کی جائے گی۔ ساس اپنے بیٹے کو اپنی طرف کھینچے گی۔ نندیں اپنی اپنی لگائی بجھائی سے زندگیوں میں زہر گھولنے کا کام کریں گی۔ سسر اپنی عجلت پسندی کے

باعث کسی کی نہیں سنے گا۔ اس طرح نئی آنے والی بہو یا تو گھٹ گھٹ کر مر جائے گی یا اسی رنگ میں رنگی جائے گی۔ سب سے بڑا اثر اس پیدا ہونے والی اولاد پر ہوگا۔ اسی طرح اگر لڑکے کے سسرال والے جھگڑالو ذہنیت کے مالک ہیں تو آئے دن بیٹی کو گھر بٹھانے کی کوشش کریں گے آئے دن نئے تقاضوں وفتنوں کا سامنا مرد کو کرنا پڑے گا۔ اسی طرح دونوں خاندانوں میں تلخی بڑھے گی۔ اگر معاملہ طلاق تک بھی نہ بڑھے تو زندگی اجیرن ضرور ہو جائے گی شادی کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔

اسی طرح بعض خاندانوں میں موروثی بیماریاں ہوتی ہیں۔ ان ہی سے سب سے بڑی بیماری جو ازدواجی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے وہ شرح پیدائش میں کمی، جسمانی لحاظ سے کمزور بچوں کا پیدا ہونا وغیرہ۔ یہ کئی قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ جس سے والدین باخوبی واقف ہیں یہ بیماریاں بھی نسل در نسل چلتی ہیں۔ لہٰذا ایسے خاندان میں بھی شادی سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے۔

ہر صاحب اولاد کے ذہن میں یہ بات رہے کہ بعض معاملات میں کسی خاندان کے حوالے سے عورت کو زیادہ علم ہوتا ہے اس لیے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ طے کرتے وقت اپنی گھر والی سے ضرور مشورہ کرنا چاہیے یہی نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔

((کان النبی ﷺ یستشیر حتی المراۃ فتشیر علیه بالشیء فیا خذبه)) (۱)

''رسول اللہ ﷺ عورتوں سے بھی مشورہ لیا کرتے تھے۔ اور ان کی صائب رائے قبول بھی فرمایا کرتے تھے''

۱- ابی محمد بن عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ، کتاب عیون الاخبار، ج ۱، باب المشاورۃ والرای، ص ۲۷

گویا ہر والد پر لازم ہے کہ خواہ بیٹے کا رشتہ کرنے لگے یا بیٹی کا اپنی زوجہ سے ضرور مشورہ کر لے۔ کیونکہ خواتین ہی کسی کے گھر کا اندرون خانہ حالات کا، عادات واطوار کا، دینی ماحول کا، افکار ونظریات کا جائزہ جلدی لگا لیتی ہیں۔

مذہب اسلام اس بات کی رہنمائی بھی کرتا ہے کہ انتخاب زوج کے وقت معاشرتی مقام و مرتبے کو بھی سامنے رکھ کر رشتہ طے کیا جائے۔ کیونکہ معاشی Status ازدواجی زندگی میں دوررس اثرات ڈالتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

((تخیروا لنطفکم فانکحوا الا کفاء)) (۱)

"اپنے نطفہ اور اولاد کے لیے اچھی عورت کا انتخاب کرو اور کفو (ہم پلہ) میں شادی کرو"

اگر انتخاب زوج کے وقت کفو کا خیال نہ رکھا جائے تو ازدواجی زندگی کانٹوں کا سیج بن جاتی ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی معاشرت الگ تھلگ ہونے کے باعث کئی قسم کے ازدواجی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے نہ صرف میاں بیوی کی زندگی تلخیوں بھری ہوتی ہے بلکہ اولاد پر بھی دوررس اثرات مرتب ہوتے ہیں ہر صاحب اولاد ذہن میں رکھے کہ رشتہ ہر لحاظ سے برابری کا ہو، لڑکی کا ذہنی معیار، قد وقامت، رنگ ونسل، تعلیم وتربیت غرض ہر پہلو سے جوڑ مناسب ہو تاکہ بعد از شادی پیار وامن سے زندگی گزار سکیں اور اولاد کی باہمی تعاون سے اسلامی اقدار کے مطابق پرورش کر سکیں۔ اس لیے ہر صاحب اولاد اونچے خاندان، معاشی لحاظ سے خوشحال خاندان میں شادی کرنے سے قبل نبی پاک

۱۔ (ا) الحاکم ابو عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۲۶۸۷
(ب) الدار قطنی، علی بن عمر ابوالحسن، سنن الدار قطنی، حدیث نمبر ۱۹۸

ﷺ کی تعلیمات کو ضرور ذہن میں رکھے۔ کیونکہ عام مشاہدے کی بات ہے جن گھروں میں معاشی خوش حالی ہوتی ہے ان کے بچے کچھ زیادہ ہی روشن خیال ہوتے ہیں۔ روشن خیالی کے سیلاب سے پیدا ہونے والے فسادات ونقصانات سے ہر صاحب اولاد واقف ہے۔ سو لازم ہے زوج کے انتخاب کی بنیاد خاندانی شرافت وتقویٰ وطہارت پر ہونی چاہیے حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

((ایاکم و خضراء الدمن قالو اوما خضراء الدمن یا رسول الله ؟قال المراۃ الحسناء فی المنبت السوء)) (۱)

''تم گندگی کے سبزہ سے بچو۔ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ گندگی کے سبزہ سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ حسین وجمیل عورت جو گندے خاندان میں پیدا ہوئی ہو''

گویا ہر صاحب اولاد پر لازم ہے کہ بیٹے یا بیٹی کا رشتہ کرتے وقت ایسے زوج کا انتخاب کریں جو طبعاً عمدہ خصلتوں کا مالک ہو، خاندانی شرافت کا مالک ہو۔ ایسے گھر کا ہو جسے اخلاق عالیہ اور فضل وکمال فطری طور پر ملا ہو۔ اور جس نے مکارم اخلاق اور اچھی خصلتیں اور عادتیں ورثے میں پائی ہوں۔ یہی انتخاب اولاد کے حق میں بھی بہتر ہے۔ اور یقیناً اس احسان کا اجر رب تعالیٰ کے حضور ضرور ملے گا۔ ایسے ہی والد کے متعلق حضور رحمت عالم ﷺ نے دعا فرمائی۔

((رحم الله والدا أعان ولده علی بره)) (۲)

''اللہ تعالیٰ اس والد پر رحم کرے جو بھلائی میں اپنے بچے کی معاونت کرے''

۱- ابو عبد اللہ القضاعی، مسند الشہاب، حدیث نمبر ۹۵۷

۲- ابی شیبہ، مصنف ابن ابی شیبہ، الجزء ۵، ص ۲۱۹

لہٰذا ہر بچے کا اپنے والد پر حق ہے کہ اول تو ماں کی صورت میں اچھا نصب دے اور دوئم شادی جس سے کرے وہ اچھے حسب ونسب والی ہو۔

شرط باکرہ

انتخاب زوج کے ضمن میں ہر صاحب اولاد کو لڑکے یا لڑکی کا باکرہ ہونا بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔ کیونکہ ازدواجی زندگی میں باکرہ پن بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگرچہ یہ لازمی شرائط میں سے نہیں تاہم اس میں بے شمار فوائد مضمر ہیں۔

غیر شادی شدہ لڑکی سے شادی کرنے میں ازدواجی نسبت ومحبت مضبوط وقوی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ لڑکی طبعًا اس مرد سے مانوس ہوتی ہے جس کے نکاح میں اولاً آتی ہے۔ بخلاف شادی شدہ عورت کے کیونکہ ممکن ہے کہ دوسرے شوہر میں پہلے جیسی محبت و الفت نہ پائے اور اخلاق و عادات میں فرق محسوس کرے۔ جس کی وجہ سے باہم مناسبت پیدا نہ ہو۔(۱)

اسی ضمن میں حضور سرور انبیاء ﷺ نے تعلیم فرمائی

((عن جابر بن عبدالله قال قال لي رسول الله ﷺ اتزوجت قلت نعم قال بكرأم ثيب قلت ثيب قال أفلا بكراتلاعبها وتلاعبك)) (۲)

"جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مجھ کو فرمایا۔ کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کنواری یا بیوہ، میں نے کہا

۱- عبداللہ ناصح علوان، تربیت اولاد کا اسلامی نظام، علم و عرفان پبلشر لاہور، ۱۹۹۸، ص ۶۶

۲- (ا) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۱۱۰۰

(ب) محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، ۷/۱۶۰

بیوہ سے، آپ ﷺ نے فرمایا تو نے کنواری سے کیوں نہ کیا تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے کھیلتی"

گویا جو باہمی الفت باکرہ مرد اور عورت میں پیدا ہوسکتی ہے وہ شادی شدہ مرد یا شادی شدہ عورت سے پیدا ہونے کا امکان کم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شادی کا اہم مقصد فوت ہونے کا بھی خدشہ ہے کہ شاید بڑی عمر کی عورت بقاء نسل کی موجب نہ بن سکے۔ اسی طرح بڑی عمر کے مرد بھی اس قابل نہیں رہتے کہ وہ حق زوجیت ادا کرسکیں۔ جس سے نا صرف منشاء خداوندی فوت ہوجاتا ہے بلکہ معاشرے میں بے راہ روی پھیلنے کا خدشہ بھی غالب رہتا ہے۔ غیر شادی شدہ عورتوں سے شادی کرنے کی بعض حکمتوں کی جانب رسول اللہ ﷺ نے خود رہنمائی فرمائی۔

((علیکم بالأبکار من النساء فانهن اعذاب افواها واصح أرحاما وأرضى)) (۱)

"تم غیر شادی شدہ عورتوں سے شادی کرو اس لئے کہ وہ شیریں دہن اور پاک صاف رحم والی اور کم دھوکہ دینے والی اور تھوڑے پر قناعت کرنے والی ہوتی ہیں"

عام مشاہدے کی بات ہے کہ باکرہ مرد اور عورت کے درمیان جذبہ مودت و رحمت زیادہ ٹھاٹھیں مارتا ہے بانسبت شادی شدہ مرد اور عورت کے۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے فضل و منقبت کا اظہار یوں فرمایا ہے۔

۱- (ا) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۸۶۱

(ب) الطبرانی، المعجم الکبیر، حدیث نمبر ۱۰۲۴۴

"حضور پاک ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ بتلایئے کہ اگر آپ کسی گھاٹی میں پڑاؤ ڈالیں جس میں ایسا درخت بھی ہو جس کو جانور نے چر لیا ہو، اور ایسا بھی ہو جس کو کسی نے منہ نہ لگایا ہو۔ تو بتلایئے کہ آپ ﷺ اپنے اونٹ کو کس درخت سے چرائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا اس درخت سے جس کو کسی نے منہ نہ مارا ہو۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں ہی وہ درخت ہوں"۔

عصر حاضر میں سائنسی علم یہ ثابت کر چکا ہے کہ باکرہ مرد اور باکرہ عورت آپس میں زیادہ پیار اور محبت سے رہتے ہیں اور انہیں سے ہی تندرست اور توانا اولاد پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر صاحب اولاد پر لازم آتا ہے کہ جب بھی وہ اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ طے کرنے لگیں تو دینداری کے ساتھ ساتھ باکرہ رشتے کو ترجیح دیں، تاکہ منشاء خداوندی (نیک اولاد کا حصول) باآسانی پورا ہو سکے۔

شرط بقائے نسل

دین اسلام انتخاب زوج کے حوالے سے یہ بھی ہدایت کرتا ہے کہ زوج ایسا ہو جو بقائے نسل کے لائق ہو۔ جو نجیب و شریف اولاد پیدا کرنے کا ذریعہ ہو۔ اس مقصد کے لئے خواہ اپنوں میں شادی کرے یا غیر خاندان کے زوج سے۔ حضور اکرم ﷺ نے بقائے نسل رکھنے والے زوج سے شادی کرنے کی طرف ترغیب دیتے ہوئے فرمایا۔

((تزوجو الودود الولود فانی مکاثر بکم الأمم))(۱)

"تم لوگ ایسی عورت سے شادی کرو جو بہت بچے جننے والی اور بہت محبت

۱۔ (ا) الحاکم ابو عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۲۶۸۵

(ب) ابی داؤد، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۰۵۰

Marfat.com

کرنے والی ہو اس لیے کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے اور امتوں پر فخر کروں گا''

ہر ذی شعور مسلمان کے فہم میں یہ بات آتی ہے کہ اگر بیوی دیندار، شرافت پر مبنی حسب ونسب والی ہوگی تو اولاد بھی صالح پیدا ہوگی۔ یہی نیک اولاد ہی قابل فخر ہوگی۔ لیکن اگر اولاد بے دین ہو اور آخرت میں اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں جائے تو حضور رحمت اللعالمین ﷺ کو کس قدر ملال ہوگا۔ اس لیے ہر صاحب اولاد جہاں اس بات کا التزام کرے کہ بہو یا داماد کے خاندان کے افراد میں بقائے نسل کی اہلیت موجود ہے، وہیں ان کی دین داری اور شرافت کو ملحوظ خاطر رکھے۔

دین اسلام اس بات کی بھی ہدایت کرتا ہے کہ مسلمان کے ہاں اولاد صحت مند جسم کی مالک پیدا ہو، متعدی اور خاندانی بیماریوں سے محفوظ ہو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

((لاتنکحوا القرابة القریبة فان الولد یحلق ضاویا)) (۱)

''اپنے خاندان اور رشتہ داروں میں شادی نہ کرو اس لیے کہ اس صورت میں بچہ نحیف، کمزور اور ناسمجھ پیدا ہوگا''

عصر حاضر میں سائنس یہ ثابت کر چکی ہے کہ موروثی بیماریاں نسل در نسل منتقل ہوتی ہیں گویا ہادی عالم ﷺ نے پہلے سے ہی آگاہ فرمادیا کہ خاندان میں شادی کرنے سے بچے نحیف و کمزور پیدا ہوتے ہیں۔

خاندان سے باہر شادی کرنے سے کئی قسم کے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اول اولاد ذہین، خوبصورت قد و قامت کی مالک، اور صحت مند پیدا ہوتی ہے دوئم خاندان کا دائرہ

۱۔ العسقلانی، ابن حجر، تلخیص الحبیر، الجزء۳، ص۱۴۶

وسیع ہوتا ہے اور معاشرتی روابط مضبوط ہوتے ہیں۔ اس سے نا صرف دین اسلام کو تقویت ملتی ہے بلکہ جس خاندان میں اسلامی عقائد ونظریات میں ضعف آرہا ہو، ان کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اس لیے نبی پاک ﷺ نے غیر خاندان میں شادی کرنے کی ترغیب فرمائی۔

((اغتربوا لا تضووا یعنی أنکحوا الغرائب کیلا تضعف أولادکم)) (۱)

''سفر کرو اور غیر خاندان میں شادی کرو اور کمزور وضعیف بچے پیدا نہ کرو''

گویا برابری کا رشتہ نہ ملے تو غیر خاندان میں شادی شرعی لحاظ سے بھی احسن ہے اور بقائے نسل کے لحاظ سے بھی درست ہے۔ لیکن والدین پر لازم ہے کہ احتیاط کے پہلو کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ کہیں ایسا نہ ہو بھلائی سوچتے سوچتے برائی میں پھنس جائیں۔ یعنی اپنی اولاد کے لیے ایسا زوج منتخب کرلیں جو دنیا وآخرت میں ناکامی وذلالت کا باعث بنے۔

۱۔ عبداللہ بن احمد قدامہ، المغنی، دارالفکر، بیروت، ۱۴۰۵ھ، الجزء ۷، ص ۸۳

باب ہشتم

انتخاب زوج کا عصری رجحان اور اس سے پیدا ہونے والی خرافات

اللہ رب العزت نے اپنی کمال قدرت سے مختلف مخلوقات کو تخلیق فرمایا، پھر ان مخلوقات کو مختلف گروہوں اور جنسوں میں تقسیم فرما دیا۔ اللہ رب العزت نے اپنی کمال حکمت سے ہر گروہ کے خاص خاص فرائض اور وظائف مقرر فرما دیے ہیں۔ ان تمام فرائض کی انجام دہی کے لیے چونکہ ایک ہی قسم کی جسمانی اور دماغی قابلیت کافی نہ تھی اس لیے جس گروہ کے سپرد جو کام کیا گیا۔ اس کے موافق اس کو دماغی اور جسمانی قابلیت عطا کی گئی۔ جس کی طرف کلام الٰہی نے اشارہ کیا ہے۔

﴿ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴾ (۱)

''ہمارا خدا وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کا مکمل وجود عطا فرمایا پھر اسے اپنے فرائض بجالانے کی ہدایت کی''

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ تمام مخلوقات میں سے انسان ہی وہ واحد مخلوق ہے جسے رب تعالیٰ نے علم وعقل کی صفت عطا کر کے اشرف المخلوقات قرار دیا اور اسے اپنی پسندیدہ

۱۔ طٰہٰ ۲۰:۵۰

مخلوق قرار دیا رب تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت سے فلاح انسان کے لیے جوڑے میں تقسیم فرمادیا یعنی مرد اور عورت۔ اللہ رب العزت نے اپنی تخلیقات کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴾ (۱)

''ہم نے ہر چیز کو ایک اندازِ خاص پر پیدا کیا''

نوع انسانی اپنی تخلیق کے بعد سے ہی نیکی و بدی کی جنگ میں مبتلا ہے۔ انسان نے خصوصاً جب سے تہذیب و تمدن میں ترقی کی ہے تب سے نوع انسانی میں سے چند ضعیف اور ذلیل افراد اور قادر مطلق کے مقرر کیے ہوئے قانون میں ایک عجیب وغریب لڑائی جاری ہے۔ یہ انسان اس کے بنائے ہوئے قانون کی پرواہ نہیں کرتے۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو قرآن پاک میں مخاطب فرمایا گیا۔

﴿ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ﴾ (۲)

''خدا کی حد بندیوں سے جس نے تجاوز کیا خود اپنے نفس پر ظلم کیا''

یہ رب تعالیٰ کا حکم ہے کہ خیر و شر اس عالم ارضی کے لوازم میں ہیں۔ جس کی حکمت بلیغ اور مقصد عظیم انسان سمجھ نہیں سکا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴾ (۳)

۱- القمر: ۴۹،۵۴

۲- الطلاق: ۱،۶۵

۳- الانبیاء: ۳۵،۲۱

''اور ہم تو نیکی و بدی میں آزمانے کے لیے فتنہ میں مبتلا کر دیتے ہیں اور تم ہماری ہی جانب واپس آؤ گے''

بے شک انسان فطرتاً آزاد ہے اور یہ آزادی اس کے ہر ارادی اور غیر ارادی فعل سے ظاہر ہوتی ہے لیکن آزادی کو تسلیم کرتے ہوئے اس امر کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ انسان کا اپنے حقیقی فرائض کو ادا کرنا نظام تمدن کا اصلی عنصر ہے۔

بنی نوع انسان کی اصل ذمہ داری عبادات الٰہیہ اور بقائے نسل کا فرض ہے۔ اس کار خیر میں مرد اور عورت اپنی اپنی اہلیت و صلاحیت کے مطابق ذمہ دار ہیں۔ عورت کو قدرت نے جس غرض کے لیے مخلوق کیا ہے وہ غرض نوع انسانی کی تکثیر اور اس کی حفاظت و تربیت ہے۔ پس اس حقیقت سے اس کا قدرتی فرض یہ ہے کہ اس اہم فرض کی انجام دہی کے لیے ہمیشہ کوشش کرتی رہے یہ بات ہر خاص و عام کے ذہن میں رہے کہ انسانی زندگی میں خاندان بنیادی حیثیت رکھتا ہے کسی ملک کی تہذیب و تمدن کی بنیاد ہی خاندان ہے۔ اس لیے اسلام نے خاندانی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے وہ اعلیٰ اور جامع تعلیمات دی ہیں جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں، ابدی ہیں، سہل ہیں، قابل فہم ہیں، تقاضائے بشری کی ترجمان ہیں۔ اسی وجہ سے اسلام کا پیش کردہ ضابطہ عمل رہتی دنیا تک ہر زمانے سے تعلق رکھنے والے انسانوں کے لیے مشعل راہ بنا رہے گا۔

مذہب اسلام کی خوبی ہے کہ خاندانی نظام میں عورت کو گھر کی مالکہ بنایا گیا ہے وہ شوہر کے گھر کی نگران ہے۔ یہاں اسلام کی شان اعتدال دیکھیے کہ جو صنفی تعلق دائرہ ازدواج کے باہر حرام ہے اور قابل نفرت ہے وہی دائرہ ازدواج کے اندر نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے اور کار ثواب ہے اور اس کو اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا

ہوتا ہے کہ ایسا عمل جسے مذہب اسلام کارثواب قرار دیتا ہے محض انسانی تمدن کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ ہرگز ایسا نہیں کیونکہ اگر محض بقائے نسل ہی رکھنا مقصود ہو تو حرام کاری اور زنا کاری سے بھی یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ لیکن اسلام تو ایسی نسل چاہتا ہے جو حلال طریقے سے حاصل کی گئی ہو جو خداوند قدوس کو "رب" تسلیم کرے اور اپنا مقصد زندگی پہچانے، اپنے مقصد تخلیق کو پہچانے لیکن سچ تو یہ ہے کہ آج پوری دنیا امن کی پیاسی ہے۔ محبت واخوت کی متلاشی ہے رواداری اور صلح آشتی کو ڈھونڈتی پھر رہی ہے۔ دنیا کی تمام قومیں امن وسلامتی اور باہمی رواداری کی ضرورت محسوس کرتی ہیں اور رواداری اور اغراض کی پالیسیوں کو اپنی کمیونٹی کے درمیان فروغ دینے کی کوشش کرتی ہیں لیکن ان سب کوششوں کے باوجود اقوام عالم اخلاقی پستی کا شکار ہیں اخلاقی گراوٹ نے اچھے اور برے کی تمیز ختم کر دی ہے خصوصاً مسلم معاشرے میں نیکی اور بدی کا تصور ختم ہوتا جا رہا ہے۔ آج مسلم معاشرت بگڑتی چلی جارہی ہے۔ کیا یہ سب کچھ محض عصری سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے ہو رہا ہے؟

مسلم نسل شیطانیت کے دورا ہے پر رواں دواں ہے تو اس کا ذمہ دار کیا محض مغربی تہذیب کو ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتے مسلم معاشروں میں بڑھتی ہوئی مغربی تقلید اپنی جگہ، میڈیا کی تیز اور آسان رسائی اپنی جگہ، سوال یہ پیدا ہوتا ہے اسلام جو تا قیامت کا مذہب ہے اس کا معاشرتی نظام اس قدر نحیف اور کمزور ہے کہ اپنی نسل کو بھی اسلامی اقدار پر قائم نہیں رکھ سکتا؟ ہرگز ایسا نہیں ہماری نگاہ میں ان تمام خرافات کی اصل جڑ انتخاب زوج کا غلط چناؤ ہے۔ آج مسلم امہ اگر تنزلی کا شکار ہے، بزدلی کا شکار ہے۔ جذبہ جہاد کا فقدان ہے تو صرف اور صرف انتخاب زوج کے غلط چناؤ کی وجہ سے ہے۔ تاریخ عالم شاہد ہے جب جب ازواج کا غلط چناؤ ہوا وہ قوم صفحہ ہستی سے مٹ گئی یا زوال

کا شکار ہوگئی۔اس کی تازہ مثال مغل حکمران ہیں۔

عصر حاضر میں مسلم معاشروں میں نوجوان نسل کی بے راہ روی کی بازگشت ہر ایک کو سنائی دیتی ہے لیکن ان کے اسباب پر کسی کی نظر نہیں جاتی۔آج ہر صاحب اولاد فکر مند ہے کہ ان کے مرنے کے بعد ان کی اولاد کا کیا ہوگا؟ لیکن کیا کسی صاحب اولاد نے یہ بھی سوچا کہ انکی اولاد کے مرنے کے بعد ان کا کیا ہوگا؟ یقیناً یہ معاشرتی بگاڑ نوجوان نسل کا تخلیق کردہ نہیں۔اس کے پیچھے یقیناً مضبوط ہاتھوں کی طاقت ہے اور وہ طاقت والدین کی ہے۔والدین اپنے بچوں سے فطری جذبے کے تحت بے لوث محبت کرتے ہیں۔ محبت کا یہ غالب جذبہ ان سے حرام وحلال کی تمیز ختم کرا دیتا ہے۔ان کے ذہن میں ایک ہی خیال غالب رہتا ہے کہ اولاد کو بہتر معاشی مستقبل دینا ہے۔ اس کے لیے انہیں ناپ تول میں کمی کرنی پڑے،ذخیرہ اندوزی کرنی پڑے،سود کی کمائی لانا پڑے،رشوت لانا پڑے یا دیگر حرام کے ذرائع سے دولت اکٹھی کرنا پڑے وہ اسے اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ تعیشات کے تمام لوازم ان کی اولاد کے پاس موجود ہوں۔مغربی معاشرت گھروں میں لا کر خود کو جدیدیت پسند اور روشن خیال ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جب حرام اپنی تاثیر دکھاتا ہے تو نوجوان نسل کو کوستے ہیں کہ نہ جانے آج کی نسل کو کیا ہوگیا ہے؟ یہ کیسا زمانہ آگیا ہے؟ ہم تو اس عمر میں ایسے نہ تھے۔

عصر حاضر میں نوجوان نسل کے بگاڑ کا دوسرا اہم پہلو عصر حاضر کی تعلیم وتربیت ہے جسے ہر صاحب اولاد دلانے میں سرتوڑ کوشش میں سرگرداں ہے۔تعلیم وتربیت کی یہ ذمہ داری سرکاری وغیر سرکاری سکولوں کو سونپ کر والدین خوش نہال ہیں کہ بچے تعلیم پا رہے ہیں۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر صاحب اولاد جانتا ہے کہ ان درس گاہوں میں پڑھایا جانے والا سلیبس اسلامی نقطہ نگاہ سے ناقص ہے۔اسلامی معاشرت کے لیے زہر قاتل

ہے۔ یہ درس گاہیں مسلم کردار کی بجائے مغربی ذہنیت کے کردار تشکیل دے رہی ہیں۔ آج ہر درس گاہ میں مخلوط دی جاتی ہے۔ ان درس گاہوں سے تعلیم یافتہ لڑکے لڑکیاں اخلاقی انحطاط کا شکار ہیں خصوصاً جو لڑکیاں مخلوط تعلیم کی پیداوار ہیں۔

مخلوط طرز تعلیم سے خلقی عظمت اور غیرت تباہ ہو جاتی ہے اور ان میں زیادہ سے زیادہ مردانہ اوصاف پیدا کر کے انہیں زیادہ سے زیادہ خراب کر دیتے ہیں۔ جس کے بعد گھریلو زندگی کے نظام سنبھالنے کے قابل نہیں رہتیں۔ موجودہ یونیورسٹیوں کی مخلوط تعلیم جو مغربی خطوط پر قائم ہے ہماری لڑکیوں کے لیے بے سود اور غیر ضروری ہے۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے مابین روزمرہ کے اختلاط کے نتیجہ کے طور پر نہ صرف جذباتی تعلقات پیدا ہو سکتے ہیں بلکہ مطالعہ اور ضبط زندگی کے لیے اور بھی زیادہ تباہ کن یہ بات ہے کہ بعض اوقات شاگرد استادوں سے جذباتی وابستگی پیدا کر لیتے ہیں۔ (1)

یہ بات ہر صاحب اولاد کے ذہن میں رہے کہ مرد اور عورت کے درمیان جو نفسیاتی حجاب ہوتا ہے اسے مخلوط تعلیم ختم کر دیتی ہے مخلوط طرز سے تعلیم یافتہ نوجوان لڑکیاں مردوں کو محض جنس کا تفرقہ قرار دیتی ہیں۔ مردوں سے آزادانہ اختلاط، اسلامی حدود و قیود سے نابلدی اور حریت نسواں کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔ اب فیصلہ صرف دین دار صاحب اولاد کو کرنا ہے کیا واقعی یہ وہی نسل ہے جس کی بقاء کے لیے رب تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور کار خیر قرار دیا ہے؟ ایسے ماحول سے تربیت یافتہ بچیاں واقعی حقوق زوجیت ادا کر پائیں گی؟ واقعتاً اسلامی اسلوب کے مطابق آنے والی نسل کی تربیت کر پائے گی؟ اگر واقعی آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی بیٹی ان محاسن کی مالک ہے، آپ کی بہو یہ عظیم ذمہ داری ادا کر پائے گی تو آپ پر رب تعالیٰ کا فضل ہے آپ قابل ستائش ہیں آپ کا انتخاب داد دینے کے قابل ہے۔

۱۔ عابدہ علی ڈاکٹر، عورت قرآن وسنت اور تاریخ کے آئینے میں، ص ۱۸۸

ہر صاحب اولاد اس بات سے واقف ہے کہ اسلام میں خاندان کا نظام عورت اور مرد کے اس مستقل اور پائیدار تعلق سے بنتا ہے، جس کا نام نکاح ہے اس تعلق کی بدولت افراد کی زندگی میں سکون، استقلال اور ثبات پیدا ہوتا ہے۔ یہی چیز ان کی انفرادیت کو اجتماعیت میں تبدیل کرتی ہے اس نظام کے دائرے میں محبت اور امن اور ایثار کی وہ پاکیزہ فضا پیدا ہوتی ہے جس سے خاندان کے خاندان بستے چلے جاتے ہیں۔ لیکن عصر حاضر میں عورتیں روز افزاں تعداد میں تجارتی کاروبار، دفتری ملازمتوں اور مختلف پیشوں میں داخل ہو رہی ہیں، جہاں شب و روز مردوں کے ساتھ خلط ملط ہونے کا موقع ملتا ہے، اس چیز نے مردوں اور عورتوں کے اخلاقی معیار کو بہت گرا دیا ہے، مردانہ اقدامات کے مقابلے میں عورت کی قوت مزاحمت کو بہت کم کر دیا ہے اور اس سے صنفوں کے شہوانی تعلق کو تمام اخلاقی بندشوں سے آزاد کر کے رکھ دیا ہے۔ (۱)

یہ سب کچھ محض حادثاتی طور پر وقوع پذیر نہیں ہو رہا، یقیناً اس میں والدین کی اجازت و رضا شامل ہے۔ یقیناً انھوں نے شریعت اسلامی کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ یقیناً وہ مغربی تقلید میں اندھے بن چکے ہیں۔ ہر صاحب اولاد عصری معاشرتی چال چلن سے واقف ہے۔ پھر بھی آنکھیں موند رکھی ہیں اپنی نوجوان بیٹی کو مخلوط تعلیم دلانے پر راضی ہیں نوجوان بہو کو اکیلا دفتر تک جانے کی اجازت دے رکھی ہے۔ کیا وہ حضور محسن انسانیت ﷺ کی تعلیم سے بے خبر ہیں۔

((المراۃ عورۃ فاذا اذا خرجت استشرفھا الشیطان)) (۱)

''عورت (پوری کی پوری) ستر ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے اچھا (حسین و جمیل) کر کے دکھاتا ہے''

۱- (ا) ابو الاعلیٰ مودودی، پردہ، ص ۱۱۶

(ب) ندوی عبد القیوم، خاتون اسلام کا دستور حیات، ص ۷۹

ہر صاحب اولاد جانتا ہے کہ دفتر، فیکٹری میں مرد اور عورت کا اختلاط ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ ہادی عالم ﷺ کی تنبیہ پر کان نہیں دھرتے۔

((لا یخلون رجل با مراۃ الا کان ثالثھما الشیطان))(۲)

''کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ جمع نہیں ہوتا مگر ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے''

یہ بات ذہن میں رہے کہ مردوں اور عورتوں کا اختلاط خانگی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ عام مشاہدے کی بات ہے جن بچیوں کو مردوں سے ملاقات کا موقع ملتا ہے ان کے ذہنوں میں شوہروں کا روپ ابھرنے لگتا ہے وہ Idealism کا شکار ہو جاتی ہیں بعد از شادی اگر شوہر اس معیار کا نہ ملے تو گھر بھر کی تباہی مقدر بن جاتی ہے۔ لیکن اسلامی گھرانوں میں پروردہ بچیاں جنھوں نے مرد کے متعلق سوچا نہیں، سکھیوں سے کبھی Discuss نہیں کیا وہ جب بیاہ کر جاتی ہیں تو اسی مرد، گھر، بلکہ پورے خاندان کی عفت و عظمت کے لیے خود کو وقف کر دیتی ہے۔

عصر حاضر میں ہر گھر کی نوجوان بیٹی، نوجوان بہو اندھی تقلید کے باعث معاشی تگ و دو میں سرگرداں ہے، یہ معاشی تگ و دو نفسانی خواہشات و تعیشات زندگی کے لوازمات کے حصول کے سوا کچھ نہیں۔ یہ بات ہر صاحب اولاد کے ذہن میں رہے کہ عورتوں کا خواہ مخواہ معاشی مسابقت میں مرد کے شانہ بشانہ چلنا یا اپنے شوہر یا اہل و عیال کا supporter بننا اسلام اس کی قطعی اجازت نہیں دیتا۔ عورت کی معاشی مسابقت سے اسلام کا دیا ہوا

۱- (ا) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۱۱۷۳
(ب) الطبرانی، المعجم الکبیر، حدیث نمبر ۹۴۸۱
۲- (ا) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۱۱۷۱
(ب) نسائی، السنن الکبریٰ، حدیث نمبر ۹۲۱۹

عائلی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ عورت اپنی معاشی ذمہ داریوں کی وجہ سے "لتسکنو الیھا" کا مقصد پورا نہیں کر پاتی۔

آج والدین کے بنائے ہوئے معاشرتی نظام کی وجہ سے ہر دوسرے گھر کی بیٹی اپنا جہیز خود بنانے پر مجبور ہے جس کی اسلامی رو سے کوئی حقیقت نہیں۔ اسے مردوں کے ساتھ کام بھی کرنا پڑتا ہے ہر اچھی بری نظر کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ خدانخواستہ اگر وہ زمانے کے ہاتھوں دھوکا کھا بیٹھے تو اس قصور کا ذمہ دار کون ہے؟

مولانا محمد شفیع فرماتے ہیں۔

"ازدواجی زندگی کے جتنے حقوق و فرائض زوجین پر عائد ہوتے ہیں ان سب کا خلاصہ اور اصل مقصد سکون ہے۔ دنیا کی نئی معاشرت اور نئی رسموں میں جو چیزیں سکون کو برباد کرنے والی ہیں وہ ازدواجی تعلق کی بنیادی دشمن ہیں اور آج کی مہذب دنیا میں جو گھریلو زندگی عموماً تلخ نظر آتی ہے اور چار اطراف طلاقوں کی بھر مار ہے اس کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ معاشرت میں ایسی چیزوں کو مستحسن سمجھ لیا گیا ہے جو گھریلو زندگی کے سکون کو سراسر برباد کرنے والی ہیں۔ عورت کی آزادی کے نام پر بے پردگی اور بے حیائی جو طوفان کی عالمگیر ہوتی جاتی ہے اس کو ازدواجی سکون برباد کرنے میں بڑا دخل ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ جوں جوں یہ بے پردگی بڑھتی جاتی ہے اسی رفتار سے گھریلو سکون واطمینان ختم ہوتا جاتا ہے"(۱)

پھر سوچنے کی بات تو یہ ہے جس رشتہ ازدواج سے گھریلو سکون واطمینان حاصل نہ ہو وہ دوسرے فرائض منصبی کس طرح احسن طریقے سے ادا کر پائیں گے۔

انسان کے لیے صرف یہی بات کافی نہیں ہوتی کہ اس کی بیوی نیک بخت ہونے

۱۔ محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج ۳، ص ۱۵۰

کے ساتھ ساتھ بے پردہ، بے نقاب اس کے پہلو بہ پہلو سیر و تفریح بھی کرتی پھرے بلکہ اس کی تو یہ آرزو ہوتی ہے کہ میری بیوی کو کوئی تکلیف چھو بھی نہ جائے، موت نہ آئے، تنگدستی اور بیماری کا اسے نام بھی معلوم نہ ہو، پھر نہ جانے وہ کیسے اپنی بیوی کو ایسے دفتر میں کام کرنے کی اجازت دیتا ہے جہاں مردوں کی اکثریت ہوتی ہے، ہو سکتا ہے کچھ عرصہ معاشی خوشحالی سود مند ثابت ہو لیکن آخر کار یہی ملازمت گھر بھر کا سکون لوٹ لینے کے ساتھ آخری خسارے کا باعث بنتی ہے۔

آج ہر صاحب اولاد عصری لباس اور فیشن کو برا سمجھتا ہے اکثر والدین سر جوڑ کر عصری فیشن سے پیدا ہونے والی خرافات کا ذکر کرتے ہیں لیکن یہ کیسا دوہرا پن ہے کہ خود صاحب اولاد عصری فیشن پسندی کو برا کہہ رہا ہے لیکن دفتر میں کام کرنے والی اپنی بیوی کو بیٹی کو یا بہو کو خود عصری فیشن سے مذین کر کے اکیلا جانے کی اجازت دے رکھی ہے۔ اتنا ہی نہیں کہ خود ادھ ننگی کو موٹر سائیکل پر پیچھے بٹھا کر دفتر چھوڑنے جا رہے ہوتے ہیں ایسے صاحب اولاد کو حضور سرور کائنات ﷺ کی تنبیہ یاد رکھنی چاہیے

((صنفان من اهل النار لم أرهما قوم معهم سياط كاء زناب البقر يضربون بها الناس و نساء كاسيات عاريات مميلات مائلات روسهن كا سنة البخت المائلة لا يدخلن الجنة و لا يحدن ريحها وان ريحهان يوجد من مسيرة كذا و كذا)) (۱)

''جہنمیوں کی دو قسمیں میں نے (ابھی تک) نہیں دیکھیں ان میں سے ایک وہ لوگ جن کے پاس بیل کے دموں جیسے کوڑے ہوں گے جن سے وہ

۱- (ا) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۱۲۸
(ب) محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۷۴۶۱

لوگوں کو ماریں گے دوسری قسم ان عورتوں کی جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہیں سیدھی راہ سے گمراہ ہونے والی اور دوسروں کو گمراہ کرنے والی ہیں ان کے سربختی اونٹ کے کوہان کی طرح ٹیڑھے ہیں۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل نہیں ہونگی نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو لمبے فاصلے سے آتی ہے''

حیرت تو ہر اس صاحب اولاد پر ہوتی ہے جو یہ سب کچھ دیکھ کر بھی شاد ماں ہے اور اپنی عائلی زندگی سے مطمئن ہے یقیناً اس نے تیاری کر رکھی ہے اس سوال کے جواب کی؟

((الرجل راع فی اهل بیته و هو مسئول عن رعیته)) (۱)

''مرد اپنے اہل و عیال پر حکمران و نگران ہے اور وہ اپنی رعیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہے''

حیرت تو ہر اس صاحب اولاد پر ہوتی ہے جو یہ جانتا ہے کہ عصر حاضر میں عورتوں کو صرف انہیں شعبوں میں ملازمت دی جاتی ہیں جو پبلک عامہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ملازمت کی بقاء اور تقاضوں کے پیش نظر اور خصوصاً عصری رجحان کے پیش نظر وہ بیٹی، بہو جدید سے جدید لباس زیب تن کرنے پر مجبور ہے۔ عصری فیشن پرستی کا شکار ہے جو خود اس کے لیے بھی سبب جہنم ہے اور دوسروں کے لیے بھی خطرے سے خالی نہیں۔ ایسی عورتوں کے متعلق ہادی عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مثل الرافلة فی الزانیة فی غیر اهلها کمثل ظلمة یوم القیامة

۱- (ا) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، حدیث نمبر ۲۷۱۹
(ب) البیہقی، سنن البیہقی الکبری، حدیث نمبر ۱۳۳۶۶

لا نور لھا)) (۱)

''مثال اترانے والی کی سنگھار کر کے اپنے شوہر کے سوا اور لوگوں کے لیے
ایسی ہے جیسے اندھیرا قیامت کے دن کہ اس میں روشنی بالکل نہیں''

اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((ایما امراۃ استعطرت فمرت علی قوم یجدوا ریحا فھی زانیۃ)) (۲)

''جو عورت عطر لگائے اور اس لیے لوگوں کے پاس سے گزرے تا کہ وہ اسکی
خوشبو سونگھیں وہ زانیہ ہے''

آج ہر صاحب اولاد جانتا ہے کہ اس کی بیوی، بیٹی یا بہو جب دفتر جاتی ہے، باہر جاتی ہے تو عصری فیشن کے مطابق کپڑے پہنتی ہے، پرفیوم یا باڈی سپرے لگاتی ہے، ہر اس فیشنی لوازم سے لیس ہو کر نکلتی ہے جو مرد حضرات کے دلوں کے لیے گداز کا ساماں بنتی ہیں۔ اس بات سے بھی واقف ہیں کہ عصر حاضر میں فیشن کی وہ خرافات پائی جاتی ہیں جن سے سید المرسلین ﷺ نے منع فرمایا:

((لعن اللہ الوشمات والمتنمصات......)) (۳)

''اللہ تعالی نے گوندنے اور گندوانے والی عورتوں پر، چہرے سے بال
اکھاڑنے والی عورتوں پر، خوبصورتی کے لیے دانت کشادہ کرنے یا کروانے

۱- ابو العلاء محمد عبد الرحمن بن عبد الرحیم تحفۃ الاحوذی، الجزء ۳، ص ۲۷۶، باب ما جاء فی کراھیۃ خروج النساء فی الذمایۃ

۲- (ا) ابن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۴۴۲۳

(ب) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۲۷۸۶

۳- (ا) ابی داؤد، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۴۱۶۹

(ب) ابن ماجہ، سنن ماجہ، حدیث نمبر ۱۹۸۹

والی عورت پر لعنت کی ہے"

اس طرح ان خواتین کو بھی لعنت کا مستحق قرار دیا جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

((انه لعن رسول الله المتشبهات من النساء بالرجال المتشبهين من الرجال بالنساء)) (۱)

"نبی کریم ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں"

دوسری روایت ہے۔

((لعن رسول الله ﷺ الرجل يلبس لبسة المرأة والمراة تلبس لبسة الرجل)) (۲)

"رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت کی ہے جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت کی ہے جو مرد کا لباس پہنے"

مذہب اسلام میں فطرت میں تبدیلی کو کس قدر ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے ہر صاحب اولاد کے لیے یہ روایت چراغ زیست ہے۔

((عن عائشه أن امرأه من الانصار زوجت ابنتها فتمعط شعررأسها فجاء ت الى النبی ﷺ فذكرت ذلك له فقالت ان

۱- (ا) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۲۷۸۴
(ب) ابو محمد، الترغیب والترہیب، حدیث نمبر ۳۱۳۹
۲- (ا) ابی داؤد، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۴۰۹۹
(ب) ابن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۵۷۵۱

ذوجها أمرني أن أصل في شعرفقال)) ((لانه قد لعن الموصلات)) (۱)

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک انصاری عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی اس کے سر کے بال گر گئے وہ عورت آنحضرت ﷺ کے پاس آئی کہنے لگی یارسول اللہ ﷺ لڑکی کا خاوند کہتا ہے کہ میں اس کے بالوں میں دوسرے بالوں کا حوکلہ (جوڑ) لگا دوں آپ ﷺ نے فرمایا ہرگز ایسا مت کر بال جوڑنے والیوں پر تو لعنت کی گئی ہے۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَه ﴾ (۲)

"خدا کی حد بندیوں سے جس نے تجاوز کیا، خود اپنے نفس پر ظلم کیا"

اس طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴾ (۳)

"اور ہم تو نیکی و بدی میں آزمانے کے لیے فتنہ میں مبتلا کر دیتے ہیں اور تم ہماری ہی جانب واپس آؤ گے"

اس لیے جو صاحب اولاد عصری باد مخالف اور متعاکس ہواؤں کے جھونکوں میں اپنی جگہ پر قائم اور اعتدال کا پابند رہے اور اولاد کو بھی کاربند کرے اس کو ابدی بہتری نصیب ہو سکتی ہے۔ ورنہ جو شخص دائیں بائیں جھکا اور ناممکن الحصول آرزوؤں کے درپے ہوا تو

۱- (ا) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۴۱۲۳
(ب) بخاری، صحیح البخاری، حدیث نمبر ۴۹۰۹

۲- الطلاق: ۶۵، ۱

۳- الانبیاء: ۲۱، ۳۵

اس کا حساب خدا کی جانب میں ہوگا۔

رب تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

﴿ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾ (۱)

''بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے''

آج ہر صاحب اولاد پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خود کو اور اپنے اہل و عیال جسے وہ جی جان سے چاہتا ہے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے بچائے اگر بیٹے کا والد ہے یا والدہ تو ایسی بہو کا انتخاب کریں جو اسلامی ماحول کی پروردہ ہو، اسلامی معاشرت سے آگاہ ہو جو صرف اور صرف دینی ماحول گھر میں قائم کر سکے۔ایسی خاتون کو اپنے بیٹے کے لیے مت منتخب کریں جو اپنی فطرت سے بھی آگاہ نہ ہو یا اس کی ملازمت گھر کے سکون وراحت میں آڑے آرہی ہو تو پھر آپ تربیت اطفال کس کے ہاتھ سونپیں گے؟ انسان کا پہلا مدرسہ شفیق ماں کی گود ہے اس مدرسہ میں زندگی کے جو اصول سکھائے جاتے ہیں اپنی آئندہ زندگی کے لیے انسان انہی کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔لہٰذا ہر صاحب اولاد پر فرض ہے کہ بیٹے یا بیٹی کے انتخاب زوج کے لیے اولین شرط دین داری رکھیں تاکہ بقائے نسل ہو جو اسلام کی امین ہو آپ کی وارث ہو۔ایسی بہو کا ہرگز انتخاب نہ کریں جو گھر میں رہے تو آپ کی نیک سیرت بیٹوں پر جدید تہذیب کی پرچھائیاں ڈالے اور اگر باہر نکلے تو گناہ عام کی دعوت دیتی پھرے۔

۱۔ التحریم ۶۶:۶

باب نہم

عورت کے دائرہ کار کا
پیدا ہونے والے بچے پر اثرات

یہ خالق وفاطر کی خلاقی کا کمال ہے کہ اس نے اگر مرد میں فعالیت کی صلاحیت رکھی ہے تو عورت کو انفعال کی اہلیت سے نوازا ہے۔ فعل وانفعال دونوں اس کارخانہ ہستی اور کارگاہِ حیات کو چلانے کے لیے یکساں ضروری ہیں۔ دونوں کا الگ مقام ومرتبہ ہے الگ دائرہ عمل اور حدود کار ہیں، اگر ان میں بے جا مداخلت کریں گے یا ایک دوسرے کے قدرت کے تفویض کردہ امور میں چھینا جھپٹی کریں گے تو تمدن میں فساد و بگاڑ پیدا ہوگا اور یہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے قدرت کی تقسیم کار کے خلاف بغاوت ہوگی۔

اللہ رب العزت نے عورت پر مرد کو قوام بنایا اس قوامیت کی دو اساسات ہیں، ایک تخلیقی تفصیل ہے جو اللہ تعالیٰ نے مرد کو دی ہے جو مرد کی تخلیقی ونفسیاتی ساخت اور فطرت میں مضمر ہے، دوسری یہ کہ اسلام نے جو عائلی نظام بنایا ہے اس میں کمائی اور معاشی کفالت کا تمام بوجھ مرد کے کاندھوں پر ڈالا گیا ہے۔ لہٰذا ان دو بنیادوں پر مرد کی قوامیت کو استوار کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے کمال حکمت سے عورت کا دائرہ کار اس کے گھر تک محدود رکھا کیونکہ رب تعالیٰ نے اسے خالقیت وربوبیت کی صفت عطا کر کے بھاری ذمہ داری عائد کر دی کہ وہ نسل کی

بقاء حفاظت و تربیت اس ادا سے کرے کہ تا قیامت اللہ کے نیک بندوں سے کاروبار دنیا چلتا رہے اور اس عظیم مقصد کے عوض اسے معاشی فکر سے آزاد کر دیا۔ اس لئے اسلام کے نظام معاشرت میں کفالتی ذمہ داریاں تمام مردوں پر ڈالی گئی ہیں، عورتوں پر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی مرد ہی نان ونفقہ کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے اور وہی بچوں کا کفیل بنایا گیا ہے۔(۱) شادی سے پہلے ان کے تمام مصارف کی ذمہ داری باپ پر ہے اور شادی کے بعد شوہر پر ہے۔(۲)

معلوم یہ ہوا کہ عورت کو قدرت نے جس غرض کیلئے تخلوق کیا ہے وہ غرض نوع انسانی کی تکثیر اور اس کی حفاظت و تربیت ہے پس اس حقیقت سے اسکا قدرتی فرض یہ ہے کہ اس اہم فرض کی انجام دہی کے لئے ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔ اس عظیم مقصد سے عہدہ برا ہونے کے لیے قرآن پاک میں مسلم عورتوں کو مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ﴾ (۳)

''اور اپنے گھروں میں ٹک کر رہو''

اس آیت مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابوبکر الجصاص فرماتے ہیں۔

وفيه الدلالة على ان النساء مامورات بلزوم البيوت منهيات عن الخروج (۴)

''اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ عورتیں اپنے گھروں سے چمٹی رہنے پر مامور ہیں، اور ان کو باہر نکلنے سے روک دیا گیا ہے''

۱۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر القرآن، ج ۲، ص ۶۴

۲۔ محمد شفیع مولانا، معارف القرآن، ج ۲، ص ۳۹

۳۔ الاحزاب: ۳۳،۳۳

۴۔ (ا) الجصاص ابوبکر، احکام القرآن، الجزء الثالث، ص ۳۶۰

(ب) اصلاحی، امین احسن، تدبر القرآن، ج ۵، ص ۲۲۳

اس طرح صاحب عیون الاخبار فرماتے ہیں۔

النساء عورة فاستروها بالبیوت (۱)

''عورتیں پردہ ہیں انھیں گھروں کے اندر رکھو''

علامہ ابن کثیر رائے دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

و بیوتھن خیر لھن (۲)

''اور ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں''

ان آیات و دلائل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی معاشی حیثیت کو اسلام کمزور بناتا ہے اور اسے قید کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ اسلام نے عورت کے ذمے عظیم فرض سونپا ہے اس میں کمی کوتاہی یا غفلت کے سبب غلطی کے پیش خیمہ یہ حفاظتی تدبیر بتائی ہے کہ عورت گھر میں رہے کیونکہ وہ فطرتاً کمزور ہے اسے شیطان آسانی سے فریب دے سکتا ہے وہ اپنے تخلیق کے مقصد سے ہٹ سکتی ہے، شر شیطانی سے ملاوٹ کر سکتی ہے۔ جہاں ایسی صورت نہیں اسلام کھلے بندوں عورت کو کسب معاش کی، ضروریات زندگی کے حصول کے لیے باہر نکلنے کی پوری پوری اجازت دیتا ہے حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

قد اذن لکن أن تخرجن لحاجتکن (۳)

''عورتو! اللہ تعالیٰ نے تم کو کام کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دی''

آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں عورتیں اپنے خانگی کاموں یا مذہبی اور تمدنی ضروریات کے لیے بلا روک ٹوک گھروں سے باہر نکلتی تھیں لیکن جب وہ باہر آتیں اور مذہبی یا سیاسی امور میں حصہ لیتیں تو ان کے لباس اور رفتار و گفتار سے کبھی

۱- ابن قتیبہ، عیون الاخبار، المجلد الرابع، الجزء العاشر، کتاب النساء، باب سیاسة النساء و معاشرتھن، ص ۷۸

۲- ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، الجزء الثالث، ص ۴۸۲

۳- (ا) بخاری، صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب خروج النساء لحوائجھن حدیث نمبر ۴۵۱۷

(ب) ابن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۱۳۰۹

بے حجابی کا اظہار نہیں ہوتا تھا، اور نہ وہ اس طرح بن سنور کر باہر آتیں تھیں کہ مردوں کی نگاہیں خواہ مخواہ ان کی طرف اٹھنے لگیں، اس کے علاوہ مردوں سے الگ تھلگ رہتی تھیں ان تمام احتیاطوں اور بندشوں کی اصل حکمت یہی تھی کہ وہ پاکباز رہیں اور اولاد صالح پیدا ہو۔ ہمارے خیال میں تو عورت کی فطرت اس قدر حساس ہے جیسے کسی درخت کے پتے میں یہ صفت ہوتی ہے کہ سورج سے روشنی Trape کرتا ہے تو اس کی Food Factory کام کرنا شروع کر دیتی ہے اسی طرح عورت جونہی باہر نکلتی ہے۔ معاشرتی صفات وہ Trape کرتی رہتی ہے یہی محاسن ہونے والی اولاد میں فطری طور پر ودیعت کر جاتے ہیں اسی لیے اسلام اسے گھر پر روکنا چاہتا ہے تاکہ گھر پر رہے نیک اعمال کرتی رہے، ہر وقت اللہ کی رحمت کے سائے میں اور شیطان مردود سے اس کی حفاظت میں رہ کر ربوبیت کے مقاصد پورے کرے تاکہ آنے والی نسل بھی رب کی بندگی کرنے والی ہو۔

عام مشاہدہ یہی ہے کہ ماں اور گھریلو ماحول جتنا پاکیزہ ہوتا ہے، اولاد اتنی ہی صالح متقی فرمانبردار اور ملک وملت کے لیے بھی مفید ثابت ہوتی ہے۔ لیکن کتنے دکھ کی بات ہے کہ انسان تخلیق عورت کی حکمت کو نہیں سمجھ سکا غیر مسلم تو غیر مسلم، مسلمان بھی آج یہ کہہ رہے ہیں نعوذ باللہ مذہب اسلام عورت کے دائرہ کار اور معاشی حیثیت کو محدود کرتا ہے، اسی غلطی پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار فرماتے ہیں "عورت کے دائرہ کار اور ستر حجاب کی شرعی حدود کی بحث میں حصہ لینے والے مرد اور خواتین خود کو مسلمان کہتے ہیں لیکن ان کا رویہ ہے کہ وہ قرآن وسنت کا اتباع اور اسلام کی پیروی کرنے کے بجائے اپنی خواہشات ونظریات کے پیچھے چلنا چاہتے ہیں۔ (۱)

حق بات تو یہ ہے کہ اسلام معاش عورت کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ عورت یکسوئی کے ساتھ خاندانی فرائض انجام دیتی رہے اور معاشی مصروفیات کی وجہ سے عظیم مقصد سے بے رخی یا غفلت برتنے پر مجبور نہ ہو جائے۔

۱: اسرار احمد (ڈاکٹر)، اسلام میں عورت کا مقام، انجمن خدام القرآن، لاہور ۲۰۰۳ء، ص ۵۸

اس لیے خاندان کی معاشی ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے اور عورت کو اس سے سبکدوش کر دیا ہے کہ دونوں معاشی جدو جہد میں ہی لگ جائیں تو اسلام کے عائلی نظام کا مقصد فوت ہو جائے گا اسی لیے فرمایا کہ مرد معاش کے لئے تگ ودو کرے تو عورت گھر کا انتظام سنبھالے۔ اس طرح دونوں مل جل کر باہم تعاون سے خاندان کا نظام چلائیں۔ (۱)
لیکن اسکے باوجود عورت ایسی جگہ ملازمت کرسکتی ہے جہاں وہ عورت کی حیثیت کو محفوظ رکھ سکے۔ مسز جسٹس آفتاب Status of Women in Islam میں لکھتے ہیں۔

Islam, placed women and man in the same footing in economic independence, property rights and legal process.

She might follow and legitimate profession, keep her earnings inherit property and dispose of her belonging at will (۲)

''اسلام نے مرد اور عورت کو معاشی آزادی، مالی حقوق اور قانونی طریق کار میں مساوی درجہ دیا ہے وہ کوئی بھی جائز پیشہ اختیار کرسکتی ہے۔ اپنی آمدنی کی مالک بن سکتی ہے وراثت میں حصہ پاسکتی ہے اور اپنی مرضی سے اپنی ملکیت میں تصرف کرسکتی ہے''

لیکن ہر عورت کے ذہن میں رہے اس کا اصل دائرہ کار اس کا گھر ہے اور اپنے ذہنوں سے یہ غلط خیال نکال دیں کہ مذہب اسلام ان کی معاشی ترقی کی رکاوٹ ہے۔

اس خیال کو غلط تصور قرار دیتے ہوئے ڈاکٹر انور اقبال قریشی لکھتے ہیں۔

Islam is the first religion in the world which has raised the social status of woman and bestowed upon her to own property. (۳)

''اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جس نے عورت کا معاشرتی مقام بلند کیا ہے

۱- العمری، جلال الدین سید، مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ، ص ۶۵

۲- Status of Woman in Islam P.20

۳- Anwar Iqbal Qureshi,Dr., The Economic and Social System of Islam P.68

اور اسے ملکیت کا حق دیا ہے"

عصر حاضر میں مغربی ذہنیت کے مالک حریت نسواں کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ اس عمل میں ان کا قطعی قصور نہیں کیونکہ وہ تعلیمات اسلامی سے ناواقف ہیں، وہ اسلام کی حکمتوں سے نابلد ہیں انہیں مغربی معاشرت کی چکا چوند روشنی نے اندھا کر دیا ہے اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے مرزا احمد حسین لکھتے ہیں۔

Islam neutralised the dangerous possibilities of family by it. Human at home communism could contrive nothing better than the destruction of the family to thwart the growth of wealth in any particular social sector, it thus, wrenched woman out of the natural orbit of home and flungher in to the turmoil and tempert of political life. (1)

"اسلام نے خاندانی نظام کے ممکنہ خطرات کو کم کرنے کے لیے اخلاقی وراثتی اور جانشینی کے قوانین وضع کیے اور اس طرح میاں بیوی کے لیے گھر میں ایک معتدل زندگی فراہم کی۔ لیکن اشتراکیت نے محض معاشرے میں دولت کا اضافہ کرنے کی خاطر اپنا نظام تباہ کر لیا۔ اس طرح اس نے عورت کو اس کے اصل محور یعنی گھر سے ہٹا کر سیاسی کشمکش میں دھکیل دیا"

انہیں اسباب کے پیش نظر آج فرانس میں سات آٹھ ہزار کا اوسط ان مردوں اور عورتوں کا ہے جو ازدواج کے رشتے میں منسلک ہوتے ہیں یہ اوسط خود اتنی کم ہے کہ اسے دیکھ کر آسانی کے ساتھ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آبادی کا کتنا کثیر حصہ غیر شادی شدہ ہے۔ پھر اتنی قلیل تعداد جو نکاح کرتی ہے ان میں بھی بہت کم لوگ ایسے ہیں جو باعصمت رہتے

1- Mohammed Hussain Mirza, Islam an Socialism, P.207, Lahore 1947

ہیں اور پاک اخلاقی زندگی بسر کرنے کی نیت سے نکاح کرتے ہیں۔ (۱)

یہی حال نیویارک میں ہے کہ نیویارک کی شادی شدہ آبادی کا ایک تہائی حصہ ایسا ہے جو اخلاقی اور جسمانی حیثیت سے اپنی ازدواجی ذمہ داریوں میں وفادار نہیں ہے اور نیویارک کی حالت ملک کے دوسرے حصوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ (۲)

ہر ذی شعور انسان کے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ جواب ایک ہی ملے گا کہ رب تعالیٰ نے انہیں شریعت موسوی یا عیسوی کی شکل میں جامع نظام حیات دیا تھا انہوں نے اس میں تحریف کر ڈالی یا تعلیمات سے انحراف کر لیا اس لیے آج ان کی عائلی زندگی انتشار کا شکار ہے۔ سچ بات تو یہ ہے آج امت مسلمہ بھی انہیں کے نقش قدم پر چلنے کے لیے بے تاب ہے۔ آیا کسی مسلمان نے کبھی ٹھنڈے دل سے سوچا ہے کہ رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں کیوں ارشاد فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط ﴾ (۳)

"اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ (باہر نکلتے وقت) اپنی چادر اپنے اوپر ڈال لیا کریں۔ یہ بہتر ہے کہ لوگ انہیں پہچان لیں تاکہ کوئی انہیں ایذا نہ دے سکے"

کیا کسی مسلمان نے کسی دن بیٹھ کر ٹھنڈے دل سے زناء کی سزاؤں کی حکمت کے متعلق سوچا ہے کہ آخر کیوں اسلام اس سے روکتا ہے۔ اگر مرد اور عورت کے ملاپ کا

۱- ابوالاعلیٰ مودودی، پردہ، ص ۹۳

۲- ابوالاعلیٰ مودودی، پردہ، ص ۱۰۸

۳- الاحزاب ۳۳: ۵۹

مقصد تسکین حاصل کرنا ہے، بقائے نسل کی ذمہ داری ادا کرنی ہے تو پھر آخر یہ سب حدود وقیود کیوں عائد کی گئیں؟ ان تمام سوالوں کا جواب تعلیمات اسلامی کے مطابق ایک ہی ملتا ہے کہ ''بہترین امت کی تخلیق'' جس کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (۱)

''تم بہترین امت ہو کہ لوگوں کے (نفع رسانی) کے لیے نکالے گئے ہو تم لوگ نیک کام کرنے کا حکم کرتے ہو اور برے کام سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو''

ایسی امت کے افراد تو اسی وقت تخلیق کیے جا سکتے ہیں جب خواتین باعصمت رہیں، گھروں پر ٹکی رہیں، یہ بات ذہن میں رہے رب تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے وہ کسی غیر کی شراکت برداشت نہیں کرتے اسی طرح اپنے بندوں کے معاملے میں بھی وہی صفائی و پاکیزگی چاہتے ہیں کہ اولاد بھی اکیلے مرد کی ہو جو باہمی حلال و جائز طریقے سے حاصل کی جائے۔ ایک اور اہم نفسیاتی پہلو ذہن میں رکھنا چاہیے جسے اب سائنس ثابت کر چکی ہے کہ عورت جب باہر نکلتی ہے تو جس قسم کے خیالات اس کی ذہن آماج گاہ بنتے ہیں اکی اولاد انہیں صفات کی مالک پیدا ہوتی ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک صالح عورت گھر پر اللہ رب العزت کے ذکر وفکر میں لگی رہتی ہے تو پیدا ہونے والی اولاد بھی نیک و صالح ہوتی ہے۔ ان کی فطرت نیک عادات واطوار کی طرف رجحان رکھتی ہے لیکن جو عورتیں باہر جاتی ہیں بار بار تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے زچ ہوتی ہیں۔ ذات میں چڑچڑاپن پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح پیدا ہونے والے بچے بھی چڑچڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو

۱۔ آل عمران:۳، ۱۱۰

عورت ملازمت کے پیش نظر مردوں میں گھل مل کر رہتی ہے اس کی اولاد خودسر، اسلامی حدود و قیود سے آزاد فطرت کی مالک پیدا ہوتی ہے۔ آپ شاید بصری اثرات کا پیدا ہونے والے بچے پر اثرات سے متعلق مجھ سے اتفاق نہ کریں لیکن اس حقیقت کی تصدیق آپ کے اپنے گھر سے ہو سکتی ہے کہ جب عورت کا حمل کا دورانیہ چل رہا ہوتا ہے تو عورت کے بیڈ روم میں کسی خوبصورت اور وجاہت شکل والے فرد یا بچے کی تصویر سامنے لگا دی جاتی ہے تا کہ عورت کے سامنے ہر وقت وہ شکل رہے تا کہ آنے والا بچہ بھی اسی طرح خوبصورت پیدا ہو۔

یہ ہے وہ حقیقت جس کی بناء پر مذہب اسلام عورت کو کبھی ستر سے تشبیہ دیتا ہے تو کبھی گھر پر رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کی نگاہ میں زینت سے زیادہ ستر کی اہمیت ہے۔ وہ عورت اور مرد کو جسم کے وہ تمام حصے چھپانے کا حکم دیتا ہے جن سے ایک دوسرے کے لیے صنفی کشش پائی جاتی ہے۔ عریانی ایک ایسی ناشائستگی ہے جس کو اسلامی حیاء کسی حال میں برداشت نہیں کر پاتی۔ (۱)

یہی وجہ ہے کہ قادر مطلق نے عورت کو اس فطرت پر پیدا کیا کہ وہ مرد کی نسبت حیا دار، باعصمت اور صالح کردار کی مالک ہو۔ کیونکہ عورت کے وجود سے ہی ایک نسل تخلیق پاتی ہے، اسی لئے عورت اپنے بعد آنے والی نسل کو انسانی تمدن کی وسیع خدمات سنبھالنے کے لیے نہایت محبت، ایثار، دلسوزی اور خیر خواہی کے ساتھ تیار کرتی ہے (۲) اور کرتی رہے گی۔ لیکن اس عظیم مقصد کا حصول صرف اس وقت ممکن ہے جب اسلام کی عائد کردہ شرائط پر پورا اترے۔ ہر مسلم عورت کو اس بات پر فخر ہونا چاہیے کہ وہ ربوبیت کی صفت کی مالک ہے وہ اسلامی امت کی امین ہے اس میں کسی قسم کی خیانت خدا تعالیٰ کے سامنے

۱- ابوالاعلیٰ مودودی، پردہ، ص ۱۷۲

۱- ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، ص ۲۲۳

جواب دہی کا سبب بنے گی۔ اس امانت کی حفاظت چار دیواری پردہ داری اور حیاء میں رکھ دی۔ یعنی اگر کوئی عورت خاص ضرورت کے تحت باہر نکلے تو پردہ داری میں نکلے، محض سیر سپاٹے، تفریح اور نمائش کے لیے بن سنور کر نکلنا جاہلیت ہے، ایک مسلمان شریف زادی کے لئے جاہلیت کی روش اختیار کرنا جائز نہیں۔ (۱) اسی طرح عورت کا ضرورت پیش آنے پر کسی مرد سے بات کرنے میں مضائقہ نہیں ہے، لیکن ایسے مواقع پر عورت کا لہجہ اور انداز گفتگو ایسا ہونا چاہیے جس سے بات کرنے والے مرد کے دل میں کبھی یہ خیال تک نہ گزر سکے کہ اس عورت سے کوئی اور توقع بھی قائم کی جا سکتی ہے۔ اس کے لہجے میں کوئی لوچ نہ ہو، اس کی باتوں میں کوئی لگاوٹ نہ ہو، اس کی آواز میں دانستہ کوئی شرینی گھلی ہوئی نہ ہو، جو سننے والے مرد کے جذبات میں انگیخت پیدا کرے اور قدم بڑھانے کی ہمت دے۔ (۲)

مذہب اسلام نے اس امانت کی حفاظت کے لیے موسیقی سننے تک حرام قرار دیا کہ کہیں عورت پر موسیقی سرایت کر جائے اور آنے والا بچہ اسلامی شعار کی بجائے کفرانہ عادات کا مالک ہو، علامہ قرطبیؒ مرد اور عورت کے درمیان گفتگو کی احتیاط کے متعلق تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

كما كانت الحال عليه في النساء العرب من مكالمة الرجال بترخيم الصوت ولينه مثل كلام المربيات والمومسات (۳)

''اور جب مطلق گفتگو کے بارے میں یہ اہتمام ہے تو نغمہ و موسیقی ظاہر ہے

۱- امین احسن اصلاحی، پردہ اور قرآن، ص ۱۱

۲- ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ج ۴، ص ۸۹

۳- القرطبی، ابو عبد اللہ، تفسیر القرطبی، دار الشعب، القاہرہ، ۱۳۷۲ھ، الجزء ۱۴، ص ۱۷۷

کہ عورت کے حلق و دہن سے نکلا ہوا، نا محرم کے حق میں کیا حکم رکھے گا"

اس امانت کی حفاظت میں سب سے زیادہ آڑے میں آنے والی چیز نگاہ ہے۔ اس لیے مذہب اسلام میں نظر بصر کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ نفس کا بڑا چور نگاہ ہے اس لیے قرآن اور حدیث دونوں سب سے پہلے اس کی گرفت کرتے ہیں۔ نگاہ شہوت کی قاصد اور پیامبر ہوتی ہے اور نگاہ کی حفاظت دراصل شرم گاہ کی حفاظت ہے۔ جس نے نظر کو انداز کر دیا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا اور نظر ہی ان تمام آفتوں کی بنیاد ہے۔ جن میں انسان مبتلا ہوتا ہے کیونکہ نظر کھٹک پیدا کرتی ہے، پھر کھٹک فکر کو وجود بخشتی ہے اور فکر شہوت کو ابھارتی ہے، شہوت ارادہ کو جنم دیتی ہے، ارادہ قوی ہو کر عزیمت میں تبدیل ہو جاتا ہے، اور عزیمت میں مزید پختگی ہو تو فعل واقع ہوتا ہے، جس سے اس منزل پر پہنچ کر اس وقت کوئی چارہ کار نہیں رہتا، جب کوئی مانع حائل نہ ہو۔ اس لیے اس شر شیطانی سے بچنے کے لیے رب تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں پر پابندی لگائی ہے کہ وہ نظریں جھکا کر رکھیں اور شر شیطان سے پناہ مانگیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ (۱)

"اے نبی ﷺ "مومن مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے"

اسی طرح عورتوں کے متعلق حکم فرمایا

﴿ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

۱۔ النور: ۳۰،۲۴

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ ﴾ (۱)

''اور (اے نبی ﷺ) مومن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں''

اسی طرح سید المرسلین ﷺ نے آنکھ کے شر سے آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

((فالعینان تزنیان وزنا هما النظر)) (۲)

''آنکھیں زنا کرتی ہیں، اور ان کا زنا نظر ہے''

صرف اتنا ہی نہیں، حضور رحمت للعالمین ﷺ نے نظر بصر کی دعا فرمائی۔

آپ ﷺ نے اپنی امت کو نظر بازی کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

﴿ ثم علیك وفقك الله وایانا بحفظ العین فانها سبب كل فتنة وآفة﴾ (۳)

''پھر اللہ تمہیں اور ہمیں توفیق دے کہ نگاہ نیچی رکھا کریں کیونکہ ہر فتنے اور آفت کا سبب ہے''

النظرة سهم سموم من سهام ابلیس (۴)

''نظر بازی ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے''

لہٰذا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے کہ وہ غض بصر سے کام لے تا کہ مشیت ایزدی کی تکمیل میں عورت کے لیے آسانی ہو سکے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو معاشرتی بے راہ روی، زنا بالجبر جیسی خبریں پڑھنے اور سننے کو ملیں گی۔ اور ایسے جرائم میں اللہ اور اس کے

۱- النور: ۳۱،۲۴

۲- (ا) قرطبی، تفسیر القرطبی، الجزء ۱۲، ص ۲۲۷ (ب) البیہقی شعب الایمان، حدیث نمبر ۵۴۲۸

۳- احمد بن حنبل، مسند احمد، حدیث نمبر ۸۵۰۷

۴- الحاکم ابو عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۷۸۷۵

رسول ﷺ کے احکامات کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ عورت ہی ذلت کا نشانہ بنتی ہے۔

I indeed it may be argued still that in contemporary rape cases the victim is on trail rather than the accused.(1)

"حقیقت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ آج کل بالجبر زیادتی کے مقدمات میں ملزم سے زیادہ مدعیہ عورت ذلت کا نشانہ بنتی ہے"

لہٰذا مسلم عورت پر لازم ہے کہ وہ مغربی بھیڑ چال کا شکار نہ بنے رب تعالیٰ نے جو اسے اہم منصب تفویض کیا ہے اس کو پورا کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔ عصری تقلید کا شکار نہ بنے۔ اسی طرح مومن مردوں پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ عورت کے منصب کی ادائیگی میں اس کی مدد کریں اور ایسے حالات پیدا کریں جن سے عورت آسانی کے ساتھ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکے۔ اگر کسی نے رب تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کی خلاف ورزی کی تو یقیناً وہی گمراہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ (۲)

"کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے میں کوئی فیصلہ دے دیں تو پھر اسے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول

1- Coral Smart. Women crime and criminely. by Minhaj Magzine, 19 Refered

۲- الاحزاب:۳۶،۳۳

ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا"

لہٰذا ہر صاحب اولاد پر فرض ہے کہ اپنے بچے اور بچیوں کی اس انداز سے تربیت کریں کہ کل انہیں کوئی مشکل پیش نہ آئے وہ شیطان کے شر کا شکار نہ ہوں، والدین اپنی بچیوں کی صغرسنی سے بتانا شروع کر دیں کہ عورت کی چال میں حیاء مستحسن بات ہے۔ انہیں یہ بھی بتائیں کہ اسلام عورتوں کو باہر نکلنے کی ممانعت نہیں کرتا کیونکہ کام کاج کی ضرورت سے ایسا کرنے کی اجازت ہے لیکن آنکھیں نیچی رکھیں۔ آرائش و زیبائش اور سنگھار کو ظاہر نہ کریں اور حیاء سے چلیں کیونکہ ہادی عالم ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ حیاء ایمان کی ساٹھ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔

لہٰذا ہر اس عورت پر لازم ہے جو چاہے جس کسی مقصد سے بھی گھر کی دہلیز کو پار کرے تو اپنے اوپر لازم کرے کہ وہ مکمل پردہ داری کے ساتھ عفت و حیاء سے سکڑ کر راستے کے ایک طرف چلے جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

((استاخرن فأنه ليس لكن أن تحققن الطريق عليكن بحافات الطريق)) (۱)

"پیچھے ہو جاؤ، کیونکہ تمہیں درمیانی راستہ پر قبضہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ تمہیں راستے کے کنارے کنارے چلنا چاہیے"

رہبر انسانیت باخوبی جانتے تھے کہ مردوں اور عورتوں کا آزادانہ اختلاط کئی مفاسد، خرابیوں اور فتنوں کے دروازے کھولنے کا باعث بنتا ہے۔ ابن الھام فرماتے ہیں

وحيث الجنالها الخروج فانما يناح بشرط عدم الزينة و تفسير الهيئة

۱- ابن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۲۹۱۳

الی مالا یکون داعیة الٰه نظر الرجال و الا ستمالة (۱)

''جب عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کو ہم جائز قرار دیتے ہیں، تو یہ جواز اس شرط کے ساتھ کہ وہ زیب و زینت کے ساتھ نہیں نکلے گی۔ اور ایسی ہیئت میں ہوگی، جو مردوں کو دیکھنے اور مائل ہونے پر نہ ابھارے''

لہٰذا ہر اس عورت پر لازم ہے جو ملازمت کرتی ہے وہ اپنے اوپر لازم کرلے کہ انتہائی احتیاط کے ساتھ آئے جائے اور کسی ایسی جگہ پر ملازمت کرے جہاں خواتین ہوں یا خواتین کے لائق پیشہ ہو۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو گھر ٹوٹنے کا خطرہ ہر وقت لاحق رہتا ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے۔

''ابلیس کا تخت سمندر کے اوپر ہے وہ اپنے دستے بھیجتا ہے تو وہ انسانوں کو گمراہ کرتے ہیں ابلیس کے نزدیک وہ شیطان سب سے بڑا قرار پاتا ہے جس نے سب سے بڑا فتنہ پیدا کیا ہو تو شیطانوں میں سے ایک شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ایسا اور ایسا کام کیا۔ شیطانوں کا سردار ابلیس کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا پھر ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک مرد اور ایک عورت کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ میں نے دونوں میں جدائی ڈال دی۔ ابلیس اس کو قریب کرتا ہے اور اس کو لپٹا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ بس تم نے کام کیا''

معلوم یہ ہوا کہ انسانی معاشرہ میں بگاڑ پیدا کرنے کے لیے شیطان کا سب سے بڑا آلہ کار عورت ہے۔ عورت ہی مرد اور عورت کے درمیان جھگڑے کرائے اور ہنستے بستے گھر

۱- ابن الھمام کمال الدین محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر مع الکفایہ، المکتبہ النوریہ، رضویہ، سکھر (س۔ن) ص ۴۳۵

کے گھر اجاڑ دے۔قدیم زمانہ میں فتنہ بہت محدود پیمانہ پر پیدا ہوتا تھا۔یعنی ایک میاں بیوی یا ایک گھر اس فتنہ کا شکار ہوتا تھا۔مگر موجودہ زمانہ میں عورتوں کی مصنوعی آزادی اور غیر فطری مساوات کا ذہن اتنے بڑے پیانہ پر بنایا گیا ہے کہ قوموں کی قومیں اس سے متاثر ہوکر رہ گئی ہیں۔

جدید ترقی یافتہ سماج میں مردوں اور عورتوں کا عالم یہ ہے کہ وہ معمولی معمولی باتوں پر طلاق لینے دینے پر مرمٹتے ہیں۔اس کی وجہ سے گھر کے گھر اجڑ جاتے ہیں۔بچے اپنے ماں باپ سے چھوٹ کر مجرمین کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں جنسی بے قیدی کی بناء پر طرح طرح کی مہلک بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔خاندانی بندھن کا پابند نہ ہونے کا مزاج موجودہ زمانہ میں بہت بڑے پیانہ پر پیدا ہوا ہے اور وہ بلاشبہ موجودہ زمانہ کا سب سے بڑا ناسور ہے۔

یاد رہے کہ گھر بگڑنے سے پورا معاشرہ بگڑتا ہے۔موجودہ زمانہ میں یہ عمل بڑے پیانہ پر ہو رہا ہے۔پوری نسلوں کی نسلیں بے راہ روی کا شکار ہو چکی ہیں۔اور اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں ازدواجی زندگی کا احترام ختم ہو گیا ہے۔اندرونی بندھن کے ساتھ زندگی گزارنے کو کمتر درجہ کی چیز سمجھا جانے لگا ہے۔

باب دہم

انتخاب زوج کا عصری رجحان

انسانیت کو آج جن خوفناک چیلنجوں کا سامنا ہے ان میں سے سب سے بڑا چیلنج عورت سے متعلق ہے۔ شیطانی تہذیب کے ایجنٹ جہاں جہاں اور جس جس روپ میں بھی موجود ہیں وہ عورت کو بے وقار کرنے اور اسے شیطانی آرزوؤں پر قربان کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہیں۔ لیکن ایک مومن عورت کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے معاشرت میں اس کے لئے کیا حیثیت مقرر کی ہے۔ اس کے لیے ایمان کا اقتضاء یہی ہے کہ وہ برضا و رغبت اس حیثیت کو قبول کرے، اور اپنی حد سے تجاوز نہ کرے۔ علوم مادیہ کا ایک ماہر ژول سیمان اپنے ایک مضمون میں لکھتا ہے۔

''عورت کو چاہیے، عورت رہے'' ہاں بے شک عورت کو چاہیے، عورت رہے۔ اسی میں اس کے لیے فلاح ہے اور یہی وہ صفت ہے جو اس کو سعادت کی منزل تک پہنچا سکتی ہے۔ قدرت کا یہ قانون ہے، اور قدرت کی یہ ہدایت ہے۔ اس لیے جس قدر عورت اس سے قریب ہوگی اس کی حقیقی قدر و منزلت بڑھے گی۔ اور جس قدر دور ہوگی اس کے مصائب ترقی کریں گے۔ (۱)

عصر حاضر میں ہماری عورتوں نے بھی مغربی بے مہار عورت کو دیکھ کر آزادی کی صدا

۱- ابوالکلام آزاد، مسلمان عورت، ص ۵۸،۵۹

بلند کی ہے ہمارے ہاں عورت یہ بھول گئی ہے کہ وہ کیا ہے اور کس نبی پاک ﷺ کے ماننے والی ہے؟ اگر مسلمان عورت کو اپنی اصلاح اور اپنی آنے والی نسلوں کی خیر درکار ہے تو پھر وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان پر عمل کریں۔ مسلمان عورت تو حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ حضرت خدیجہؓ کی روحانی اولاد ہے۔ اس لیے انہیں ان کی سیرت و حیات طیبہ کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی گزارنی چاہیے۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ ہم دختران اسلام ہیں۔ ہماری ثقافت الگ، ہمارا دین الگ ہمارا نبی ﷺ الگ، ہمارا مقصد زندگی الگ ہے۔ یعنی ہم ہر لحاظ سے یہودیوں اور عیسائیوں سے منفرد ہیں۔ ہماری اخروی کامیابی کی ضمانت "اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ" میں ہے۔ (۱)

عصر حاضر میں مغربی تعلیم و میڈیا نے مسلمان عورت کو بہت بڑے امتحان میں ڈال رکھا ہے۔ یاد رہے یہ فرنگی چال نہ صرف مسلمان عورت کے خلاف ہے بلکہ اسلام کے خلاف بہت بڑی سازش ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین اپنی بچیوں اور بچوں کو احساس دلائیں کہ وہ کس دین کے ماننے والے ہیں ان کا مذہب زندگی کے معاملات میں کیسے رہنمائی کرتا ہے؟ اسی طرح نوجوان نسل کو اسلامی اقدار کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ عصر حاضر میں میڈیا کے اثر سے خصوصاً کم فہم بچیاں اور غلط تربیت کے حامل نوجوان وقتی محبت کے جوش میں کورٹ میرج کر لیتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ان کا یہ عمل ان کے والدین کے لیے کس قدر اذیت ناک ہوتا ہے۔ ان کے ذہن میں یہ بات بھی رہنی چاہیے کہ ان کی آخرت میں کامیابی والدین کے ساتھ مشروط ہے۔

حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

((رضی الرب فی رضی الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد)) (۲)

۱- آل عمران: ۳۲،۳

۲- (ا) الترمذی، الجامع ترمذی، حدیث نمبر ۱۸۹۹

(ب) الحاکم ابو عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۷۲۴۹

''اللہ کی رضا والد کی رضا مندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے''

نوجوان نسل کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ اگر آپ اپنے والدین کی عزت و ناموس کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں گے تو کیا یہ امید رکھتے ہیں کہ والدین ناراض نہ ہوں گے؟ پھر یہ کیسی ہوش مندی ہے کہ اتنی عظیم ہستی کو دکھ پہنچاتے ہیں صرف اس محبت کے لیے جس کے مستقبل کا بھی علم نہیں رہے یا نہ رہے، جبکہ والدین کی دعا آخرت میں کامیابی کی ضامن ہے۔ یقیناً والدین اس زمین پر چلتی پھرتی جنت کی جنس ہیں۔ ارشاد محبوب سبحانی ﷺ ہے۔

((من قبل رجل امه فكانما قبل عتبته الجنة))

''جس نے اپنی والدہ کے قدم چومے وہ ایسے ہے جیسے اس نے جنت کی چوکھٹ کو چوما''

عصر حاضر کی یہ کیسی تعلیم یافتہ بیٹیاں ہیں جو ماں کے لیے دکھ اذیت پریشانی اور روح کا داغ بن جاتی ہیں۔ محبت کی شادی، یا بھاگ کر شادی کرنا پورے خاندان کے لیے کس قدر رنج کا باعث بنتا ہے کبھی سوچا ہے؟ یقیناً اس ناپختہ عمر میں سب کچھ بھلا لگتا ہے، لیکن ایک بیٹی کو گھر چھوڑنے سے پہلے سوچنا چاہیے کہ وہ ماں جس کے قدموں تلے جنت ہے۔ وہ ماں جس نے تیرے لیے رات رات بھر جاگ کر کاٹی، خود بے آرام رہی اور تجھے آرام بخشا، آج بھی تو اسے بے آرام کر کے جا رہی ہے۔ ذرا سوچ تیرے جانے کے بعد تیری ماں کو کن کن القابات سے نوازا جائے گا؟ تیری ماں پر کیسی کیسی انگلیاں اٹھیں گی؟ تیری وجہ سے تیری ماں کی طرف کن انکھیوں سے عورتیں دیکھ کر جوان بیٹیوں کے کانوں میں سرگوشیاں کریں گی۔ ارے سب سے بڑھ کر پورا معاشرہ تیری ماں سے تیرے حلالی

ہونے یا نہ ہونے کا سوال کرے گا۔ پھر بھی تو اگر خوش ہے تیرا فیصلہ درست ہے تو تو چلی جا۔ جا تو بوڑھے باپ کو عدالت و کچہری کے کٹہرے میں کھڑا کر کے بے نقاب کر کہ تیری جان کو خطرہ ہے اور بتا عدالت کو کہ تیرا گھر تیرے پیا کی عطا کردہ جنت ہے اس جنت کو خطرہ ہے اور یہ بھی بتا کہ ہادی عالم ﷺ کی دی ہوئی (نعوذ باللہ) تعلیم بھی آج وقت کے عین مطابق نہیں ہے۔

((رغم أنف ثم رغم أنف ثم رغم أنف قيل من يا رسول الله ﷺ قال من أدرك أبويه ثم الكبر أحدهما او كليهما فلم يدخل الجنة)) (۱)

"اس (مرد، عورت) کی ناک خاک آلود ہو، رسوا ہو، اور ذلیل ہو، ہلاک ہو، جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا اور پھر (ان کو راضی کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا"

ہاں وہ نوجوان بھی پسند کی شادی کی عدالت سے ڈگری حاصل کر لے تو پہلا کام یہی کرے کہ CNN یا BBC کو انٹرویو دے یا ایمنسٹی انٹرنیشنل میں جا کر کانفرنس کرے کہ اسے اس کی جنت مل گئی وہ اس جنت کا طالب نہیں جس کے متعلق رہبر عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

((ثلاثة لا يدخلون الجنة العاق لوالديه والمرأة المترجلة المتشبهة بالرجال والديوث)) (۲)

۱- مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۵۵۱

۲- (ا) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۱ھ، الجزء ۳، ص ۱۲۳

(ب) الحاكم ابو عبدالله، المستدرك على الصحيحين، حديث نمبر ۲۴۴

''تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہونگے (۱) والدین کا نافرمان (۲) دیوث
(۳) عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والا''

واہ رے میرے نوجوان تیری تعلیم، قربان جاؤں تیرے انتخاب پر کہ تو نے کونسا راستہ اختیار کیا۔ آج تو بڑا ہو گیا، کمانے والا ہو گیا، والدین کی ضرورت نہیں۔ دو گھروں کے برباد کر کے اپنا گھر آباد کرے لیکن یاد رہے ایک گھر اور بھی ہے جو دائمی ہے۔ جسے فنا نہیں جس کی خوشی دائمی ہے اور جسکا غم بھی دائمی ہے اور اس گھر کے دروازے کی چابی کسی ہستی کے ہاتھ میں ہے حضرت ابودرداءؓ نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

الوالد اوسط ابواب الجنة فان شئت فأضع ذلك الباب أو احفظه(۱)

''والد جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے جو شخص چاہے اسے محفوظ رکھے جو چاہے اسے گرادے''

اے کاش آج ہمارے والدین اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اپنی اولاد کو تعلیمات اسلامی سے روشناس کروائیں تاکہ آج بھی اولاد شرم وحیا والی ہو، اسلامی روایات کی بقاء والی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنا قصہ بیان فرماتے ہیں۔

((كانت تحتي امرأة احبها و كان أبي يكرهها فأمرني أبي أن اطلقها فأبيت فذكرت ذلك للنبي ﷺ فقال يا عبدالله بن عمر طلق امرأتك)) (۲)

۱- (ا) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۱۹۰۰
(ب) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۲۰۸۹
۲- الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۱۱۸۹

''میرے نکاح میں ایک عورت تھی جسے میں بہت محبوب رکھتا تھا۔ میرے والد (حضرت عمرؓ) اسے ناپسند کرتے تھے چنانچہ انھوں نے مجھے حکم دیا کہ طلاق دے دوں۔ میں نے طلاق دینے سے انکار کر دیا اور نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''اے عبداللہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو''

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔

ہر مسلمان کو اپنے ذہن میں یہ بات بٹھا لینی چاہیے کہ مذہب اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ یہ مذہب تا قیامت اللہ تعالیٰ کا منتخب کردہ مذہب ہے۔ وقت کا بہاؤ چاہے جس تہذیب کو جس رنگ میں پیش کرے لیکن مسلمان مرد اور عورت کو اپنی تہذیب اور اسلامی شعار سے بغاوت نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ نہ جانے کونسا عمل رب تعالیٰ کو کتنا پسند ہو؟ اس لیے ہر نوجوان بہن، بیٹی سے گزارش ہے کہ اگر آپ کے والدین آج کسی مصلحت کی بناء کر آپ کی پسند کا رشتہ کرنے پر راضی نہیں تو خدا را از خود قدم نہ اٹھائیں بلکہ والدین کے فیصلہ پر صبر کریں۔ یقیناً رب تعالیٰ اس کا اچھا بدل عطا فرمائے گا۔ اگر بھاگ کر نکاح کر لیا ولی کی مرضی کے خلاف کیا ہوا نکاح شاید منسوخ ہو نہ ہو لیکن یہ عمل ہادی عالم ﷺ کی تعلیمات کی سراسر خلاف ورزی ہے۔ کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

أیما امرأة نکحت بغیر اذن موالیها فنکاحها باطل فنکاح باطل فنکاحها باطل (۱)

''جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا وہ نکاح بالکل باطل ہے وہ نکاح باطل ہے، وہ نکاح باطل ہے''

۱- (ا) ابی داؤد، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۰۸۳

(ب) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۸۸۳

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں ہے۔

((قال رسول الله ﷺ لا نکاح الا بولی)) (۱)

''فرمایا رسول اللہ نے نکاح درست نہیں ہوتا بغیر ولی کے''

اسی طرح ایک اور ارشاد پاک ہے۔

((لاتزوج المرأة المرأة ولا تزوج المرأة نفسها فان الزانية هيى التى تزوج نفسها)) (۲)

''کوئی عورت کسی دوسری عورت کا نکاح نہ کرائے۔ نہ کوئی عورت اپنا نکاح (ولی کے بغیر) خود کرے۔ جو عورت اپنا نکاح خود کرے گی وہ زانیہ ہے''

اس لیے ہر بہن بیٹی کے ذہن میں یہ بات رہے کہ ولی کی رضا کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ اور دوسرا کس قدر قبیح عمل ہے کہ صرف زانیہ ہی اپنی نکاح خود کراتی ہے۔ اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ دنیا مکافات عمل ہے جس نے جو بویا وہی کاٹا۔ آج آپ اپنے والدین کے ساتھ جو کر رہے ہیں کل اس سے بڑھ کر اپنی اولاد سے توقع کریں۔

۱- (ا) الترمذی، الجامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء ولا نکاح الا بولی، حدیث نمبر ۱۱۰۳
(ب) الحاکم ابو عبد الله، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۲۷۰۹
۲- دار القطنی علی بن عمر ابو الحسن، سنن دار القطنی، دار المعرفة، بیروت، ۱۳۸۶ھ، حدیث نمبر ۲۵

باب یازدہم

اصلاح اولاد

عصر حاضر جسے روشن خیالی کا دور کہا جاتا ہے۔ روشن خیالی درحقیقت مغربی تہذیب کے فروغ کا نام ہے۔ اس تحریک کو مقبول عام بنانے کیلئے لاتعداد ادارے اور افراد نشرو اشاعت کے لئے اپنے اپنے انداز میں سرگرم عمل ہیں۔ نتیجتاً آج مسلم معاشروں میں دین سے دوری اور جہالت کے اثرات عام ہو رہے ہیں۔ اسلامی معاشرے کا آخری قلعہ خاندان یا گھر بھی ان اثرات سے محفوظ نہیں رہے۔

آج نئی نسل دینی شعور کھو کر تیزی سے گمراہ ہو رہی ہے۔ مغربی تہذیب کو اپنا کر اسلامی تہذیب بھول رہی ہے تو اس کی اہم وجہ یہی ہے کہ جب نسلوں کی استاد اور مربی ذات ان کی اسلامی تعلیم و تربیت اور اسلامی تہذیب سے آگاہ کرنے والی ہستی یعنی عورت بالخصوص ماں از خود مغربی تہذیب کی پروردہ ہو یا خود دلدادہ ہو تو کیسے اپنی اولاد کو بچا سکتی ہے؟

انسانی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ کسی بھی قوم کے خیر و شر اور عروج و زوال میں دو بڑے اہم پہلو کارفرما رہے ہیں۔

اول دین کی پیروی یعنی جب تک کسی قوم نے دین کی پیروی کی ہمیشہ خیر اور ناموری اس کا مقدر رہی اور جب دین حق کو بھلا دیا یا عملاً ہٹ گئی زوال اس کا مقدر بنا

اسی طرح دوسرا اہم پہلو عورت۔ کسی بھی قوم کے عروج وزوال میں خواتین کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔تاریخ ثابت کرتی ہے کہ جس قوم کی مائیں اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے پورے شعور و آگہی کے ساتھ فکر محسوس کرتی رہیں وہ تا دیر زندہ رہیں۔لیکن جس قوم کی خواتین اپنے اصلاحی تعمیری اور با مقصد کردار کو بھول جاتی ہیں قدرت نے اس قوم سے نا صرف جینے کا حق چھین لیا بلکہ اسے عروج کی بلندیوں سے گرا کر زوال کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیا۔

ملت اسلامیہ کی تاریخ کا ہر ورق اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ دور خیر القرون کی ہر ماں کی یہ خواہش ہوتی کہ ان کے بچے دین کے باعمل سپاہی بنیں ۔دعوت دین اور جہاد فی سبیل اللہ ان کا ہر دم شعار ہو، وہ شوق شہادت سے سرشار ہوں ان کے قول وفعل میں مطابقت قائم رہے اور وہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کو ہر وقت اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھیں۔

ایک عرب شاعر نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ:

(ترجمہ)''ماں ایک درسگاہ ہے، جب تم اسکی نیک تربیت کرو گے تو پھر ایک پاکیزہ نسل تیار کرو گے''

یہ بات مسلم ہے کہ نیک ماں ہی معاشرے کو نیک افراد مہیا کر سکتی ہے اور وہی صحت مند تبدیلی کی ضمانت دے سکتی ہے۔

آج سے نصف صدی قبل ہمارے معاشرے کے گھرانوں کی اکثریت بہت دین دار تھی ۔تب ماؤں کی لوریاں، قرآنی آیاتوں کی تلاوت اور قرآنی مسنون اذکار و دعائیں ہوا کرتی تھیں، جن کی آواز نماز فجر کے وقت سے بچوں کے کانوں میں پڑنے لگتی تھی۔ وہ

باتوں ہی باتوں میں اپنی اولاد کو اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت، جذبہ جہاد اور شوق شہادت و خلوص اور امانت و دیانت کے وہ شیریں اور پاکیزہ درس دیتی تھیں جو بعد ازاں بیسیوں کتب کے مطالعہ سے بھی حاصل نہ ہو پاتے ہوں۔ لیکن اب وہ بات نہیں رہی اب ماں کی سیرت ساز شخصیت از خود ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے نتیجتاً معاشرے میں وہ دین داری نہیں رہی اور نہ دینی غیرت۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین اپنی اولاد کی خواہ لڑکی ہو یا لڑکا اسلامی خطوط پر ان کی تربیت کریں اور اسی طرح بہو کے انتخاب میں خاص خیال رکھیں ایسی بہو کا انتخاب کریں جو اسلامی اقدار کی مالک ہو تا کہ اولاد کی تعلیم و تربیت اسلامی انداز سے کر سکے۔ یہ بات مسلم ہے کہ جن گھروں میں ابھی تک مشترکہ خاندانی نظام موجود ہے وہاں بڑی بوڑھیاں بچوں کو اسلامی تعلیمات سے آشنا کرتی ہیں۔ لیکن مغربی تہذیب یافتہ خواتین ان آداب و خصائص سے آگاہ نہیں ہوتیں انہیں تو شاید یہ بھی معلوم نہ ہو۔

((افتحو علی صبیانکم اول کلمة بلا اله الا الله ولقنوهم عند الموت لا اله الاالله)) (۱)

''اپنے بچوں کی زبان سے سب سے پہلے لا الہ الا اللہ کہلواؤ اور موت کے وقت اسی کلمہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو''

یہ بات ذہن میں رہے کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ آقائے دو جہاں ﷺ کا قول ہے۔

((مامن مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه أو ینصرانه

۱۔ البیہقی احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ ابو بکر، سنن البیہقی الکبریٰ، مکتبہ دار الباز مکہ مکرمہ، حدیث نمبر ۸۶۴۹

أو یمجسانه)) (۱)

''ہر پیدا ہونے والا بچہ (اسلام کی) فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں''

یہ بات بھی ذہن میں رہے بچے میں خیر چاہے کتنی ہی کیوں نہ ہو اور اس کی فطرت خواہ کتنی سلیم و صاف و ستھری کیوں نہ ہو تب بھی خیر کی بنیادی باتوں اور بہترین تربیت کے اصولوں پر وہ اس وقت لبیک نہیں کہے گا جب تک مربی کو اخلاق کی چوٹی اور اچھائیوں کی بلندی اور اسوۂ و نمونہ کی معراج پر نہ دیکھے۔ اس لئے ہر صاحب اولاد پر لازم ہے کہ وہ خود بھی پابند شریعت ہو اور اولاد کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تعلیم و تربیت کریں تا کہ کل وہ اچھے باپ اور اسلامی ماں بن سکیں۔ آج اسلام سے دوری کا یہ عالم ہے کہ مغربی نظریۂ حیات ہمارے گھروں میں داخل ہوتا جا رہا ہے مغربی معاشرت کی پروردہ مائیں والد صاحب کے باہر جانے پر اپنے بچوں کو ta ta یا bye bye سکھاتی ہیں جبکہ اللہ کے رسول نے تعلیم فرمائی۔

((اذا ادخلت علی اهلك فسلم يكون بركة عليك وعلى اهل بيتك)) (۲)

''جب تم اپنے گھروں کے پاس جاؤ تو سلام کرو یہ تمہارے لئے بھی اور تمہارے گھر والوں کیلئے باعث برکت ہوگا''

اسی طرح ایک اور روایت ہے

((اذا دخلتم بيتا فسلموا على أهله واذا خرجتم فأودعوا أهله السلام)) (۳)

''جب تم کسی گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو اور پھر جب گھر سے

۱- (ا) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۲۹۲

(ب) مالک بن انس، موطا مالک، دار احیاء التراث العربی، حدیث نمبر ۱۷۵۵

۲- الترمذی، الجامع الترمذی حدیث نمبر ۲۶۹۷

۳- معمر بن راشد، الجامع لمعمر بن راشد، الجزء ۱۰، ص ۳۸۹

جانے لگو تو ان کو دائی سلام کر کے نکلو"

لیکن کتنے دکھ کی بات ہے آج مغربی کلچر زدہ تعلیم نے ہماری اولادوں کو شریعت محمدیہ ﷺ سے بے بہرہ کر دیا ہے اس لئے لازم ہے والدین پر کہ وہ اپنے بچوں کی اسلامی تربیت کا خاص انتظام کریں۔ حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

((أكرموا أولادكم و أحسنو أدابهم)) (۱)

"اپنی اولاد کا اکرام کرو اور ان کو حسن ادب سے آراستہ کرو"

اسی طرح ایک اور حدیث پاک ہے

((ما نحل والدٌ والدامن نحل افضل من ادب حسن)) (۲)

"کسی باپ نے اپنی اولاد کو حسن ادب اور اچھی سیرت سے بہتر عطیہ نہیں دیا"

عصر حاضر میں یہ چلن بھی عام دیکھنے میں آیا ہے کہ والد صاحب از خود تو پابند صوم و صلوۃ ہوگا، لیکن بیٹے یا بیٹیاں چاہے جیسی صحبت اختیار کریں، چاہے جیسی معاشرت اختیار کریں انہیں اس پر دھیان نہیں ہوتا لیکن یاد رہے کہ یہ والدین کی ذمہ داری ہے اور انکی اس ذمہ داری کے متعلق سوال ہوگا۔ آج کا والد بس دنیاوی لوازمات بہم پہنچانے کو اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے حالانکہ ان کی روزی بہم پہنچانا تو رب تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے، ہاں حسن ادب سکھانا، نیک سیرت بنانا والدین کی ذمہ داری ہے۔

اللہ کے رسول پاک ﷺ کا ارشاد پاک ہے

حق الولد علی الوالد أن يحسن اسمه و أن يحسن ادبه (۳)

۱- ابن ماجہ، سنن ابی ماجہ، حدیث نمبر ۳۶۷۱

۲- الہیثمی علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، باب تادیب الاولاد، الجزء ۸، ص ۱۵۹

۳- (ا) الہیثمی علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، باب الاسماء و ماجاء الجزء ۸، ص ۴۷
(ب) البیہقی، شعب الایمان، حدیث نمبر ۸۶۵۸

"باپ پر بچے کا یہ حق بھی ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو اچھا ادب سکھائے"

لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج ہمارے بچوں کے نام مغربیت پر موسوم رکھے جاتے ہیں ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری سکولوں پر ڈال دی جاتی ہے۔ حالانکہ اخلاقی تربیت علمی کردار کی تربیت والدین کی ذمہ داری ہے۔ مفتی محمد شفیع مرحوم نے اولاد کی اخلاقی تربیت نہ کرنے کو قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

قتل اولاد کا جرم اور سخت گناہ ہونا جو اس آیت کریمہ "ولا تقتلوا اولادکم" میں بیان ہوا ہے وہ ظاہری قتل اور مار ڈالنے کے لئے تو ظاہر ہی ہے اور غور کیا جائے تو اولاد کو تعلیم و تربیت نہ دینا جس کے نتیجے میں خدا اور رسول ﷺ اور آخرت کے فکر سے غافل رہے۔ بداخلاقیوں اور بے حیائیوں میں گرفتار رہے۔ یہ بھی قتل اولاد سے کم نہیں، جو لوگ اپنی اولاد کے اعمال و اخلاق کے نتیجے میں اسلامی اخلاق تباہ ہوں وہ بھی ایک حیثیت سے اولاد کے مجرم ہیں۔ ظاہری قتل کا اثر تو صرف دنیا کی چند روزہ زندگی کو تباہ کرتا ہے۔ یہ قتل انسان کی اخروی اور دائمی زندگی تباہ کر دیتا ہے۔ (۱)

حضور ہادیٔ عالم ﷺ نے چار بیٹیوں کی پرورش و تربیت ایک شفیق باپ کی حیثیت سے اس عمدہ اور بہترین طریقہ سے کی کہ ان کی زندگی کا ہر پہلو دنیا بھر کی عورتوں کے لئے قابل تقلید ٹھہرا۔ چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراؓ کی ایسی تربیت فرمائی کہ ان کی ذات میں وہ تمام قدسی صفات مجتمع ہو گئیں جو انسان کے مثالی کمال کی آئینہ دار ہیں۔ اس حسن تربیت کا نتیجہ یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ جیسی زیرک اور ذہین و فطین ہستی نے بھی اعتراف کیا کہ جناب فاطمہ الزہراؓ سب عورتوں سے بڑھ کر دانا ہیں۔ آپؓ کا قول ہے:

۱۔ محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج ۳، ص ۲۹۵

عن عائشه ام المومنين قالت مار أيت احد أشبه سمتا و دلا وهد يا برسول الله في قيامها وقعودها من فاطمه بنت رسول ﷺ (۱)

''یعنی طرز کلام، نشست و برخاست میں حضرت فاطمہ الزہراؓ سے بڑھ کر حضور سرور کائنات ﷺ کے مشابہ کوئی نہ تھا''

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ تا کہ آپ ﷺ ہمیشہ مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ و اسوۂ حسنہ بنیں اور تمام انسانیت کے لئے ہر جگہ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روشنی کا مینارو پرسکون چاند ہوں۔

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (۲)

''تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے''

لیکن دکھ کی بات تو یہ ہے کہ آج ہم والدین بن کر بھی والدین جیسا حق ادا نہیں کر سکتے۔ ہمارا اندر کا کردار کھوکھلا ہے۔ ہماری چال، ہمارا کردار ذرا بھی قابل تقلید نہیں، ہم جب خود تارک شریعت ہیں پھر اولاد کی تربیت کیسے کریں۔ اسی لئے بار بار گزارش کی ہے کہ کوشش کر کے اولاد کی تربیت اسلامی خطوط پر کی جائے، کیونکہ اسی میں ہمارا اور ہماری اولاد کا بھلا ہے۔ یاد رہے اگر ہم ہادی عالم ﷺ کے اسوۂ کو چھوڑ کر اپنی راہ اختیار کریں تو یقیناً دنیا اور آخرت کے خسارے کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔ حضور فخر موجودات ﷺ کا قول پاک ہے۔

۱- (ا) الحاکم ابو عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۴۷۷۱

(ب) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۳۸۷۲

۲- الاحزاب: ۳۳، ۲۱

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے ماں باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو جائے''

لیکن افسوس کی بات ہے آج ہم نے اولاد کی خواہشات کی پیش نظر رکھا ہوا ہے۔ تعلیمات نبوی ﷺ کو چھوڑ کر اولاد کی خوشی اور رضا کو مقصد زندگی بنا ڈالا ہے۔ قطع نظر اسلامی شریعت کی کیا حدود و قیود ہیں ہم عقل ناقص کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے میں سر گرداں ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ دنیا بھی خوار ہے اور یقینا عاقبت بھی خوار ہوگی۔

لہٰذا آخرت میں سرخرو ہونے کا ایک ہی امر ہے کہ اولاد کو اسلامی طرز حیات پر گامزن کیا جائے اس ضمن میں بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت پر یکساں توجہ دی جائے تا کہ آئندہ چل کر وہ بچوں کی بہترین اولین درسگاہ ثابت ہوں۔ عورتوں کی تعلیم و تربیت اس لئے بھی حد درجہ ضروری ہے کہ آئندہ انہیں بچوں کی تربیت کرنا ہے ماں کے لئے شرعی نقطہ نظر سے بچوں کی تربیت کرنا ہے اور اس سلسلے میں وہ جواب دہ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((المرأة راعية على بيت بعلها و ولده وهي مسئولة عنهم)) (۱)

''عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے مال بچوں کی نگران ہے اور بچوں کے بارے میں (بروز قیامت) اس سے باز پرس ہوگی''

یقینا امتحان میں وہی کامیاب ہوتا ہے جس نے بھرپور تیاری کی ہو۔ ذرا والدین یہ سوچیں کہ جب ان کی بچی بارگاہ الٰہی میں جوابدہ ہوگی تو ہوسکتا ہے کہ ''انگلی آپ پر بھی اٹھا دے کہ میرے والدین نے میرے اس امتحان کے لئے کیا تیاری کروائی تھی؟ مجھے

۱- (ا) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۸۹

(ب) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث: ۱۷۰۵،

کون سے شرعی اعمال سکھائے تھے؟ تاکہ میں انہیں خطوط پر اپنی اولاد کی پرورش کر پاتی اس لیے ہر صاحب اولاد پر لازم ہے کہ بیٹی کی ایسی تربیت کرے کہ وہ بروز قیامت فخر کرے کہ یہ میرے والدین ہیں انہوں نے مجھے سبق دیا تھا اور پھر میں نے اولاد کو سکھایا۔ آج ہم سب کامیاب ہیں۔ ویسے بھی مذہب اسلام بیٹی کی تعلیم و تربیت کو اجر و ثواب کا درجہ دیتا ہے۔

حضور رحمت للعالمین ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

((من ابتلی من البنات بشئی فأحسن الیھن کن له سترا من النار)) (۱)

''جو شخص بیٹیوں کے ساتھ آزمایا گیا اور اس نے ان کے ساتھ نیکی کی (یعنی اچھی تعلیم و تربیت کی) وہ اس شخص کے لئے آگ سے رکاوٹ ہوگی''

ابن مسعود انصاریؓ ایک اور روایت میں بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((نفقة الرجل علیٰ اھله صدقة)) (۲)

''آدمی کا ثواب کی نیت سے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے''

یقیناً حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کمی و کوتاہی ہو جاتی ہے اور انسان کے نامۂ اعمال میں گناہ لکھ دیئے جاتے ہیں لیکن صدقہ ایک ایسا عمل ہے جو گناہوں کو دھو دیتا ہے، لیکن اگر کوئی بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے تو دوہرا ثواب، اول اپنے گناہوں سے چھٹکارا دوئم اولاد کی اچھے انداز میں تربیت۔ اگر والدین بچوں کی دنیاوی اور دینی تعلیم پر اٹھنے والے خرچ کا تقابلی جائزہ لیں تو یقیناً یہ بات سامنے آتی ہے کہ دینی تعلیم پر خرچ کم

۱- البیہقی، احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ ابو بکر، سنن البیہقی الکبریٰ، الجزء ۷، ص ۴۷۸

۲- الترمذی، الجامع ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی النفقۃ فی الاہل، حدیث نمبر ۱۹۶۵

اٹھتا ہے۔ جبکہ اس تعلیم کا فائدہ واجر وثواب ڈھیروں ہے۔ جو والدین اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم دلاتے ہیں یقیناً یہی بچے مقام والدین سمجھتے ہیں اوران کی حیات میں اور بعد از حیات ان کی بخشش کا ذریعہ بنیں گے۔ بلکہ نیک اولاد والدین اور جہنم کے درمیان بروز آخرت آڑ بن جائیں گے۔(۱) لیکن جس اولاد کی تربیت اخروی لحاظ سے نہ کی گئی محض دنیاوی فائدے کے لئے مغربی تہذیب کے مطابق تعلیم وتربیت کی گئی تو عام فہم انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہی اولاد والدین کی زندگی اور بعد زندگی میں جس قدر غلطیوں کا ارتکاب کرے گی والدین بھی اس گناہ میں شریک کار رہیں گے۔ کیونکہ یہی بچے بروز قیامت رب تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے باری تعالیٰ انہوں نے ہماری تربیت ان خطوط پر کی تھی اس لئے ان کو بھی عذاب میں شامل حال کر۔

بلاشبہ منصف، سمجھدار مربی، ہمیشہ مفید ترین وسائل کی ٹوہ میں لگا رہے گا اور تربیت سے متعلق ایسے قواعد وضوابط تلاش کرتا رہے گا جو عقیدہ واخلاقی لحاظ سے بچے کی تربیت میں مؤثر اور بنیادی حیثیت رکھتے ہوں، اور جن سے بچے کی نفسیاتی و معاشرتی اور عملی تیاری ہو سکے۔ تاکہ بچہ کمال کی چوٹی اور پختگی کی بلندی کو پہنچ سکے اور عقل و سمجھدار اور تحمل و بردباری کے بہترین مظاہر سے آراستہ ہو۔

پس ہر صاحب اولاد کی ذہن میں یہ بات رہے کہ دنیا کی سبھی لطافتیں، اس دنیا کی ترقی وتنزلی اسی دنیا میں ہی دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اگر کچھ کام آتا ہے تو نیک اعمال ورنہ سب نے خالی ہاتھ جانا ہے۔ ہر صاحب اولاد کو سوچنا چاہیے کہ آپ جو اولاد کی محبت میں رشوت لیتے ہیں۔ حرام کے ذرائع سے اولاد کے لئے گھر بنوا رہے ہیں۔ اس گھر میں جب تک آپ کا بیٹا رہے گا آپ کو گناہ ملتا رہے گا۔ آپ نے جو ٹی وی لے دیا، آپ نے

۱۔ الترمذی، الجامع ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی رحمۃ الولد

جو کمپیوٹر لے کر دیا، جب تک آپ کا بچہ غلط استعمال کرتا رہے گا آپ بھی اس کے گناہ کے شریک کار ہیں۔ اسی طرح ہر وہ چیز جو آپ نے اولاد کی محبت میں غلط ذرائع سے جمع کر رکھی ہے۔ وہ چیز جب تک استعمال میں رہے گی آپ کے نامہ اعمال میں اس کا گناہ لکھا جاتا رہے گا۔ اسی طرح وہ تعلیم جو آپ نے اپنی اولاد کو دی ہے یا دلوائی ہے جب تک زمین پر شر و فساد کا ذریعہ بنتی رہے گی آپ بھی گناہ میں شامل حال رہیں گے۔ جب تک آپ کی بیٹی آپ کی دی ہوئی تربیت، آپ کی دی ہوئی کھلی چھٹی، آپ کے پوچھ گچھ نہ کرنے کے سبب خود گناہوں کا سبب بنے گی یا بازاروں میں، دفتروں میں گناہ کی دعوت عام دیتی پھرے گی آپ بھی اس کے گناہ کے شریک کار رہیں گے۔

لیکن وہ والدین جو اولاد کے لئے حلال کی کمائی کے سوا کچھ نہ چھوڑ گئے وہ مال جب تک اولاد کھائے گی استعمال کرے گی۔ والدین کے حق میں صدقہ جاریہ لکھا جاتا رہے گا۔ اسی طرح اگر دینی تربیت کر گئے، جب تک بچہ نیک و صالح اعمال کرتا رہے گا ماں باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔ اسی طرح ان کی دی ہوئی تربیت سے وہ جس جس کی اصلاح کریں گے ان کو ثواب ملتا رہے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ نیک و صالح اولاد از خود ماں باپ کی بخشش، درازعمری اور رب کی رضا چاہتے رہیں گے۔ اب فیصلہ ہر صاحب اولاد کے ہاتھ میں ہے کہ اولاد کی تربیت کیسی کرنی چاہیے چند سالہ دنیاوی زندگی کی رونق چمک دمک چاہیے یا آخرت کی نا ختم ہونے والی زندگی اپنے فوائد و ثمرات کے ساتھ چاہیے۔

باب دوازدہم

غلط انتخاب زوج کے اثرات

شریعت اسلامیہ میں خاندانی نظام مرد وعورت کے باہمی عقد سے وجود میں آتا ہے اس عقد کے ذریعے رب تعالیٰ کی نصرت سے جذبہ رحمت ومودت پیدا ہوتا ہے، یہی تادم زیست تعلق افراد کی زندگی میں سکون، استقلال اور ثبات پیدا کرتا ہے۔ یہ شرعی عقد ہی مرد وعورت کی انفرادیت کو اجتماعیت میں بدل دیتا ہے، اس نظام کے دائرے میں محبت اور امن اور ایثار کی وہ پاکیزہ فضا پیدا ہوتی ہے جو ایک نسل اپنے بعد آنے والی نسل کو انسانی تمدن کی وسیع خدمات سنبھالنے کیلئے نہایت محبت، ایثار، دلسوزی اور خیر خواہی کے ساتھ تیار کرتی ہے۔(۱)

یہ سلسلہ حیات حضرت آدم علیہ السلام سے چلا اور تا قیامت یونہی چلتا رہے گا۔ مرد اور عورت یونہی نسل انسانی کو وجود بخشتے رہیں گے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ نے اپنی حکمت سے مخلوق انسانی کو جو تخلیق فرمایا کیا محض بے مقصد تخلیق فرمادیا۔ اس کا جواب قرآن پاک میں از خود اللہ رب العزت نے دیا ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ﴾ (۲)

''نہیں پیدا کیے جن وانس مگر اپنی عبادت کیلئے''

۱- ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، ص ۳۴۳

۲- الذاریٰت: ۵۱، ۵۶

گویا انسان اس دنیا میں رب ذوالجلال کی بندگی کے لئے آیا ہے پھر تو انسان پر لازم آتا ہے کہ آنے والی نسل ایسے محاسن اور اخلاق کریمانہ والی پیدا کرے، پرورش کرے جو رب تعالیٰ کی اطاعت کرنے والی ہو۔ اس کے دیئے گئے دستور حیات پر زندگی گزارنے والی ہو۔لیکن کیا یہ عظیم مقصد ایک عام مرد اور ایک عام سی عورت سے پورا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ اس قدر عظیم مقصد کے لئے بھی عظیم معماروں کی ضرورت ہے جو نسل انسانی کی ایسی خوبصورت بنیاد ڈالیں کہ خوبصورت اور عظیم الشان عمارت کھڑی کی جا سکے۔

اس لحاظ سے انتخاب زوج انتہائی اہمیت کا حامل ہے، اگر زوج اس قابل ہے کہ وہ اللہ رب العزت کی منشاء کو پورا کر سکے تو قابل انتخاب ہے اگر اس میں وہ گن یا قابلیت نہیں تو وہ پھر کس کام کا۔ عام مشاہدے کی بات ہے کہ معمولی سے معمولی کام کے لئے اچھے سے اچھا مستری، کاریگر بلاتے ہیں۔ جبکہ عظمت والے مقصد کے لئے جس پر ہماری دنیا اور آخرت کی فلاح کا دارومدار ہو، ہم کیسے عام سے ہاتھوں میں سونپ سکتے ہیں۔ سو اس ساری بحث سے یہ معلوم ہوا کہ ازدواجی زندگی کے لئے انتخاب زوج بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

حیات انسانی میں انسان اپنے بڑے دشمن شیطان کے ہاتھوں اس وقت سب سے بڑی مات کھاتا ہے، جب وہ اپنے لئے یا والدین اپنی اولاد کا رشتہ کرنے لگتے ہیں۔ شیطان جو ازل سے انسان کو بھٹکانے پر لگا ہوا ہے وہ مقدور بھر کوشش کرتا ہے کہ انسان بھٹک جائے اور زوج کا انتخاب غلط کرے۔ اس لحاظ سے وہ برے رشتے کو بھلا دکھاتا ہے۔ دل میں اس کے لئے رغبت پیدا کرتا ہے اور بھلے رشتے کو برا کر کے دکھاتا ہے۔ اگر کوئی صاحب ایمان ہے تو اس کے ذہن و دل میں ایسے وسوسے القاء کرے گا کہ وہ انتخاب زوج کی نسبت صحیح فیصلہ یا چناؤ نہ کر پائے۔

انتخاب زوج کے وقت شیطان کا بھٹکانا ہر ذی شعور صاحب ایمان کے ذہن میں آتا ہے کہ جب مسلمان لڑکے اور لڑکی کا رشتہ اسلامی معیارات کے مطابق نہ ہوگا تو شیطان کے لئے کئی قسم کے فتنے زمین پر پیدا کرنا آسان ہو جائے گا۔ مرد و عورت میں ازدواجی بندھن سے وہ جذبہ رحمت و مودت نہ ہو پائے گا۔ نتیجتاً مرد اپنی زوجہ کو ناپسند کرے گا اور اس سے نفرت کرے گا۔ اسی موڑ سے شیطانی کام آسان ہو جائے گا۔ یہی مرد شیطانی بہکاوے میں آ کر کئی قسم کے گناہوں کا ارتکاب کرے گا۔ عصری بے راہ روی اس کی زندہ مثال ہے۔ اسی طرح وہ عورت جس کے متعلق رہبر انسانیت ﷺ فرما گئے۔

((ماتر کت بعدی فتنة هي اضر علی الرجال من النساء)) (۱)

''میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ نہیں چھوڑا''

یہی عورت پھر کئی قسم کے فتنوں کا سبب بنے گی۔ آلہ کار میاں بیوی بنیں گے اور مقصد شیطان کا پورا ہوگا۔ اس سارے فساد کا موجب وہ والدین ہوں گے جنھوں نے اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ دیکھ بھال کر نہ کیا تھا۔ اسلامی معیارات کو چھوڑ کر دنیاوی معیارات کو ترجیح دی تھی، کتنا افسوس ہوتا ہے ایسے غافل والدین پر جو اپنے بچوں کے تاحیات رفیق کے چناؤ میں غفلت برتتے ہیں اپنے مستقبل کو محفوظ ہاتھوں میں منتقل کرنے کے بجائے کوتاہی برتتے ہیں۔

انتخاب زوج میں والدین کی غلطی کی وجہ سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے، اسے بھٹکانا،

۱- (ا) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۷۴۰

(ب) الترمذی، الجامع الترمذی، حدیث نمبر ۲۷۸۰

(ج) محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۵۹۶۸

راہ راست سے ہٹانا، شیطان کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ آج ہر صاحب اولاد اندر سے پریشان ہے کہ اس نسل کو کیا ہو گیا ہے؟ لیکن سچ تو یہ ہے کہ یہ ان کی کاشت کی ہوئی پیدا وار ہے۔ اس جنس کے لئے جو کھیت منتخب کیا گیا تھا آج اس کا ثمر آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نسل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ماننے والی ہو۔ اسلام کی امین ہو تو آج سے اپنی پسند کے زاویے بدل ڈالئے، معاشرتی تقلید کو ترک کر دیجئے۔ مقصود نظر صرف یہ بنا ڈالئے کہ شریعت اسلامی کیا رہنمائی کرتی ہے؟ انشاء اللہ، اللہ کی نصرت آپ کے ساتھ ہو گی۔ آپ دین اسلام کی نصرت کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت کرے گا اور یقینی بات ہے کہ آپ کے گھر میں بھی عبدالقادر جیلانیؒ، یا شاہ ولی اللہؒ، محدث دہلوی جیسی شخصیات پیدا ہو سکتی ہیں۔

غلط انتخاب زوج کے اثرات

عصر حاضر میں مغربی تقلید نے مسلمانوں کے خاندانی نظام میں دراڑیں ڈال دی ہیں۔ وہ مشرقی روایات جن کی دنیا بھر میں مثالیں دی جاتی تھیں آج وہ ماضی کا قصہ بنتی جا رہی ہیں۔ نوجوان نسل اسلامی اقدار کا منہ چڑاتی پھر رہی ہے۔ وہ خواتین جو نیکی کی دیویاں تھیں، آج بے پردہ ہو کر عصری فیشن سے لیس ہو کر بازاروں کی پہرہ دار ہیں۔ یہ سب کچھ از خود ہو رہا ہے یا اس کے پیچھے کچھ مضبوط ہاتھ ہیں۔ کسی کے پاس وقت نہیں ہے کہ وہ سوچے ہر ایک یہی گیت آلاپ رہا ہے ادھر چلو جس رخ کی ہوا چلے۔

انسانی زندگی میں انتخاب زوج جس قدر اہمیت کا حامل ہے شاید ہی کوئی اور Factor اس قدر اثر انداز ہوتا ہے۔ انتخاب اچھا ہو تو فوائد، ثمرات شمار میں نہیں آ سکتے۔ لیکن اگر انتخاب غلط ہے تو بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اسی معاشرتی رجحان کی وجہ سے آج ہر دوسرے گھر میں ازدواجی مسائل پیدا ہو رہے ہیں اکثر اخبارات کی شہ سرخیاں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ دل لرز سا جاتا ہے چند خبروں کی سرخیاں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ بیٹی کی شادی پر جھگڑے میں خاوند نے ساتھیوں کی مدد سے ٹانگیں اور ہاتھ کاٹ کر بیوی کو پھانسی دے دی۔ (۱)

۲۔ مرضی کا رشتہ نہ کرنے پر بیٹے نے باپ کو گولی مار دی۔ (۲)

۳۔ دوسری شادی کی اجازت نہ دینے پر بیوی کو گولی مار دی۔ (۳)

۴۔ شادی شدہ عورت نے اپنے آشنا سے مل کر خاوند کو قتل کر دیا۔ (۴)

۵۔ دوسری شادی کرنے پر ماں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (۵)

۶۔ لو میرج میں ناکامی پر دل برداشتہ جوڑے نے اپنے اپنے گھر میں زہر کھا کر خودکشی کر لی۔ (۶)

۷۔ بیوی عدالت میں خلع لینا چاہتی تھی، شوہر نے بیوی پر تیزاب پھینک دیا حالت بگڑنے پر بدکاری کا مقدمہ درج کروا دیا۔ (۷)

۸۔ بہن کو طلاق ملنے پر تین بھائیوں نے بہنوئی کے باپ کو قتل کر دیا۔ (۸)

۹۔ لو میرج کرنے والی لڑکی کو دارالامان سے عدالت لے جاتے ہوئے گولی مار دی گئی۔ نماز جنازہ میں نہ میکے والے شریک ہوئے نہ سسرال والے، شوہر پہلے ہی جیل میں تھا۔ (۹)

۱۰۔ اولاد نہ ہونے پر شوہر نے زندگی عذاب بنا دی۔ طلاق چاہیے، دارالامان میں مقیم لڑکی کا مطالبہ۔ (۱۰)

مذکورہ بالا خبروں سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ہمارے معاشرے میں چادر اور

۱۔ نوائے وقت، لاہور، ۲۲ اگست ۱۹۹۷ء

۲۔ اردو نیوز، جدہ ۱۲ نومبر ۱۹۹۷ء

۳۔ جنگ، ۱۱ نومبر ۱۹۹۷ء

۴۔ نوائے وقت، لاہور، ۱۸ اگست ۱۹۹۷ء

۵۔ نوائے وقت، لاہور، ۱۱ اگست ۱۹۹۷ء

۶۔ نوائے وقت، لاہور، ۱۱ اگست ۱۹۹۷ء

۷۔ نوائے وقت، لاہور، ۱۳ جولائی ۱۹۹۷ء

۸۔ نوائے وقت، لاہور، ۲۹ جولائی ۱۹۹۷ء

۹۔ جنگ، ۳۰ جولائی ۱۹۹۷ء

۱۰۔ صحافت، لاہور، ۲۵ اگست ۱۹۹۷ء

چار دیواری کے اندر کی زندگی کس قدر المناک بن چکی ہے اس صورت حال کا ذمہ دار کون ہے؟ کیا والدین نے تربیت اولاد کی طرف دھیان دیا؟ کیا والدین نے ازدواجی زندگی کا جو منشور اسلام نے دیا ہے اسکی پیروی کی؟ ہرگز نہیں تو یقین مانئے پھر ایسے مسائل ہر گھر کی کہانی بنتے رہیں گے۔ مختصر یہ کہ انتخاب غلط ہے تو تفصیل لکھی نہیں جا سکتی۔ پھر بھی صرف یاد دہانی کے لیے چند نقصانات رقم کیے جا رہے ہیں صرف اس امید پر کہ شاید کوئی قاری پڑھ کر اپنے فرائض محسوس ہی کرے۔

۱۔ غلط انتخاب سے رب تعالیٰ کی ناشکری ہوتی ہے اہل کو چھوڑ کر نا اہل کو ترجیح دی جا رہی ہوتی ہے۔

۲۔ غلط انتخاب سے رب تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور انسان سزا کا مستحق بن جاتا ہے۔

۳۔ غلط انتخاب سے دو خاندانوں میں محبت اتحاد و یگانگت پیدا نہیں ہو سکتی جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔

۴۔ غلط انتخاب سے زوجین کے مابین وہ جذبہ مودت و رحمت پیدا نہیں ہو سکتا جو اس جاودانی رشتے کا راز ہے۔

۵۔ غلط انتخاب سے دو گھروں کا سکون، آرام اور راحت لٹ جاتا ہے۔

۶۔ غلط انتخاب سے بعض دفعہ طلاق تک واقع ہو جاتی ہے۔ جو رب تعالیٰ کی ناپسندہ چیز ہے۔

۷۔ غلط انتخاب سے دو خاندانوں میں دشمنی تک پیدا ہو جاتی ہے جو دونوں خاندانوں میں دور رس اثرات مرتب کرتی ہے جس سے نہ صرف

روپیہ پیسہ کا ضیاع ہوتا ہے بلکہ غلط جھگڑوں میں بیٹے یا بیٹی کی عمر بھی بیت جاتی ہے۔

۸۔ غلط انتخاب سے گھر میں اسلامی ماحول نہیں بن سکتا پورے گھر میں شیطانیت کا راج ہوتا ہے۔ جس سے گھر میں بے برکتی رہتی ہے۔

۹۔ غلط انتخاب سے ہروقت گھر میں لڑائی جھگڑے رہتے ہیں زیادہ تر خواتین تشدد کا نشانہ بنتی ہیں۔

۱۰۔ غلط انتخاب کا اہم ترین نقصان اسلام سے دوری ہے جو دنیا اور آخرت میں ذلالت کا باعث بنتی ہے۔

۱۱۔ غلط انتخاب سے رب تعالیٰ کی منشاء پوری نہیں ہوتی۔ یعنی پیدا ہونے والی نسل رب تعالیٰ کی بندگی کرنے والی نہیں ہوتی۔ یوں عصر حاضر کی طرح معاشرے میں روشن خیالی اور بے راہ روی فروغ پاتی ہے۔

۱۲۔ غلط انتخاب سے میاں بیوی کے درمیان آئے دن تنازعات ہوتے ہیں جو بچوں پر برے اثرات ڈالتے ہیں۔ جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

نفسیاتی اثرات:

ایسے ماحول کے پرودہ بچوں میں قوت فیصلہ ختم ہو جاتی ہے اور وہ خود اعتمادی کی دولت سے محروم ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ والدین سے اپنی ضروریات تک کا ذکر نہیں کر سکتے۔ ان کی ذات میں اس قدر چڑچڑاپن آجاتا ہے کہ وہ بات بات پر بگڑ جاتے ہیں حتیٰ کہ مثبت کام میں بھی کسی سے مدد لینا گوارہ نہیں کرتے اگر کوئی نصیحت کر دے تو انہیں معیوب لگتا ہے۔ ایسے بچے زندگی میں ہمیشہ ناکام رہتے ہیں، عملی کام کی بجائے خیالی پلاؤ پکاتے

رہتے ہیں۔ ان کے اندر ہر وقت جذباتی کشمکش رہتی ہے اپنی ناکامیوں کا الزام دوسروں پر ڈالتے ہیں۔ ایسے ماحول کی پروردہ بچیاں مرد کو ظالم و جابر سمجھتی ہیں۔ ان کی ذہنی سطح اس قدر مسخ ہو جاتی ہے کہ ذہن نشوونما نہیں پا سکتا۔ تعلیم، کھیل غرض زندگی کے ہر میدان میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ایسے ماحول کے پروردہ بچے اپنی زندگی کا از خود لائحہ عمل نہیں بنا سکتے۔ ایسے ماحول کے بچوں میں عام بچوں سے ہٹ کر خودکشی کا رجحان کہیں زیادہ پایا جاتا ہے۔ ایسے بچے اپنے دین سے دور ہو جاتے ہیں۔

معاشرتی نقصانات:

ایسے ماحول کے پروردہ بچے بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تعمیری کاموں کی بجائے تخریبی کاموں میں زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ سگریٹ نوشی، نشہ بازی، جھوٹ فریب، ڈاکہ زنی حتیٰ کہ قتل و غارت کی عادات میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ ایسے بچے بات بات پر الجھ کر لڑنا شروع کر دیتے ہیں ان کے لیے بڑے چھوٹے کی تمیز نہیں رہتی، وہ خود سر اور آوارہ بن جاتے ہیں۔ زیادہ تر بد اخلاق، نکمے آوارہ بچوں کے ساتھ صحبت رکھنا پسند کرتے ہیں۔ ایسے بچے دینی تعلیم اور عبادات الہیہ سے دور بھاگتے ہیں۔ خاندان میں مل جل کر رہنے کی بجائے تنہائی پسند بن جاتے ہیں۔ تعلیم میں ان کا جی نہیں لگتا۔ اکثر سکول سے بھاگ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہی عادت گھر سے بھاگنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

خلاصہ بحث

''اسلام میں انتخاب زوج''

کے عنوان کے تحت گزشتہ اوراق میں اپنی حد تک تفصیلی بحث کی ہے۔ تاریخی حقائق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل بنت حوا ظلم و بربریت کا شکار تھی، عورت زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے ظلم کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔ غرض اگر ہم غیر جانبداری سے بحث کو سامنے رکھیں تو درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

۱۔ اسلام سے قبل بنت حوا کو نکاح اور طلاق وغیرہ اور تمدنی و معاشرتی امور میں کسی قسم کا حق حاصل نہ تھا۔ عورت کی یہ حیثیت غیر مہذب اور ناشائستہ اقوام تک ہی محدود نہ تھی، بلکہ وہ اقوام جو اپنی ترقی میں اوج ثریا تک پہنچ چکی تھیں۔ وہ بھی جابرانہ سلوک سے مبرا نہ تھیں۔

۲۔ اسلام نے سب سے پہلے عورت کا احترام گردانا، اسے ذلت و رسوائی کی دلدل سے نکال کر عزت کے تخت پر بٹھایا، عورت کو ماں، بیٹی، بہن، بیوی کی حیثیت سے بلند مقام دیا۔ اس کے حقوق کا تعین کیا اور ان کا تحفظ کیا۔ حیا و عفت اور غیرت کو دین کی بنیادی قدریں بتائیں اور معاشرے میں اس کی ترویج اور اشاعت پر زور دیا ہے۔

۳۔ مذہب اسلام نے عورت کی تخلیق اور فرائض منصبی کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اسی طرح مرد اور عورت کے ازدواجی تعلق کو تکثیر آدم اولاد کا ذریعہ اور ''لتسکنو الیھا'' کا ذریعہ بتایا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مذہب اسلام انتخاب زوج کی رغبت دلاتا ہے حتیٰ کہ بیواؤں کو بھی نکاح کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

۴۔ شادی، بظاہر انسان کا طبعی معاملہ ہے لیکن اس کا عظیم مقصد اللہ تعالیٰ کی اس زمین پر اللہ رب العزت کے ماننے والوں کا تسلسل قائم رکھنا ہے۔ یہ عظیم مقصد صرف اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب رشتہ صرف انہیں سے جوڑا جائے جن سے رشتہ جوڑنے کی اسلام نے رغبت دلائی ہے۔ وہ ازدواج خواہ پسند بھی کیوں نہ ہوں لیکن اگر شریعت اسلامی نے ممانعت فرمائی ہے تو جائز نہیں کہ ان سے عقد کیا۔

۵۔ انتخاب زوج کا فیصلہ اگر نوجوان مرد یا عورت از خود کرے تو لغزش کھانے کے امکانات زیادہ ہیں۔ اس لیے مذہب اسلام نے نکاح کی شرطوں میں ولی کی رضامندی لازمی رکھی ہے کہ وہ جہاں دیدہ ہیں، مقصد زوجیت کو بھلے انداز میں سمجھتے ہیں اور اس لیے انہیں اختیار دیا گیا کہ وہ انتخاب زوج میں اپنا مثبت کردار ادا کریں۔

۶۔ بنی نوع انسان کی اصل ذمہ داری عبادات الہیہ اور بقائے نسل کا فرض ہے۔ اس کار خیر میں مرد اور عورت اپنی اپنی اہلیت و صلاحیت کے مطابق ذمہ دار ہیں۔ عورت کو قدرت نے جس غرض کے لیے مخلوق کیا ہے وہ غرض نوع انسانی کی تکثیر اور اس کی حفاظت و تربیت ہے۔ لہٰذا عصر حاضر میں عورت کو مغربی بھیڑ چال اور روشن خیالی کا شکار ہونے کی بجائے اپنے فرائض منصبی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے۔

۷۔ اسلام کے نظام معاشرت میں کفالتی ذمہ داریاں تمام مردوں پر ڈالی گئی ہیں۔ عورتوں پر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی۔ مرد ہی نان ونفقہ کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے اور وہی بچوں کا کفیل بنایا گیا ہے۔

۸۔ اسلام معاش عورت کو تسلیم کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ عورت یکسوئی کے ساتھ خاندانی فرائض انجام دیتی رہے اور معاشی مصروفیت کی وجہ سے عظیم مقصد سے بے رخی یا غفلت برتنے پر مجبور نہ ہو جائے۔

۹۔ مذہب اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ یہ مذہب تا قیامت اللہ تعالیٰ کا منتخب کردہ مذہب ہے۔ وقت کا بہاؤ چاہے جس تہذیب کو جس رنگ میں پیش کرے مسلمان مرد اور عورت کو اپنی اسلامی تہذیب اور اسلامی شعار سے بغاوت نہیں کرنی چاہیے۔ انتخاب زوج میں مکمل فہم وفراست سے لینا چاہیے کیونکہ اس کے ساتھ اثرات آنے والی نسلوں پر گہرے نقوش چھوڑتے ہیں۔

کتابیات

ابن حجر، ابوالحسن احمد بن علی، فتح الباری، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ

ابن حجر، ابوالحسن احمد بن علی، لسان المیزان، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۰۶ھ

ابن حجر، ابوالحسن احمد بن علی، تلخیص الحبیر، المدینۃ المنورۃ، ۱۳۸۴ھ

ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۱ھ

ابن ماجہ، محمد بن یزید ابوعبداللہ، سنن ابن ماجہ، دار الفکر، بیروت، (س،ن)

ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دار الفکر، (س،ن)

ابوداؤد سلیمان بن داؤد، مسند الطیالسی، دار المعرفۃ، بیروت

ابوعبداللہ محمد بن سلامۃ بن جعفر، مسند الشہاب، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۶ء

ابوعثمان سعید بن منصور الخراسانی، کتاب السنن، الدار السلفیۃ، الھند، ۱۹۸۲ء

ابی شیبہ ابوبکر عبداللہ بن محمد ابن الکوفی، مصنف ابن ابی شیبۃ، مکتبۃ الرشد، الریاض، ۱۴۰۹ھ

ابوعبدالرزاق بن ھمام الصنعانی، مصنف عبدالرزاق، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۳ھ

احمد بن حنبل ابوعبداللہ الشیبانی، مسند احمد، موسسۃ قرطبۃ، مصر، (س،ن)

ابومحمد، عبدالعظیم بن القوی المنذری، الترغیب والترھیب، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۷ھ

اسرار احمد ڈاکٹر، اسلام میں عورت کا مقام، انجمن خدام القرآن، لاہور، ۲۰۰۳ء

اصلاحی، امین احسن، تدبر القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، ۱۹۷۶ء

العمر عمری، جلال الدین سید، مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ، الفیصل پبلشرز، لاہور، ۱۹۸۶ء

العمر عمری، جلال الدین سید، عورت اسلامی معاشرہ میں، اسلامی پبلیکیشنز، ۱۹۸۲ء

ابوالکلام آزاد، مسلمان عورت، طارق اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۹ھ

ابن الھام کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر مع الکفایۃ، المکتبۃ النوریۃ رضویۃ، سکھر، ۱۹۷۹ء

ابوالفرج، عبدالرحمٰن بن علی بن محمد، دارالمعارف، بیروت ۱۳۹۹ھ

ابی محمد بن عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ، کتاب عیون الاخبار، داراحیاء التراث العربی، بیروت (س،ن)

بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، داراحیاء التراث العربی، بیروت (س،ن)

البیہقی، احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ، سنن البیہقی الکبریٰ، مکتبۃ دارالباز مکۃ المکرمہ ۱۴۱۴ھ

تاراچند، منوسمرتی، مالک موہیال متر پریس سیالکوٹ (س،ن)

الترمذی، محمد بن عیسیٰ ابوموسیٰ، جامع الترمذی، داراحیاء التراث العربی، بیروت (س،ن)

ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، مترجم سید عبدالدائم الجلالی، ادب منزل، کراچی ۱۹۷۸ء

الجصاص، ابوبکر احمد بن علی، احکام القرآن، دارالکتب العربی، بیروت (س،ن)

الحاکم محمد بن عبداللہ ابوعبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۱ھ

خالد علوی، انسان کامل، فیصل پبلشرز لاہور، ۲۰۰۲ء

دیانند، ستیارتھ پرکاش، راج پال پبلشرز لاہور، ۱۹۲۷ء

الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابومحمد، سنن الدارمی، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ

الدارقطنی، علی بن عمر، ابوالحسن، سنن الدارقطنی، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۳۸۶ھ

الدیلمی، ابی شجاع شیرویہ، الفردوس الماثور الخطاب، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۰۶ھ

الرازی، فخرالدین، امام، تفسیر الکبیر، دارالکتاب العربی، بیروت (س،ن)

زمخشری، ابوالقاسم جاراللہ، الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، دارالمعرفۃ، بیروت (س،ن)

السیوطی جلال الدین، عائشہ، مترجم محمد احمد پانی پتی، گلوب پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۷۱ء

السرخسی شمس الدین، کتاب المبسوط، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۳۹۸ھ

شاہ معین الدین ندوی، دین رحمت، ایجوکیشن پریس کراچی، ۱۹۶۷ء

شبلی نعمانی، الکلام، معارف اعظم گڑھ ہند، ۱۳۵۵ھ

الشوکانی محمد بن علی بن محمد، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، مکتبۃ الکلیات الازھریۃ، القاہرہ، ۱۳۹۸ھ

صبحی محمصانی ڈاکٹر، فلسفہ شریعت اسلام، مترجم محمد احمد رضوی، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۸۱ء

الطبرانی سلیمان بن احمد بن ایوب ابوالقاسم، مسند الشامین، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ

الطبرانی سلیمان بن احمد بن ایوب ابوالقاسم، المعجم الکبیر، مکتبۃ العلوم دار الحکم، الموصل، ۱۴۰۴ھ

الطبرانی سلیمان بن احمد بن ایوب ابوالقاسم، المعجم الاوسط، مکتبۃ العلوم دار الحکم، الموصل، ۱۴۰۴ھ

الطبرانی سلیمان بن احمد بن ایوب ابوالقاسم، المعجم الصغیر، دار عمار، بیروت عمان، ۱۳۵۵ھ

الطبری، محمد بن جریر بن یزید بن خالد، تفسیر الطبری، دار الفکر، بیروت، ۱۳۵۵ھ

ظفیر الدین مولانا، اسلام کا نظام عفت و عصمت، اعظم گڑھ ہند، ۱۹۵۴ء

عابدہ علی ڈاکٹر، عورت قرآن و سنت اور تاریخ کے آئینے میں، اسلامی پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۹۸ء

عبداللہ ناصح علوان، تربیت اولاد کا اسلامی نظام، علم و عرفان پبلیکیشنز، لاہور ۱۹۹۸ء

عبد بن حمید، مسند عبد بن حمید، مکتبۃ السنۃ، القاہرہ، ۱۹۸۸ء

عبداللہ بن احمد قدامۃ، المغنی، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۵ھ

عبدالباری ندوی مولانا، تجدید دین کامل، مطبوعہ کراچی

عبدالرحمٰن کیلانی مولانا، تیسیر القرآن، مکتبہ لسلام لاہور، ۲۰۰۲ء

عبدالقیوم ندوی مولانا، اسلام اور عورت، سویرا آرٹ پریس لاہور، ۱۹۵۲ء

عبدالقیوم ندوی مولانا، خاتون اسلام کا دستور حیات، ادارہ ادبیات نو، لاہور، ۱۹۴۷ء

عبدالسلام خورشید، عربوں کا عروج و زوال، عتیق پرنٹنگ پریس لاہور، ۱۹۵۲ء

عبدالرؤف المناوی، فیض القدیر، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، مصر، ۱۳۵۶ھ

فضل الٰہی، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری، دار السلام، لاہور ۲۰۰۲ء

فضل شاہ، تفسیر فاضلی، فاضلی فاؤنڈیشن لاہور، ۱۹۹۲ء

قطب شہید سید، تفسیر فی ظلال القرآن، ترجمہ معروف شاہ شیرازی، ادارہ منشورات اسلامی، لاہور، ۱۹۹۲ء

القرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح، تفسیر القرطبی، دارالشعب القاہرہ، ۱۳۷۲ھ

الکنانی، احمد بن ابی بکر بن اسماعیل، مصباح الزجاجہ، دارالعربیۃ، بیروت، ۱۴۰۳ھ

گستاؤلی بان، ڈاکٹر، تمدن عرب، مترجم سید بلگرامی، حیدرآباد دکن، ۱۹۳۶ء

مودودی، ابوالاعلیٰ مولانا، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۱۸ء

مودودی، ابوالاعلیٰ مولانا، حقوق الزوجین، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۸۲ء

مودودی، ابوالاعلیٰ مولانا، پردہ، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۲ء

مودودی، ابوالاعلیٰ مولانا، اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۶۲ء

محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ٹی ایس پرنٹنگ پریس کراچی، جون ۱۹۸۱ء

معین الدین احمد ندوی، تاریخ اسلام، انوارالحسن پریس لاہور، ۱۹۳۸ء

معمر بن راشد، الجامع المعمر بن راشد، دارالفکر بیروت

مقبول بیگ بدخشانی، تاریخ ایران، مجلس ترقی ادب، لاہور ۱۹۸۱ء

مظہر الدین صدیقی، اسلام اور مذاہب عالم، میٹرو پرنٹرز لاہور، ۱۹۸۶ء

مظہر الدین صدیقی، اسلام اور حیثیت نسواں، دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور

مسلم بن الحجاج ابوالحسین القشیری، صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت (س،ن)

محمد بن حبان بن احمد ابوحاتم التمیمی، صحیح ابن حبان، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۴ھ

مالک ابن انس ابوعبداللہ الاصبحی، موطا مالک، داراحیاء التراث العربی، مصر، (س،ن)

محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم المبارکفوری، تحفۃ الاحوذی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، (س،ن)

محمد یوسف اصلاحی، حسن معاشرت، اسلامی پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء

نظام الدین مفتی، تحفۂ دولہا، بنوری ٹاؤن کراچی، ۱۹۹۸ء

نووی امام، صحیح مسلم بشرح النووی، دارالفکر، بیروت، ۱۳۹۲ھ

نعیم صدیقی، عورت معرض کشمکش میں، فیصل پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۸ء

النسائی، احمد بن شعیب ابوعبدالرحمن، السنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ

الہیثمی علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، دار الریان للتراث دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ

ھناد بن السری الکوفی، الزھد الھناد، دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، الکویت، ۱۴۰۶ھ

اخبارات و رسائل

اردو نیوز، جدہ، نوائے وقت، لاہور، جنگ، لاہور، صحافت، لاہور

1- Ameer Ali Syed, "The Spirit of Islam", London, reprinted,1967.

2- Anwar Iqbal Qureshi, "The Economic & Social System of Islam", Lahore, Islamic Books Service, 1975.

3- Carol, Smart, "Women Crime & Criminalogy", Roultedge & Kegen Bail, London,1976.

4- Justice Aftab Hussain, Dr. "Status of Women in Islam", Lahore, Publishing Co.,1987.

5- Muhammad Hussain Mirza, "Islam & Socialism," Lahore.

والمدینۃ خیر لہم لو کانوا یعلمون

عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی ایک نایاب علمی اور تحقیقی تصنیف

Medina Rediscovered

جستجوئے مدینہ

تاریخ، عمرانی ارتقاء، فضائل و محاسن، تبرکات نبویہ الشریفہ و آثار مدینہ زاداللہ شرفاً

مؤلف

عبدالحمید قادری

ضخامت: ۸۵۰ صفحات

ہمراہ ۷۸۶ نایاب تصاویر، ۵۱۲ رنگین

طباعت کے مراحل میں

تقریباً ٦١٢ صوفیاء کے احوال و آثار پر مشتمل

گلزارِ ابرار

اردو ترجمہ اذکارِ ابرار

جہانگیری عہد میں لکھے گئے ایک نایاب تذکرے کا اردو ترجمہ

(جدید اردو اور اشاریہ کے ساتھ)

مُصنّف

محمد غوثی شطاری مانڈوی

مُترجم

فضل احمد جیوری

اعلیٰ کریم کلر سنچری پیپر، بہترین پکی جلد

تقریباً ۹۰ سال بعد دوبارہ شائع شدہ

سلیم التواریخ

پاک و ہند کی مشہور زمیندار قوم راعین (ارعیں) کے مفصل تاریخی حالات
پر مشتمل ایک تحقیقی اور مدلل کتاب

مؤلف

مولوی محمد اکبر علی صوفی جالندھری

ضخامت: 660 صفحات - قیمت: =/350 روپے

اعلیٰ کریم کلر پنجری پیپر، بہترین پکی جلد

حضرت شیخ الشیوخ کی فلسفہ یونان کے رد میں لکھی جانے والی

شہرہ آفاق عربی کتاب کا اولین اردو ترجمہ

رشف النصائح الایمانیہ
وکشف الفضائح الیونانیہ

تالیف

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ (۶۳۲ھ)

فارسی ترجمہ

معین الدین جمال مشہور بہ معلم یزدی (۷۸۹ھ)

اردو ترجمہ

غلام حسن حسو سہروردی

ضخامت: 650 صفحات - قیمت:=/375 روپے

اعلیٰ کریم کلر ینچری پیپر، بہترین پکی جلد

مقالاتِ عارف

جلد اوّل

نقدِ عُمر

(برصغیر میں فارسی ادب سے متعلق اردو تحقیقی مقالات)

—— تالیف ——

پروفیسر ڈاکٹر عارف نوشاہی

فارسی ادب کے نامور محقق، ماہر مخطوطات اور ایران شناس

ضخامت 420 صفحات - قیمت =/350 روپے
سفید کاغذ، بہترین پکی جلد

چند آرا

جب کبھی آپ کا کوئی علمی کام سامنے آتا ہے تو بے حد خوشی ہوتی ہے۔ آپ کا شاندار علمی مستقبل میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ کی علمی ترقیوں کے لیے دعا کرتا رہتا ہوں۔ میں نئی نسل سے مایوس ہو چلا تھا لیکن آپ کے کاموں کو دیکھ کر امید ہو چلی ہے کہ شبلی و شیرانی کی روایات زندہ رہیں گی۔ اتنی کم عمری میں اتنے عمدہ کاموں کو دیکھ کر میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ خدا آپ کو چشم بد سے بچائے۔

(مشفق خواجہ مرحوم، کراچی)

☆☆☆

آپ کی وجہ سے پاکستانی مطبوعات و مخطوطات کا حصول سہل ہوا ورنہ ان کے حاصل کرنے کی فکر رہتی۔
علمی دنیا پر جہاں آپ کے بہت سے احسانات ہیں، یہ بھی بڑا احسان ہے اور اس احسان کے لیے میں سب سے زیادہ ممنون ہوں۔

(پروفیسر ڈاکٹر نذیر احمد، شعبہ فارسی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی)

روحانیت، سائنس اور جنسیات

قمر اقبال صوفی

ضلع چکوال سے تعلق رکھنے والے قمر اقبال صوفی صاحب ایمسٹرڈم (ہالینڈ) کی جانی پہچانی سماجی اور کاروباری شخصیت ہیں. روحانی علاج اور عملی روحانیت میں پچھلے بیس سال سے زیادہ عرصے سے مصروف ہیں. وہاں مختلف ٹی وی پروگراموں میں انہی موضوعات پر لیکچرز دیتے رہے ہیں

ضخامت: 664 صفحات - قیمت: =/350 روپے

اعلیٰ کریم کلر سنچری پیپر، بہترین پکی جلد